فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. باب ہے بیان میں حجۃ الوداع کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث دراز میں حجۃ الوداع کی صفت میں جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ حضرت ﷺ نو سال ٹھہرے یعنی جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے حج نہ کیا پھر پکارا گیا لوگوں میں کہ حضرت ﷺ حج کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ خبر سن کے بہت لوگ مدینہ میں آئے سب یہی چاہتے تھے کہ حضرت ﷺ کی پیروی کریں (آخر تک) اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ہجرت کرنے سے پہلے تین حج کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے میں کہتا ہوں یہ مبنی ہے اوپر عدد وفود انصار کے طرف گھاٹی کے جو منیٰ میں ہے بعد حج کے اس واسطے کہ وہ تین بار کے میں آئے پہلی بار آپس میں وعدہ کیا پھر دوسری بار آئے تو حضرت ﷺ سے بیعت اولیٰ کی پھر تیسری بار آئے تو بیعت ثانی کی جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا اول ہجرت میں اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ﷺ نے پہلے اس سے کوئی حج نہیں کیا تھا اور تحقیق روایت کی ہے حاکم نے ثوری سے کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے کئی حج کیے اور ابن جوزی نے کہا کہ ان کی گنتی معلوم نہیں اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ حضرت ﷺ ہجرت سے پہلے ہر سال حج کیا کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ پچیسویں ذی قعدہ کو مدینے سے نکلے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے حج میں اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مانند اس کے اور جزم کیا ہے ابن حزم نے کہ حضرت ﷺ جمعرات کے دن مدینے سے نکلے اور اس میں نظر ہے کہ ذی حج کا پہلا دن قطعا جمعرات کا دن تھا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ کا وقوف عرفہ میں جمعہ کے دن تھا پس متعین ہوا کہ مہینے کا پہلا دن جمعرات تھا پس نہیں صحیح ہے کہ ہو نکلنا حضرت ﷺ کا دن جمعرات کے بلکہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ہو دن جمعہ کا لیکن ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے ظہر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ مدینے میں چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں پس دلالت کی اس نے کہ حضرت ﷺ کا نکلنا جمعہ کے دن نہ تھا پس باقی رہا مگر یہ کہ نکلنا آپ کا دن ہفتے کے اور جو کہتا ہے کہ ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے سو اس کا قول محمول ہے اس پر کہ اگر مہینہ تیس دن کا ہو سو اتفاقا وہ مہینہ انتیس دن کا ہوا سو ذی الحجہ کا پہلا دن جمعرات کا دن ہو گا

بعد گزرنے چار رات کے نہ پانچ کے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی تطبیق حدیثوں میں۔ (فتح)

پھر بخاری نے اس باب میں سترہ حدیثیں ذکر کی ہیں اُن میں سے اکثر کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور عنقریب بیان کروں گا میں اس کو ساتھ زیادہ فائدوں کے۔ (فتح)

٤٠٤٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا.

۴۰۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو تو چاہیے کہ حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے پھر نہ حلال ہو یہاں تک کہ دونوں سے یکبارگی حلال ہو سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے میں آئی اور مجھ کو حیض آتا تھا اور نہ میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور نہ صفا اور مروہ کی سعی کی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی یعنی اپنے حال کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرہ چھوڑ دے تو میں نے ایسا ہی کیا سو جب ہم نے حج ادا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یعنی میرے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا تو میں نے وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدلے عمرے تیرے کے ہے کہ تو نے چھوڑا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر حلال ہوئے احرام سے پھر منیٰ سے پھرنے کے بعد دوسرا طواف کیا اور لیکن جنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٥ ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ قَالَ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوْا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلَ وَبَعْدُ.

۴۰۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب خانے کعبے کا طواف کرے یعنی جس نے مطلق عمرے کا احرام باندھا برابر ہے کہ قارن ہو یا متمتع تو البتہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے ابن جریج راوی کہتا ہے میں نے عطاء سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کس جگہ سے یعنی کس دلیل سے کہا ہے؟ عطاء نے کہا اس آیت کی دلیل سے کہ پھر جگہ حلال ہونے اس کے کی خانے کعبے کی طرف ہے اور حکم کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اپنے اصحاب کو یہ کہ حلال ہوں حجۃ الوداع میں میں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ وقوف عرفہ کے بعد تھا کہا اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اعتقاد کرتے تھے کہ وقوف عرفات سے پہلے احرام اتارنا بھی درست ہے اور پیچھے بھی درست ہے۔

فائدہ: اور یہ مذہب مشہور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور اس کی بحث حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٦ ـ حَدَّثَنِي بَيَانٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي.

۴۰۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحاء میں آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے حج کا احرام باندھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے کس طرح احرام باندھا ہے؟ اس نے کہا یہ کہ میں حاضر ہوں خدمت میں ساتھ احرام کے مانند احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانے کعبے کے گرد گھوم اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ پھر احرام اتار ڈال سو میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی پھر میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر کو کنگھی کی اور میری جوئیں نکالیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٧ ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ

۴۰۴۷۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی بیویوں کو

عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَّحِلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ فَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ هَدْيِيْ.

حکم دیا کہ احرام اتار ڈالیں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو آپ کو احرام اتارنے سے کیا مانع ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے گوند وغیرہ سے اپنے سر کے بال جمائے اور اپنی قربانی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا سو میں حلال نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اپنی قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٨ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

۴۰۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں فتویٰ پوچھا جب کہ فضل رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اللہ کے فرض نے کہ اس کے بندوں پر ہے حج کے امر میں پایا میرے باپ کو اس حال میں کہ بہت بوڑھا ہے یعنی وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا سواری پر ٹھہر نہیں سکتا سو کیا کفایت کرتا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تصریح کرنے راوی کے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں ہی تھا۔

٤٠٤٩ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۰۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال سامنے سے آئے اور حالانکہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی اونٹنی قصواء پر اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے اور آپ کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتّٰى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ آئْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ فَجَآئَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ ثُمَّ أَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ وَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَآئِمًا مِّنْ وَّرَآءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلّٰى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يَسْتَقْبِلُكَ حِيْنَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلّٰى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَآءُ.

ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے نزدیک اونٹنی بٹھلائی پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبے کی چابی ہمارے پاس لاؤ یعنی سو وہ چابی لایا اور آپ کے واسطے کعبے کا دروازہ کھولا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کعبے کے اندر داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کیا سو بہت دیر اس کے اندر ٹھہرے پھر باہر تشریف لائے سو لوگ اندر داخل ہونے کے واسطے جھپٹے سو میں ان سے پہلے داخل ہوا تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑے پایا سو میں نے اس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ اس نے کہا کہ ان دو اگلے ستونوں کے درمیان اور خانہ کعبہ چھ ستونوں پر تھا دو حصے اگلی سطر سے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی اور کعبے کے دروازے کو اپنی پیٹھ پیچھے کیا اور سامنے ہوئے اپنے منہ سے اس جگہ کو کہ تیرے سامنے ہے جب کہ تو کعبہ کے اندر داخل ہوا یعنی نماز پڑھی درمیان اس جگہ کے کہ تیرے سامنے ہوتی ہے اور درمیان دیوار کے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوچھنی بھول گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور جس جگہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اس کے پاس سرخ پتھر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے اور مرمر ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے نفیس اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کعبے کی بنا بدلی گئی اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ باب حجۃ الوداع کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ یہ حدیث تصریح ہے کہ یہ قصہ فتح مکہ کے سال تھا اور مکہ کا فتح ہونا آٹھویں سال تھا اور حجۃ الوداع دسویں سال تھا اور اس باب کی سب حدیثوں میں تصریح ہے ساتھ حجۃ الوداع کے اور ساتھ حجۃ النبی کے اور وہ حجۃ الوداع ہے۔ (فتح)

٤٠٥٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَأَبُوْ

۴۰۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو حجۃ الوداع میں حیض ہوا تو

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ.

حضرت مَلَّالِیْمِ نے فرمایا کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے؟ یعنی کوچ سے سو میں نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اس نے طواف زیارت کر لیا ہے اور خانے کعبے کے گرد گھوم لیا ہے حضرت مَلَّالِیْمِ نے فرمایا پس چاہیے کہ چلے یعنی مدینے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٥١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهِ وَقَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ أَنْذَرَهُ نُوْحٌ وَّالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلٰى مَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ

۴۰۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم آپس میں حجۃ الوداع کی گفتگو کرتے تھے اور حالانکہ حضرت مَلَّالِیْمِ ہمارے درمیان تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کے کیا معنی ہیں اور اس کو حجۃ الوداع کن معنوں سے کہا گیا سو حضرت مَلَّالِیْمِ نے اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر مسیح دجال کا ذکر کیا سو اس کا حال بہت لمبا بیان کیا اور فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے امت کو ڈرایا یعنی دجال سے ڈرایا اس سے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اور پیغمبروں نے کہ ان کے بعد تھے اور یہ کہ وہ تم میں نکلے گا سو اگر اس کا حال تم پر پوشیدہ ہے تو نہیں پوشیدہ تم پر یہ کہ بیشک تمہارا رب کانا نہیں اور بیشک دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور خبر دار ہو بیشک اللہ نے حرام کیے تم پر تمہارے خون اور مال جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے شہر میں اس تمہارے مہینے میں یعنی کے میں اور ذی حجہ کے مہینے میں عرفہ کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق

بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا وَّيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ انْظُرُوْا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِىْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

جان سے مارنا اور مال چھیننا درست نہیں فرمایا خبردار ہو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچایا ؟ لوگوں نے کہا ہاں ! فرمایا الٰہی! گواہ رہنا یہ آپ نے تین بار فرمایا کہ تم کو خرابی نظر کرو میرے پیچھے پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کے کیا معنی ہیں تو گویا کہ وہ ایک چیز ہے کہ ذکر کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے سو اصحاب نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور نہ سمجھا انہوں نے کہ مراد ساتھ وداع کے وداع ہونا حضرت ﷺ کا ہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد تھوڑے دنوں میں انتقال فرمایا تو اس وقت انہوں نے حجۃ الوداع کا مطلب سمجھا اور البتہ واقع ہوا ہے حج میں منیٰ کے خطبے کے بیان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو وداع کیا اور میں نے وہاں بیان کیا ہے جو واقع ہوا ہے نزدیک بیہقی کے کہ سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی بیچ درمیان دنوں تشریق کے سو حضرت ﷺ نے پہچانا کہ وہ وداع ہے یعنی دنیا سے پس سوار ہوئے اور لوگوں کو جمع کیا پس ذکر کیا خطبے کو اور یہ جو کہا کہ حمد اور تعریف کی تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ سب خطبہ حجۃ الوداع میں تھا اور البتہ ذکر کیا ہے خطبے کو حجۃ الوداع میں ایک جماعت اصحاب نے اُن میں سے کسی نے دجال کا ذکر نہیں کیا مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بلکہ اقتصار کیا ہے تمام نے اوپر حدیث اِنَّ اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ الحدیث کے۔ (فتح)

٤٠٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَّأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَّاحِدَةً لَّمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى.

۴۰۵۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور یہ کہ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد فقط ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا کہا ابو اسحاق نے اور دوسرا مکے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت کے بیان میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ آپ نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا یعنی اور نہ اس سے پہلے کوئی حج کیا مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے نفی حج اصغر کی اور وہ عمرہ ہے پس نہیں صحیح ہے یہ نفی اس واسطے کہ عمرہ کیا ہے آپ ﷺ نے پہلے اس سے قطعا اور یہ جو کہا کہ ابو اسحاق نے اور مکے میں دوسرا تو یہ موصول ہے ساتھ اسناد مذکور کے اور غرض ابو اسحاق کی یہ ہے کہ جو کہا

آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے حج کیا تھا لیکن اقتصار کرنا اپنے قول آخری پر وہم پیدا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے صرف ایک ہی حج کیا اور کوئی نہیں کیا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے کئی بار حج کیا بلکہ جس میں کچھ شک نہیں یہ ہے کہ حضرت ﷺ ہجرت سے پہلے جتنی مدت مکے میں رہے آپ ﷺ نے کبھی کوئی حج نہیں چھوڑا اس واسطے کہ کفار قریش کفر کی حالت میں کوئی حج نہیں چھوڑتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط وہ شخص ان میں سے اس سے باز رہتا تھا جو مکے میں نہ ہوتا یا اس کو ضعف مانع ہوتا اور جب کہ وہ بے دین ہونے کی حالت میں حج کے قائم رکھنے پر حرص کرتے تھے اور اس کو اپنا فخر جانتے تھے جس کے ساتھ وہ سب عرب پر مختار تھے تو کس طرح گمان کیا جائے گا ساتھ حضرت ﷺ کے کہ آپ حج نہیں کرتے تھے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ کو نبوت سے پہلے زمانے میں دیکھا کہ آپ عرفات میں کھڑے تھے یعنی موسم میں اور یہ اللہ کی توفیق سے ہے واسطے آپ کے اور ثابت ہو چکی ہے دعوت دینا آپ کی عرب کی قوموں کو اسلام کی طرف منیٰ میں تین سال پے در پے جیسا کہ بیان کیا ہے میں نے اس کو بیچ باب ہجرت کے۔ (فتح)

٤٠٥٣ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيرٍ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۴۰۵۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ چپ رہیں سو فرمایا میرے پیچھے پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث میں دلیل ہے اوپر وہم کرنے اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ اسلام جریر رضی اللہ عنہ کا حضرت ﷺ کی وفات سے چالیس دن پہلے تھا اس واسطے کہ حجۃ الوداع حضرت ﷺ کی وفات سے پہلے اسی (۸۰) دن سے زیادہ تھا اور البتہ ذکر کیا ہے جریر رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ (فتح)

٤٠٥٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ

۴۰۵۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین و آسمان بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے اس میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور

وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُّتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهٗ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُّبَلَّغُهٗ أَنْ يَّكُوْنَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهٗ يَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے پیچھے ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا ذی الحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں سو آپ ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ مکہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں، سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، فرمایا البتہ تمہارے خون اور مال اور آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہاری بستی میں اس تمہارے مہینے میں اور عنقریب تم اپنے رب کو ملے گے یعنی قیامت میں سو تمہارے عمل تم سے پوچھے گا سو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں خبردار ہونا چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید کہ بعض شخص حکم پہنچایا گیا زیادہ یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والوں سے سو محمد بن سیرین جب اس کو ذکر کرتا تو کہتے تھے کہ سچ فرمایا حضرت ﷺ نے پھر فرمایا خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچایا؟ دو بار فرمایا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں سو ان چار مہینوں کی حرمت مدت سے چلی آتی ہے سو مکے کے کافروں کا دستور تھا کہ جب ان کو لڑنا یا لوٹنا منظور ہوتا تو ان مہینوں کو بدل ڈالتے جیسے محرم میں لڑتے تو صفر کا نام محرم

رکھتے اس طرح ان بدبختوں نے مہینوں کو خلط ملط کر ڈالا تھا مہینوں کا اصل حساب ٹھیک نہیں رہا تھا جس سال حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تب حضرت ﷺ نے حج کے موسم میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے یہ حدیث فرمائی یعنی اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہوگیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کے مہینے کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا اور یہ جو آیت میں ہے مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت بیچ ٹھہرانے محرم کے اول سال کی یہ ہے کہ حاصل ہو ابتدا ساتھ مہینے حرام کے اور ختم ہو ساتھ مہینے حرام کے اور سال کے بیچ میں بھی حرام کا مہینہ ہوا اور وہ رجب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سال کے اخیر میں حرام کے دو مہینے پے در پے آتے ہیں واسطے ارادے فضیلت دینے خاتمہ کے اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ (فتح)

٤٠٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالُوْا لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ أَيَّةُ اٰيَةٍ فَقَالُوْا ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾. (المائدة:٣) فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ مَكَانٍ أُنْزِلَتْ أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ.

۴۰۵۵۔ حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ چند یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے درمیان اترتی تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ انہوں نے کہا یہ آیت کہ آج کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کیں تم پر اپنی نعمتیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں جانتا ہوں جس جگہ یہ آیت اتری اور حالانکہ حضرت ﷺ عرفات میں کھڑے تھے یعنی عرفے کے دن کہ وہ ہماری عید کا دن ہے۔

فائدہ: باب الایمان میں یہ حدیث اس لفظ سے گزر چکی ہے کہ ایک مرد یہودی نے کہا اور میں نے وہاں بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے کعب احبار رضی اللہ عنہ ہے اور اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور جائز ہے کہ اس نے مسلمان ہونے سے پہلے پوچھا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوا یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت ﷺ کی زندگی میں پس اگر یہ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ جن یہودیوں نے سوال کیا تھا وہ کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوال پر جمع ہوئے ہوں اور سوال اس کا خود کعب رضی اللہ عنہ نے کیا ہو پس جمع ہوں گی سب روایتیں اور باقی شرح اس کی کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

فائدہ: کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا ساتھ اس طور کے کہ میں نے کفایت کی تم کو تمہارے دشمن سے

اور غالب کیا تم کو اوپر اس کے جیسے کہ بادشاہ کہتے ہیں کہ آج ہمارا ملک ہمارے واسطے کامل ہوا یعنی کفایت کیے گئے ہم اس شخص سے جس سے ہم ڈرتے تھے یا کامل کی میں نے واسطے تمہارے وہ چیز جس کی تم کو حاجت ہے اپنی تکلیف میں تعلیم حلال اور حرام سے اور واقف کرنے سے اوپر احکام اسلام کے اور قوانین قیاس کے۔ (ق)

٤٠٥٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِى الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَّأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى يَوْمَ النَّحْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَّقَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مِّثْلَهٗ.

۴۰۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حج کو نکلے سو ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا اور حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا سو جن لوگوں نے صرف حج یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو نہ حلال ہوئے یہاں تک کہ قربانی کا دن ہوا یعنی دسویں ذوالحجہ کو انہوں نے احرام اُتارا اور دوسری روایت میں مالک سے اتنا زیادہ ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے اور تیسری روایت میں بھی مالک سے اسی طرح ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس حدیث کو مالک سے ساتھ کئی طریقوں کے دو طریقوں میں ان سے حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور یہی مقصود ہے ترجمہ باب سے۔

٤٠٥٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَادَنِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِىْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِىْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّىْ

۴۰۵۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں میری خبر پوچھنے کو تشریف لائے ایک بیماری سے جس سے میں قریب الموت ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو بیماری سے جو نوبت پہنچی آپ دیکھتے ہیں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں سو کیا میں دو تہائی مال خیرات کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں حضرت ﷺ نے

وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَّ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثٰى لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور تہائی بھی خیرات کے واسطے بہت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ خرچ کرے گا اللہ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب تجھ کو ملے گا میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑا جاؤں گا فرمایا تو ہرگز پیچھے نہ چھوڑا جائے گا پس تو کوئی ایسا عمل نہ کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو مگر اس کے سبب تیرا درجہ اور بلندی زیادہ ہوگی اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور نقصان پائیں گے تجھ سے اور لوگ۔ الٰہی! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے حضرت ﷺ اس کے واسطے غمناک ہوئے یہ کہ پھر مکے میں آ کر مرا یعنی واسطے مرنے اس کے اس زمین میں جس سے ہجرت کی۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی وصایا میں اور تقریر واقع ہونے اس کے کی حجۃ الوداع میں اور یہاں توجیہ اس شخص کی جو کہتا ہے یہ واقعہ حجۃ الوداع میں تھا اور وجہ تطبیق کی درمیان دونوں روایتوں کے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں۔ (فتح)

۴۰۵۸ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ

۴۰۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔

رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

٤٠٥٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

۴۰۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سر منڈایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اور آپ کے چند اصحاب نے اور بعض نے بال کتروائے۔

فائدہ: اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٦٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيْرُ عَلَى حِمَارٍ وَّرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ.

۴۰۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سامنے آئے گدھے پر سوار اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حجۃ الوداع کے دن سو گدھا کچھ صف کے آگے چلا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سے اترے اور لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٤٠٦١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنْ سَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

۴۰۶۱۔ حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ عروہ سے کہا پوچھے گئے اُسامہ رضی اللہ عنہ اور میں موجود تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے حجۃ الوداع میں یعنی کس طرح چلتے تھے؟ اس نے کہا کہ میانہ چال چلتے تھے اور جب خالی جگہ پاتے تھے تو بہت جلد چلتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٦٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ

۴۰۶۲۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشاء جمع

ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ جَمِيْعًا.

کر کے پڑھی۔

فائدہ: اس کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ.

باب ہے بیان میں جنگ تبوک کے اور وہ جنگ عسرت کی ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس باب کو بعد ترجمہ حجۃ الوداع کے اور یہ خطا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ ناقلین کی غلطی ہے اس واسطے کہ جنگ تبوک رجب کے مہینے میں تھی نویں سال پہلے حجۃ الوداع سے بالاتفاق اور تبوک ایک جگہ ہے مشہور اور وہ اس راہ کے نصف پر واقع ہے جو مدینے سے دمشق کو جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ مدینے سے چودہ منزل ہے اور یہ جو کہا کہ وہ جنگ عسرت کی ہے اور باب کی پہلی حدیث میں قول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے فی جیش العسرۃ اور یہ ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿اَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾. (التوبة:۱۱۷) یعنی جو لوگ تابع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنگی کی ساعت میں اور مراد اس سے جنگ تبوک ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ کسی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم کو تنگی کی ساعت کا حال بتلاؤ؟ کہا ہم تبوک کی طرف نکلے سخت قحط میں سو ہم کو پیاس پہنچی روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور عبدالرزاق کی تفسیر میں ابن عقیل سے روایت ہے کہ نکلے سخت گرمی میں اور سواریاں کم تھیں سو لوگ پیاس کے مارے اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کی اوجھڑی میں جو پانی ہوتا اس کو پیتے تھے پس تھی یہ تنگی پانی کی اور سواریوں میں اور خرچ میں پس نام رکھا گیا جنگ تنگی کی اور واقع ہوا ہے نام رکھنا اس کا ساتھ تبوک کے صحیح حدیثوں میں اُن میں سے ایک حدیث مسلم کی ہے کہ بیشک تم کل تبوک کے چشمے پر پہنچو گے روایت کیا ہے اس کو احمد اور بزار نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا تبوک واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مردوں کو جو چشمے کی طرف آگے بڑھ گئے تھے مازلتما تبوکا نها منذ الیوم یعنی ہمیشہ تم اس کو کھودتے رہو گے آج سے کہا ابن قتیبہ نے پس اسی سبب سے نام رکھا گیا چشمے کا تبوک اور بوک مانند کھودنے کے ہے اور حدیث مذکورہ مالک اور مسلم کے ساتھ غیر اس لفظ کے ہے روایت کیا ہے اس کو دونوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہ تبوک کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل تم تبوک کے چشمے پر پہنچو گے سو جو اس کی طرف جائے تو چاہیے کہ اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے سو ہم اس کے پاس آئے اور حالانکہ دو مرد اس کی طرف آگے بڑھ گئے تھے اور چشمہ تسمے کی طرح کچھ پانی سے چمکتا تھا سو ذکر کی حدیث اس بیان

میں کہ حضرت ﷺ نے اس کا کچھ پانی لے کر اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اس کو اسی میں پھیر ڈالا پھر جوش مارا چشمے نے ساتھ بہت پانی کے اور اس کے اور مدینے کے درمیان شام کی طرف سے چودہ منزل کا فاصلہ ہے اور اس کے اور دمشق کے درمیان گیارہ منزل کا فاصلہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے جو ذکر کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہ مدینے میں شام سے سوداگر آئے سو انہوں نے خبر دی کہ رومیوں نے بہت لشکر جمع کیے ہیں اور قوم لخم اور جذام وغیرہ عرب کے نصرانی ان کے ساتھ جا شریک ہوئے اور ان کا اگلا لشکر بلقا کی طرف پہنچا سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو نکلنے کی طرف بلایا اور ان کو جنگ کی جہت بتلائی کما سیاتی فی الکلام علی حدیث کعب بن مالک اور روایت کی ہے طبرانی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عرب کے نصاریٰ نے ہرقل (بادشاہ روم) کو لکھا کہ یہ مرد جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا مر گیا اور پہنچے ان کو جہت قحط سو ان کے مال ہلاک ہوئے سو اس نے ایک بڑے رئیس کو چالیس ہزار آدمی ساتھ دے کر بھیجا سو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی اور لوگوں کے واسطے قوت نہ تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف قافلہ تیار کیا تھا سو کہا کہ یا حضرت! یہ دو سو اونٹ اللہ کی راہ میں ساتھ پالانوں اور جھولوں اپنے کے اور دو سو اوقیے ہیں سو میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نقصان نہ کرے گا عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل اس کے بعد اور اسی طرح روایت کی ہے اس کو ترمذی اور حاکم نے اور ذکر کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی نے دلائل میں عبدالرحمٰن بن غنم سے کہ یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم! تو سچا ہے تو شام میں جا کہ وہ پیغمبروں کی زمین ہے اور اسی زمین میں خلقت کا حشر ہوگا سو حضرت ﷺ نے تبوک پر چڑھائی کی آپ کا ارادہ فقط شام کا تھا سو جب تبوک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کی کئی آیتیں اتاریں ﴿وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا﴾. (الإسراء:٧٦) الآیۃ یعنی البتہ وہ قریب تھے کہ پھسلا دیتے تجھ کو اس زمین سے کہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس کی سند حسن ہے باوجود اس کے مرسل ہونے کے۔ (فتح)

٤٠٦٣ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَصْحَابِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ أَصْحَابِيْ أَرْسَلُوْنِيْ إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللهِ لَا

۴۰۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ساتھیوں نے مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں ان کے واسطے آپ سے سواری مانگوں جب وہ آپ کے ساتھ تنگی کے لشکر میں تھے اور وہ جنگ تبوک کی ہے سو میں نے کہا یا حضرت! میرے ساتھیوں نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ ان کو سواری دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تجھ کو سواری نہ دوں گا اور میں نے آپ کو پایا اس حالت میں کہ آپ ﷺ غضبناک تھے اور میں نے معلوم نہ کیا

أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَّوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِّنْ مَّنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَّخَافَةِ أَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى أَصْحَابِيْ فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُّنَادِيْ أَيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهٗ فَقَالَ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ فَلَمَّا أَتَيْتُهٗ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِّنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلٰى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِيْ بَعْضُكُمْ إِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوْا أَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَّمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَّلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوْسٰى بِنَفَرٍ مِّنْهُمْ حَتّٰى أَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهٗ إِيَّاهُمْ ثُمَّ

اور میں پھرا غمناک، حضرت ﷺ کے سواری نہ دینے سے اور اس خوف سے کہ حضرت ﷺ اپنے جی میں مجھ پر ناراض ہوئے ہوں سو میں اپنے ساتھیوں کی طرف پھرا سو میں نے ان کو خبر دی جو حضرت ﷺ نے فرمایا سو نہ دیر ہوئی مجھ کو مگر ایک گھڑی چھوٹی کہ اچانک میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو سنا کہ پکارتا ہے کہ کہاں ہے عبداللہ بن قیس! میں نے اس کو جواب دیا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس چل تجھ کو بلاتے ہیں سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے یہ دو اونٹ کہ ایک رسی میں بندھے ہیں اور یہ دو اونٹ کہ ایک رسی میں بندھے ہیں چھ اونٹوں کی طرف اشارہ کیا جن کو اس وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا سو ان کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جا سو کہہ کہ بیشک اللہ یا فرمایا رسول اللہ ﷺ تم کو اونٹ سواری کے واسطے دیتے ہیں سو تم ان پر سوار ہو جاؤ سو میں ان کو لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا سو میں نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ تم کو ان اونٹوں پر سوار کرتے ہیں لیکن میں تم کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ کوئی تم میں سے میرے ساتھ چلے اس شخص کے پاس جس نے حضرت ﷺ کا کلام سنا تا کہ نہ گمان کرو تم کہ میں نے بیان کی تم سے ایک چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں فرمائی یعنی تا کہ تم گمان نہ کرو کہ جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے تو انہوں نے مجھ سے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ تو ہمارے نزدیک سچا ہے اور البتہ ہم کریں گے جو تو چاہتا ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اُن میں سے چند آدمیوں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آئے اُن لوگوں کے پاس جنہوں نے حضرت ﷺ کا کلام سنا تھا یعنی اول حضرت ﷺ کا ان کو سواری نہ دینا پھر اس کے بعد ان کو سواری دینا سو حدیث بیان

إِعْطَآئِهِمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ أَبُوْ مُوْسٰی.

کی انہوں نے اُن سے جس طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اُن سے حدیث بیان کی تھی۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے اشعری لوگوں کے آنے کے بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانچ اونٹ دیئے اور اس حدیث میں ہے کہ چھ اونٹ دیئے سو یا تو قصہ متعدد ہے یا دو بار کیا ان کو پانچ پر اور یہ جو فرمایا کہ لے یہ دو اونٹ تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ تین بار فرمایا ہوتا کہ چھ اونٹوں کی گنتی پوری ہو اور راوی نے اس میں اختصار کر دیا ہو یا پہلی بار دو کی طرف اشارہ کیا اور دوسری بار چار کی طرف اشارہ کیا ہو اسواسطے کہ قرین ایک پر بھی صادق آتا ہے اور زیادہ پر بھی اور اس حدیث میں ہے توڑنا قسم کھانے والے کا اپنی قسم کو جب کہ اس کے غیر کو بہتر جانے کما سیاتی البحث فیہ اور منعقد ہونا قسم کا ہے غصے کی حالت میں اور میں اس حدیث کے باقی فائدے کتاب الایمان میں بیان کروں گا۔

٤٠٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ أَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَآءِ قَالَ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ وَقَالَ أَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا.

۴۰۶۴۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف نکلے اور علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں خلیفہ بنایا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھ کو لڑکوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو ہو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں، اور کہا ابوداؤد نے حدیث بیان کی مجھ سے شعبہ نے حکم سے اس نے کہا سنا میں نے مصعب سے۔

فائدہ: مقصود اس تعلیق سے ثابت کرنا سماع حکم کا ہے مصعب سے تا کہ تدلیس کا وہم باقی نہ رہے اور حاکم نے اکلیل میں مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرے گھر والوں کا خلیفہ ہو اور کہا انھیں وعظ کر یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو بلا کر کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کا کہا مانو اور سنو۔ (فتح)

٤٠٦٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً يُّخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ قَالَ

۴۰۶۵۔ حضرت یعلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کی کہا صفوان نے یعلی کہتا تھا کہ یہ جنگ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے زیادہ تر معتبر ہے اور مضبوط ہے یعنی اس میں مجھ کو ثواب کی زیادہ امید ہے کہا عطاء نے کہ صفوان نے کہا کہ کہا یعلی نے کہ مرا ایک نوکر تھا سو وہ

كَانَ يَعْلٰى يَقُوْلُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِيْ عِنْدِيْ قَالَ عَطَآءٌ فَقَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلٰى فَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ عَطَآءٌ فَلَقَدْ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَنَسِيْتُهُ قَالَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدٰى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَآءٌ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا كَأَنَّهَا فِيْ فِيْ فَحْلٍ يَقْضَمُهَا.

ایک آدمی سے لڑا تو دونوں میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانتوں سے کاٹا کہا عطاء نے کہ البتہ صفوان نے مجھ کو خبر دی کہ دونوں میں سے کس نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا سو میں اس کو بھول گیا ہوں کہا اس کو جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا سو اس کا اگلا ایک دانت اُکھاڑ ڈالا سو دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے حضرت ﷺ نے اس کے دانت کا بدلا اکارت کیا یعنی اس کو بدلا نہ دلوایا نہ دیت قصاص عطاء کہتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا کہ تو اس کو چباتا جیسے وہ اونٹ کے منہ میں ہے کہ اس کو چبائے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾.

باب ہے بیچ بیان حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اور بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے۔

٤٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُّحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبٌ لَّمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتِبْ

۴۰۶۶۔ حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس کی اولاد سے جب کہ کعب رضی اللہ عنہ اندھے ہوئے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا جنگ تبوک کے قصے سے جب وہ پیچھے رہا یعنی اپنے پیچھے رہنے کے زمانے سے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں پیچھے رہا میں حضرت ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں جو حضرت ﷺ نے لڑی مگر جنگ تبوک میں لیکن میں جنگ بدر میں پیچھے رہا اور نہ عتاب کیا گیا کوئی جو اس سے پیچھے رہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے کہ اس کو لوٹیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دشمن کو

أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَّلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهٗ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفٰى لَهٗ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باہم جمع کیا بغیر وعدے کیے یعنی مسلمانوں اور کافروں کا بدر میں اتفاقًا مقابلہ ہوا کسی کا لڑنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ حضرت ﷺ قافلہ لوٹنے کے ارادے سے نکلے تھے اور کفار قریش اپنا قافلہ بچانے کے واسطے نکلے تھے) اور البتہ میں گھاٹی کی رات حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا جب کہ ہم نے ایک دوسرے سے عہدو پیان لیا جب کہ بیعت کی ہم نے اسلام پر اور میں نہیں چاہتا کہ مجھ کو اس کے بدلے جنگ بدر ہو اگرچہ جنگ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے میرے حال کی خبر یہ ہے کہ میں ایسا قوی تر اور باسامان تھا کہ کبھی ایسا قوی تر اور باسامان نہ ہوا تھا جبکہ میں اس جنگ میں حضرت ﷺ کے ساتھ سے پیچھے رہا قسم ہے اللہ کی کہ اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں یہاں تک کہ میں نے ان کو اس جنگ میں جمع کیا او رحضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کسی جنگ کا ارادہ نہیں کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر کے ساتھ چھپاتے تھے یعنی ایسا لفظ ذکر کرتے تھے جو دو معنوں کا احتمال رکھتا کہ ایک دوسرے سے قریب ہوتا سو وہم دلاتے کہ وہ قریب کا ارادہ رکھتے ہیں اور حالانکہ آپ کا ارادہ بعید کا ہوتا یہاں تک کہ یہ جنگ تبوک ہوئی جہاد کیا اس کا حضرت ﷺ نے سخت گرمی میں اور متوجہ ہوئے طرف سفر دور کے اور جنگلوں بے آب وگیاہ کے اور بہت دشمنوں کے سو حضرت ﷺ نے اس جنگ کا حال مسلمانوں کو کھول کر بیان کر دیا تا کہ اپنی جنگ کے سامان کو درست کریں سو خبر دی ان کو اس طرف کی جس کا ارادہ رکھتے تھے یعنی تبوک کا اور حضرت ﷺ کے ساتھ مسلمان بہت تھے اور نہ جمع کرتی تھی ان کو کوئی کتاب یاد رکھنے والی یعنی کوئی دفتر نہ تھا جس میں سب کا نام لکھا ہوتا کہ اتنے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ فَطَفِقْتُ أَغْدُوْ لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهٗ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ أَحْزَنَنِيْ أَنِّيْ لَا أَرٰى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهٗ فِيْ عِطْفِهٖ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ

تھے یعنی بے شمار تھے سو کوئی مرد نہ تھا کہ غائب ہونا چاہے یعنی حضرت ﷺ کے ساتھ نہ جائے مگر یہ کہ گمان کرتا تھا کہ وہ چھپا رہے گا یعنی بسبب بہت ہونے لشکر کے جب تک کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی وحی نہ اترے اور حضرت ﷺ نے یہ جنگ اس وقت لڑی جب کہ پھل اور سائے خوب تیار ہوئے تھے اور حضرت ﷺ نے اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ سامان درست کیا سو میں صبح کو جانے لگتا تا کہ میں ان کے ساتھ سامان درست کروں سو میں پھرتا اور حالانکہ میں نے کوئی کام درست نہیں کیا سو میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں اس پر قادر ہوں سو ہمیشہ رہا دراز ہونا میرے ساتھ یہ حال کہ اب کر لیتا ہوں تھوڑی دیر ٹھہر کے کر لیتا ہوں یہاں تک کہ لوگوں پر کوشش سخت ہوئی سو حضرت ﷺ صبح کو روانہ ہوئے اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور حالانکہ میں نے اپنے سامان سے کوئی چیز درست نہ کی سو میں نے کہا میں آپ کے بعد ایک دو دن سامان درست کر کے ان کو جاملوں گا سو میں صبح کو گیا بعد چلے جانے ان کے تا کہ سامان درست کروں سو میں پھرا اس حال میں کہ کوئی چیز درست نہیں کی پھر میں اسی طرح اگلی صبح کو گیا پھر پھرا اور حالانکہ میں نے کوئی چیز درست نہیں کی سو ہمیشہ رہا یہ حال میرا کہ آج چلتا ہوں کل چلتا ہوں یہاں تک کہ انہوں نے جلدی کی اور دور چلے گئے اور جنگ فوت ہوئی اور میں نے قصد کیا کہ کوچ کروں اور ان کو پاؤں کاش! کہ میں یہ کام کرتا سو نہ مقدر ہوا واسطے میرے یہ کام جو کہ تقدیرا چلتے چلتے رہ گیا سو حضرت ﷺ کے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تھا اور اُن میں گھومتا تھا تو مجھ کو غمناک کرتا تھا یہ کہ میں نہیں دیکھتا کسی کو مگر اس مرد کو جس پر

مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُوْلُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَّاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَأْيٍ مِّنْ أَهْلِيْ فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّيْ لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَّكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَآءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَآئِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَّلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا وَّلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَيَّ

نفاق کا طعن کیا گیا ہے یعنی منافقوں کے سوا کوئی نظر نہ آتا تھا یا اس مرد کو جس کا اللہ نے عذر قبول کیا ضعیفوں سے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو یاد نہ کیا یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے۔ فرمایا اور حالانکہ آپ لوگوں میں بیٹھے تھے کہ کیا کیا کعب نے کہ حاضر نہیں؟ تو ایک مرد نے بنی سلمہ میں سے کہا یا حضرت! روکا اس کو اس کی دونوں چادروں نے اور نظر کرنے اس کے نے ان کی خوبی اور عمدگی میں سو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا برا ہے جو تو نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! نہیں جانتے ہم اس کو مگر نیک سو حضرت ﷺ چپ رہے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ پلٹ کر مدینے کو متوجہ ہوئے ہیں تو میرا قصد حاضر ہوا یعنی میں دل میں سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے اور میں جھوٹ کو یاد کرنے لگا اور میں کہنے لگا کہ میں کل کس چیز کے ساتھ آپ کے غضب سے نکلوں اور مدد مانگی میں نے اس پر اپنے گھر والوں کے ہر عاقل سے سو جب مجھ سے کہا گیا کہ حضرت ﷺ تشریف لانے والے ہوئے یعنی قریب آ پہنچے تو جھوٹ مجھ سے دور ہوا اور میں نے پہچانا کہ بیشک میں آپ ﷺ کے غضب سے جھوٹ کے ساتھ کبھی نہیں چھوٹوں گا سو میں نے پکی نیت کی سچ بولنے کی اور حضرت ﷺ صبح کو تشریف لائے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے یعنی اور حضرت ﷺ نے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں کے واسطے بیٹھے سو جب حضرت ﷺ نے یہ کام کیا تو جو لوگ پیچھے رہے تھے یعنی منافق لوگ وہ آپ کے پاس آ کر عذر کرنے لگے اور قسم کھاتے اور وہ چند اور اسی آدمی تھے سو حضرت ﷺ نے ان سے ان کے ظاہر کلام کو قبول کیا اور ان

وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ اِعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِيْ حَتّٰى أَرَدْتُّ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِيْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ أَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا أُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِيْ أَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى

سے بیعت کی اور ان کے واسطے بخشش مانگی اور ان کے دل کی بات کو اللہ کے سپرد کیا پھر میں بھی حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو جب میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا جیسے غضبناک ہنستا ہے پھر فرمایا آگے آؤ سو میں آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے آگے بیٹھا سو آپ ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو پیچھے ڈالا اور جہاد سے روکا کیا تو نے سواری خرید نہ لی تھی؟ سو میں نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار کے پاس بیٹھتا تو البتہ میں جانتا کہ اس کے غضب سے عذر کے ساتھ نکلوں گا اور البتہ مجھ کو خوش تقریری ملی ہے یعنی جس کے ساتھ میں اس جرم سے پاک ہو سکتا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے جانا کہ اگر میں آج آپ سے جھوٹ بات بیان کروں جس کے ساتھ آپ مجھ سے راضی ہوں تو البتہ عنقریب ہے کہ اللہ آپ کو مجھ پر غضبناک کرے اور اگر میں آپ سے سچ بات بیان کروں جس میں آپ مجھ پر ناراض ہوں تو البتہ میں اللہ کی معافی کی امید رکھتا ہوں قسم ہے اللہ کی مجھ کو کوئی عذر نہ تھا قسم ہے اللہ کی نہ تھا میں کبھی ایسا زیادہ تر قوی اور باسامان اب سے جیسا کہ میں قوی تر اور باسامان تھا جب کہ میں آپ کے ساتھ سے پیچھے رہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس نے تو سچ کہا سو اُٹھ کھڑا ہو یہاں تک کہ اللہ تیرے حق میں کچھ حکم کرے سو میں اٹھ کھڑا ہوا سو قوم بنی سلمہ کے چند مرد اٹھ کر میرے ساتھ ہوئے سو انہوں نے مجھ سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو اور البتہ تو عاجز ہوا اس سے کہ حضرت ﷺ کے پاس عذر کرتا جو پیچھے رہنے والوں نے آپ کے پاس عذر کیا اور البتہ حضرت ﷺ کا

ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ وَّاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ أَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُّ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُّ لَهٗ فَنَشَدْتُّهٗ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِّنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَّدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ حَتّٰى إِذَا جَاءَنِيْ دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيْهِ أَمَّا بَعْدُ

تیرے واسطے استغفار کرنا تیرے گناہ کو کافی تھا پس قسم اللہ کی ہمیشہ رہے مجھ کو ملامت کرتے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنی پہلی بات سے پھروں اور اپنے نفس کو جھٹلاؤں پھر میں نے ان سے کہا کہ کیا کوئی اور بھی میرے ساتھ اس حال کو ملا ہے؟ یعنی کسی اور کا بھی یہ حال ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دو مرد کہ کہا دونوں نے جیسے تو نے کہا سو کہا گیا واسطے ان کے جیسے تجھ کو کہا گیا میں نے کہا وہ دونوں کون ہیں؟ کہا مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما سو انہوں نے میرے واسطے دو نیک مردوں کو ذکر کیا جو جنگ بدر میں موجود تھے کہ ان کی پیروی ہو سکتی ہے سو میں گزرا جب کہ انہوں نے ان کو میرے واسطے ذکر کیا اور حضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تینوں کی کلام سے خاص کر منع کر دیا سوائے باقی لوگوں کے اُن لوگوں کے درمیان سے جو آپ کے ساتھ سے پیچھے رہے اور لوگوں نے ہم سے پرہیز کیا اور ہمارے واسطے دوسرے رنگ ہوئے گویا یہ آشنا ہی نہ تھے یہاں تک کہ میرے جی میں زمین ناواقف ہوئی سو نہ تھی وہ زمین کہ میں پہچانتا ہوں (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ناواقف ہوئے ہمارے واسطے باغ پس نہ تھے وہ باغ جن کو میں پہچانتا ہوں اور ناواقف ہوئے ہمارے واسطے لوگ یہاں تک کہ نہیں تھے وہ جن کو میں پہچانتا ہوں اور جو غمناک ہو وہ اس کو ہر چیز میں پاتا ہے یہاں تک کہ کبھی اس کو اپنے نفس میں بھی پاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو اس سے زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں مر جاؤں اور حضرت ﷺ میرا جنازہ نہ پڑھیں یا حضرت ﷺ فوت ہو جائیں اور میں لوگوں سے اس حال میں رہوں پس نہ کلام کرے مجھ سے کوئی ان میں سے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے) سو ہم اسی حال پر پچاس

فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهٰذَا أَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتّٰى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ الْخَمْسِيْنَ إِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِيْ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا أَمْ مَّاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَأَرْسَلَ إِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِيْ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَاءَتْ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَّيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبْكِ قَالَتْ إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلٰى شَيْءٍ وَّاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا فَقَالَ لِيْ بَعْضُ أَهْلِيْ لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

راتیں ٹھہرے لیکن میرے دونوں ساتھی سو عاجز ہوئے اپنے گھروں میں روتے بیٹھے اور میں تو لوگوں میں زیادہ تر جوان اور مضبوط تھا سو میں نکلتا تھا اور لوگوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا اور میں حضرت ﷺ کے پاس آتا تھا اور آپ کو سلام کرتا تھا اور حضرت ﷺ اپنی مجلس میں ہوتے بعد نماز کے سو میں اپنے جی میں کہتا کہ کیا حضرت ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب نماز پڑھتا سو میں آپ کو نظر چرا کر دیکھتا سو جب میں اپنی نماز پر متوجہ ہوتا تو میری طرف منہ کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو مجھ سے منہ پھیرتے یہاں تک کہ جب دراز ہوا مجھ پر یہ حال لوگوں کے منہ پھیرنے سے تو میں چلا یہاں تک کہ میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور وہ میرا چچیرا بھائی تھا اور میرے نزدیک سب لوگوں سے بہت پیارا تھا سو میں نے اس کو سلام کیا سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا سو میں نے کہا اے ابوقتادہ! میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھ کو جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ سو وہ چپ رہا پھر میں نے اس کو قسم دی پھر بھی وہ چپ رہا پھر میں نے اس کو قسم دی سو اس نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں سو میری دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور میں پیٹھ دے کر چلا یہاں تک کہ دیوار پر چڑھا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا سو جس حالت میں کہ میں بازار میں چلتا تھا کہ اچانک شامیوں میں سے ایک کھیتی کرنے والا مدینے میں اناج بیچنے کو لایا تو اس نے مجھ کو غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا سو اچانک اس میں لکھا تھا کہ

إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ حَتّٰى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَّأَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَّعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَّآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَّسَعٰى سَاعٍ مِّنْ أَسْلَمَ فَأَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَّاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ

بہر حال اس کے بعد پس تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تیرے ساتھی نے تجھ پر سختی کی اور نہیں گردانا تجھ کو اللہ نے ذلت کے گھر میں اور نہ ضائع کرنے والے میں یعنی جو تیرے حق کو ضائع کرے سو تو ہم کو آمل ہم تیرے ساتھ سلوک کریں گے سو میں نے کہا جب کہ میں نے اس کو پڑھا اور یہ بھی اللہ کا امتحان ہے سو میں نے اس خط کے ساتھ تنور کا قصد کیا سو میں نے اس کو اس میں جلا دیا یہاں تک کہ گزریں چالیس راتیں پچاس سے تو اچانک حضرت ﷺ کا ایلچی میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ تجھ کو فرماتے ہیں کہ اپنی عورت سے جدا ہو جا میں نے کہا کیا میں اس کو طلاق دوں یا کیا کروں؟ کہا بلکہ اس سے جدا رہ اور اس کے نزدیک نہ جا اور میرے دونوں ساتھیوں کو بھی اسی طرح کہلا بھیجا سو میں نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے گھر والوں سے جا مل اور ان کے پاس رہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس امر میں حکم کرے سو وہ ان میں جا ملی کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو ہلال رضی اللہ عنہ کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہلال رضی اللہ عنہ یعنی میرا خاوند بہت بوڑھا ہے اس کا کوئی خدمت گار نہیں سو کیا آپ برا جانتے ہیں کہ میں اس کی خدمت کروں؟ فرمایا نہیں میں اس کی خدمت کو برا نہیں جانتا لیکن وہ تیرے نزدیک نہ آئے یعنی تجھ سے صحبت نہ کرے اس نے کہا قسم ہے اللہ کی بیشک اس کو کسی چیز کی طرف حرکت نہیں، قسم ہے اللہ کی ہمیشہ وہ روتا ہے جب سے ہوا حال اس کا جو ہوا آج تک سو میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو بھی حضرت ﷺ سے اپنی عورت کے حق میں اجازت مانگے تو شاید تجھ کو اجازت دیں جیسے ہلال رضی اللہ عنہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی

فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَّرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِيْ بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ لَّا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَّا بَقِيْتُ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ

اجازت دی تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ سے اس کی اجازت نہیں مانگوں گا اور میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ کیا کہیں جب میں آپ ﷺ سے اس کی اجازت مانگوں اور میں جوان آدمی ہوں سو میں اس کے بعد دس راتیں ٹھہرا یہاں تک کہ ہمارے واسطے پچاس راتیں پوری ہوئیں جب سے حضرت ﷺ نے ہمارے ساتھ کلام سے منع کیا سو جب میں نے فجر کی نماز پڑھی پچاسویں رات کی صبح کو اور میں اپنے ایک گھر کی چھت پر تھا سو جس حالت میں کہ میں بیٹھا تھا اس حال پر جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا البتہ تنگ ہوئی مجھ پر میری جان اور تنگ ہوئی مجھ پر زمین باوجود فراخی اپنی کے کہ اچانک میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو پہاڑ سلع پر چڑھ کر اپنی بلند آواز سے پکارتا ہے کہ اے کعب! بشارت لے سو میں سجدے میں گرا اور میں نے پہچانا کہ فراخی آئی اور غم دور ہوا اور خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ تعالیٰ کے اوپر ہمارے جب کہ فجر کی نماز پڑھی سو لوگ ہم کو بشارت دینے چلے اور بشارت دینے والے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف گئے اور ایک مرد نے گھوڑے کو ایڑ لگا کر میری طرف دوڑایا اور قبیلہ اسلم سے ایک دوڑنے والا دوڑا اور پہاڑ پر چڑھ کے پکارا اور آواز گھوڑے سے بہت جلدی پہنچنے والی تھی سو جب میرے پاس آیا جس کی میں نے آواز سنی مجھ کو خوشخبری دیتا تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو پہنائے بدلے بشارت دینے اس کے کی قسم ہے اللہ کی میں اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا کسی چیز کا مالک نہ تھا اور میں نے دو کپڑے مانگ کر پہنے اور میں حضرت ﷺ کی طرف چلا اور لوگ مجھ کو جماعت جماعت ملتے رہے اس حال

ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَّإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِيْ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا أَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾ قَالَ كَعْبٌ وَّكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ فِيْهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ إِيَّانَا وَإِرْجَآؤُهٗ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ.

میں کہ مجھ کو توبہ کی مبارک بادی دیتے تھے کہتے تھے کہ اللہ کی توبہ تجھ کو مبارک ہو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ بیٹھے ہیں آپ کے گرد لوگ ہیں سو اٹھ کھڑا ہوا طرف میری طلحہ رضی اللہ عنہ دوڑتا یہاں تک کہ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارک دی قسم ہے اللہ کی مہاجرین میں سے اس کے سوا کوئی مرد میری طرف نہ اٹھا اور نہیں بھولتا میں اس خصلت کو طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ اس نے مجھ کو مبارک بادی دی اور مجھ سے مصافحہ کیا' کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو جب میں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اور حالانکہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا بشارت لے بہت بہتر دن کی جو تجھ پر گزرا جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا میں نے کہا یا حضرت! کیا یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ روشن ہوتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم حضرت ﷺ سے یہ پہچانتے تھے یعنی خوشی کے وقت چہرے کا روشن ہونا سو جب میں حضرت ﷺ کے آگے بیٹھا تو میں نے کہا یا حضرت! میری توبہ کے شکریہ سے ہے یہ کہ میں اپنے سب مال سے باہر نکلوں اس حال میں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف خیرات ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کے شکریہ میں اپنا سب مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے سو وہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے کہا میں رکھتا ہوں اپنا حصہ جو خیبر میں ہے میں نے کہا یا حضرت! سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سچ بولنے

کے ساتھ نجات دی اور میری توبہ کے شکر یہ سے ہے یہ کہ نہ
بات کہوں گا مگر سچ جب تک زندہ رہوں گا پس قسم اللہ کی نہیں
جانتا میں کسی مسلمان کو انعام کیا ہو اللہ نے اوپر اس کے سچ
بولنے میں جب سے میں نے حضرت ﷺ کے آگے سچ کہا
آج تک بہتر اس سے کہ مجھ پر انعام کیا اور نہیں قصد کیا میں
نے جھوٹ بولنے کا جب سے میں نے حضرت ﷺ کے آگے
سچ کہا آج تک البتہ میں امیدوار ہوں کہ اللہ مجھ کو باقی زندگی
میں بھی جھوٹ بولنے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر
یہ آیت اتاری البتہ اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین پر اور
انصار پر جو ساتھ رہے نبی ﷺ کے مشکل کی گھڑی میں اس
کے بعد کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں
سے پھر فرمایا اور مہربان ہوا ان تین شخصوں پر جو موقوف رکھے
گئے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود فراخی اپنی
کے اور تنگ ہوئی ان پر ان کی جان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک
کہ رہو ساتھ سچوں کے سو قسم ہے اللہ کی اللہ نے کبھی کوئی نعمت
مجھ پر عطا نہیں کی اس کے بعد کہ مجھ کو اسلام کے واسطے ہدایت
کی بہت بڑی میرے دل میں سچ کہنے میرے سے واسطے
حضرت ﷺ کے یہ کہ میں نے جھوٹ بولا ہوتا پس ہلاک ہوتا
جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے سو بیشک اللہ تعالیٰ نے
جھوٹ بولنے والوں کے واسطے کہا جب کہ وحی اتاری بدتر اس
چیز سے کہ کسی کے واسطے کہا یعنی اللہ نے ان کو نہایت بد کہا سو
اللہ تعالیٰ بابرکت نے کہا کہ عنقریب قسمیں کھائیں گے اللہ کی
تمہارے پاس جب پھر کر آؤ گے ان کی طرف اللہ کے اس
قول تک کہ البتہ اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے ، کہا
کعب رضی اللہ عنہ نے اور تھے ہم تینوں پیچھے رکھے گئے کام ان لوگوں

کے سے جن کا عذر حضرت ﷺ نے قبول کیا جب کہ انہوں نے آپ کے پاس قسمیں کھائیں سو حضرت ﷺ نے ان سے بیعت لی اور ان کے واسطے بخشش مانگی اور حضرت ﷺ نے ہمارے کام کو موقوف رکھا یہاں تک کہ اللہ اس میں حکم کرے پس اسی سبب سے کہا اللہ نے اوران تین شخصوں پر جو پیچھے رکھے گئے اور نہیں مراد ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا اللہ نے پیچھے رہنا ہمارا جنگ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد پیچھے رکھنا حضرت ﷺ کا ہے ہم کو اور ڈھیل میں ڈالنا آپ کا ہے ہمارے کام کو اور لوگوں سے جنہوںؓ نے آپ کے واسطے قسم کھائی اور آپ کے آگے عذر کیا اور حضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک ابن جریر کے طریق یونس کے سے اس نے روایت کی زہری سے حدیث کے شروع میں بغیر اسناد کے کہا زہری نے اور جنگ کی حضرت ﷺ نے تبوک کی اور ارادہ کرتے تھے حضرت ﷺ نصاریٰ عرب اور روم کا شام میں یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے تو وہاں چند اور دس راتیں ٹھہرے اور وہاں آپ کو اذرح اور ایلہ کے ایلچی ملے حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ پر صلح کی پھر تبوک سے پلٹے اور اس سے آگے نہ بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ﴾ الآیۃ اور وہ تین شخص کہ پیچھے ڈالے گئے ایک جماعت میں انصار سے چند اور اسی مرد ہیں پھر جب حضرت ﷺ پھرے تو ان تینوں نے آپ کے آگے سچ کہا اور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور باقی لوگوں نے جھوٹ بولا پس قسم کھائی کہ نہیں روکا ان کو مگر عذر نے حضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا اور منع کیا ان تین کی کلام سے اور یہ جو کہا کہ نہ جمع کرتا تھا ان کو کوئی دفتر یاد رکھنے والا تو ایک روایت میں ہے کہ دس ہزار سے زیادہ تھے اور حاکم نے اکلیل میں روایت کی ہے کہ تیس ہزار سے زیادہ تھے اور ساتھ اس گنتی کے جزم کیا ہے ابن اسحاق نے اور واقدی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے ساتھ دس ہزار گھوڑا تھا پس محمول ہو گی روایت دس ہزار کی اوپر عدد سواروں کے اور ابو زرعہ رازی سے منقول ہے کہ وہ چالیس ہزار آدمی تھے اور یہ حاکم کی روایت کے مخالف نہیں کہ تیس ہزار سے زیادہ تھے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جس نے چالیس ہزار کہا اس نے کسر کو پورا کیا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ پہلے پہل عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دفتر بنایا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیے انہوں نے واسطے میرے دو مرد نیک جو جنگ بدر میں موجود تھے تو استدلال کیا ہے بعض متاخرین نے اس پر کہ وہ دونوں جنگ بدر میں موجود نہ

تھے ساتھ قصے حاطب کے اور یہ کہ حضرت ﷺ نے نہ اس سے سلام وکلام ترک کیا اور نہ اس کو عتاب کیا اس کے باوجود کہ اس نے حضرت ﷺ کا حال مکے والوں کو پوشیدہ لکھ کر بھیجا تھا بلکہ حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے اس کے مارنے کا قصد کیا کہ شاید اللہ بدر والوں کے حال پر واقف ہو چکا ہے سو اس نے ان سے کہہ دیا کہ کرو جو تمہارا دل چاہے کہ بیشک میں تم کو بخش چکا ہوں' کہا اور کہاں ہے گناہ پیچھے رہنے کا گناہ جاسوسی کے سے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال واضح نہیں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ بدری نزدیک اس کے جب کوئی قصور کے اگرچہ بڑا ہو تو اس پر اس کو عقاب نہ کیا جائے اور حالانکہ اس طرح نہیں پس یہ عمر میں باوجود ہونے اس کے مخاطب ساتھ قصے حاطب کے پس البتہ انہوں نے قدامہ بن مظعون کو حد میں کوڑے مارے جب کہ انہوں نے شراب پی کما تقدم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ عقاب کیا حضرت ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو اور نہ اس کی ملاقات ترک کی اس واسطے کہ اس نے آپ کے آگے عذر کیا اس میں کہ اس نے سوائے اس کے نہیں کہ لکھا قریش کو واسطے خوف کے اپنے بیوی لڑکوں پر اور اس نے چاہا کہ ان کے نزدیک احسان پکڑے تو حضرت ﷺ نے اس سبب سے اس کا یہ عذر قبول کیا برخلاف پیچھے رہنے کعب رضی اللہ عنہ کے اور اس کے دونوں ساتھیوں کے کہ ان کے واسطے بالکل کوئی عذر نہ تھا اور یہ جو کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ تو نہیں جزم کیا کعب رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہلانے ہونے کے اور شاید یہ بسبب اس کے ہے کہ وہ شرمندگی سے لگاتار آپ کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو تنور میں جلایا تو کعب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے ایمان اس کے اور محبت اس کی کے واسطے اللہ اور رسول کے نہیں تو جو ہو بیچ مثل حال اس کے ہجر اور اعراض سے کبھی ضعیف ہو جاتا ہے اس بوجھ کے اٹھانے سے اور باعث ہوتی ہے اس کو رغبت مرتبے اور مال میں اوپر چھوڑنے اس شخص کے جو اس کو چھوڑے اور خاص کر ساتھ بے خوف ہونے اس کے جو اس کو اپنے پاس بلائے نہ جبر کرتا ہوا اس کو اس کے دین کے چھوڑنے پر لیکن جب کہ اس کے نزدیک احتمال تھا کہ نہیں بے خوف ہے وہ مفتون ہونے سے تو مادے کو جڑ سے اکھاڑا اور خط کو جلایا اور اس کو جواب نہ دیا باوجود ہونے اس کے شاعروں سے کہ پیدا کیے گئے ہیں نفس ان کے رغبت پر خاص کر بعد بلانے کے اور رغبت دلانے کے اوپر پہنچنے کے طرف مقصود کے مرتبے اور مال سے اور مال سے خاص کر اس حالت میں کہ اس کو بلانے والا اس کا قرابتی ہو اور باوجود اس کے پس غالب ہوا اس پر دین اس کا اور قوی ہوا نزدیک اس کے یقین اس کا اور ترجیح دی اس نے اس چیز کو کہ وہ اس میں ہے رنج اور عذاب پانے سے اس چیز پر کہ بلایا گیا اس کی طرف آرام اور نعمتوں سے واسطے محبت اللہ اور اس کے رسول کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہ ہو اللہ اور رسول محبوب تر نزدیک اس کے ان کے ماسوائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے آگے اپنے حال کی شکایت کی اور کہا کہ ہمیشہ رہا اعراض آپ کا مجھ سے یہاں

تک کہ رغبت کی مجھ میں مشرکوں نے اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا تو یہ مشکل ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان تینوں کی کلام سے منع کر دیا تھا تو اس نے کعب رضی اللہ عنہ سے کیوں کلام کیا؟ سو جواب یہ ہے کہ شاید وہ کوئی اس کا بیٹا ہوگا یا کوئی عورت ہوگی اور نہی واقع ہوئی تھی کلام تینوں کی سے واسطے عورتوں کے جو اُن کے گھروں میں تھیں یا جس نے کعب رضی اللہ عنہ سے یہ کلام کیا تھا وہ منافق تھا یا اس کا کوئی خادم تھا اور نہ داخل ہوا تھا نہی میں اور یہ جو کہا کہ میں اس دن اُن دو کپڑوں کے سوا کسی چیز کا مالک نہ تھا یعنی جنس کپڑوں کے سے نہیں تو پہلے گزر چکا ہے کہ اس کے پاس دو سواریاں تھیں اور عنقریب آئے گا کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی کہ اپنے سب مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو بشارت ہو بہتر دن کی جو تجھ پر گزرا جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا تو مشکل ہے یہ اطلاق ساتھ مسلمان ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ گذرا اس پر اس کے بعد کہ اس کی ماں نے اس کو جنا اور وہ بہتر ہے اس کے سب دنوں سے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ مستثنیٰ ہے اصل میں اگرچہ اس کے ساتھ کلام نہیں کیا واسطے نہ پوشیدہ ہونے اس کے اور بہت خوب جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ اس کی توبہ کا دن کامل کرنے والا ہے اس کے مسلمان ہونے کے دن کو سو اس کے مسلمان ہونے کا دن اس کی سعادت کی ابتدا ہے اور اس کی توبہ کا دن اس کو کامل کرنے والا ہے سو وہ بہتر ہے اس کے سب دنوں سے اگرچہ اس کے مسلمان ہونے کا دن بہتر ہے پس دن توبہ اس کی کا جو منسوب ہے طرف مسلمان ہونے اس کے کی بہتر ہے اس کے مسلمان ہونے کے دن سے جو اس سے مجرد ہے اور یہ جو کہا کہ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے تو اگر کوئی کہے کہ چاند کے ٹکڑے کے ساتھ کیوں تشبیہ دی چاند کے ساتھ کیوں نہ دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واسطے بشارت کے ہے طرف جگہ روشنی کے اور وہ ماتھا ہے اور اسی میں ظاہر ہوتی ہے خوشی پس گویا کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے بعض چہرے پر پس مناسب ہوا یہ کہ تشبیہ دیا جائے ساتھ بعض چاند کے اور یہ جو کہا کہ ہم خوشی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں پہچانتے تھے تو اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر اس کے کمال شفقت سے اپنی امت پر اور مہربانی سے ساتھ ان کے اور فرح سے جو ان کو خوش کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب میری توبہ اتری تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے آپ کے دونوں ہاتھ اور گھٹنے چومے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ نے کسی مسلمان پر مجھ سے زیادہ انعام کیا ہو تو مراد ساتھ اس کے نفی افضلیت کی ہے نہ مساوات کی اس واسطے کہ دو ساتھی تو کعب کے اس میں شریک تھے اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے ہم تینوں شخص پیچھے رکھے گئے تو حاصل اس کا یہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے تفسیر کیا اس آیت کو ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾ یعنی مراد یہ ہے کہ موقوف رکھے گئے اور ان کے کام کو ڈھیل میں ڈالا گیا یہ مراد نہیں کہ وہ جنگ سے پیچھے رکھے گئے اور کہا ابن جریر نے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ البتہ توبہ کی اللہ تعالیٰ نے ان پر جن کی توبہ قبول کرنے میں دیر ہوئی اور کعب رضی اللہ عنہ کے قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے

جائز ہے طلب کرنا مال حربی کافروں کا اور جائز ہے جہاد کرنا حرام کے مہینے میں اور تصریح کرنا ساتھ جہت جہاد کے جب نہ تقاضا کرے مصلحت اس کے چھپانے کو اور یہ کہ امام جب عموماً سب لشکر کو نکلنے کے واسطے بلائے تو لازم آتا ہے نکلنا سب کو اور ہر ایک فرد کو ملامت شامل ہوتی ہے اگر پیچھے رہے اور کہا سہیلی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوا غضب اس شخص پر جو پیچھے رہا اگرچہ جہاد فرض کفایہ ہے لیکن خاص کر انصار کے حق میں فرض عین ہے اس واسطے کہ انہوں نے اس پر بیعت کی اور مصداق اس کا قول ان کا ہے جب وہ خندق کھودتے تھے **نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا** پس ہوگا پیچھے رہنا ان کا اس جنگ سے گناہ کبیرہ اس واسطے کہ وہ مانند توڑنے بیعت کے ہے اور نزدیک شافعیہ کے ایک وجہ ہے کہ جہاد حضرت ﷺ کے زمانے میں فرض عین تھا اس بنا پر پس متوجہ ہوگا عتاب اس شخص پر جو پیچھے رہے مطلق اور ان میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جو عاجز ہو نکلنے سے ساتھ نفس اپنے کے اور مال اپنے کے نہیں ملامت ہے اوپر اس کے اور خلیفہ کرنا اس شخص کا جو قائم مقام ہو امام کے اس کے گھر والوں پر اور ضعیفوں پر اور اس میں ترک کرنا قتل منافقوں کا ہے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا زندیق کا جب کہ ظاہر کرے توبہ کو اور جواب دیا ہے اس نے جو جائز رکھتا ہے اس کو کہ ترک قتل حضرت ﷺ کے زمانہ میں واسطے مصلحت تالیف کے تھا اور ان میں بڑائی امر گناہ کی ہے اور تحقیق تنبیہ کی ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر اس کے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان اللہ نہیں کھایا ان تین شخصوں نے حرام مال اور نہیں بہایا حرام خون کو اور نہیں فساد کیا زمین میں پہنچی ان کو وہ مصیبت جو تم نے سنی اور تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود فراخی اپنی کے پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جو بے حیائی اور کبیرہ گناہوں میں واقع ہو اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو دین میں قوی ہو اس کو سخت مواخذہ ہوتا ہے اس سے کہ ضعیف فی الدین کو ہو اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا آدمی کی اپنے گناہ اور قصور سے اور اس کے سبب سے اور جو اس کا انجام ہوا واسطے ڈرانے اور نصیحت غیر کے اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا آدمی کی ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے بھلائی سے جب کہ فتنے سے امن ہو اور تسلی دینا اپنے نفس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں حاصل ہوئی واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے نظیر اس کی کے اور فضیلت اہل بدر اور عقبہ کی اور قسم کھانا واسطے تاکید کے بغیر طلب کرنے قسم کے اور توریہ مقصد سے اور رد کرنا غیبت کا اور جواز ترک وطی عورت کی ایک مدت اور اس میں ہے کہ جب آدمی کے واسطے بندگی میں فرصت ظاہر ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کی طرف جلدی کرے اور اس میں دیر نہ کرے تاکہ اس سے محروم نہ رہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قبول کرو اللہ اور اس کے رسول کا حکم جب کہ تم کو بلائے اور جان رکھو کہ اللہ حائل ہوتا ہے درمیان بندے اور اس کے دل کے اور ہم سوال کرتے ہیں اللہ سے یہ کہ الہام کرے ہم کو جلدی کرنا طرف بندگی کے اور نہ چھینے ہم سے جو ہم کو نعمت عطا کی اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جائز ہے تمنا کرنا اس چیز کی کہ فوت ہو خیر سے اور یہ کہ امام غافل رہے اس شخص

سے جو اس سے پیچھے رہے بعض امروں میں بلکہ اس کو یاد دلا دے تا کہ توبہ کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ جائز ہے طعن کرنا مرد میں ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو اوپر اجتہاد طاعن کے اللہ اور اس کے رسول کی جہت سے اور یہ کہ جائز ہے رد کرنا طاعن پر جب کہ غالب ہو اوپر گمان رد کرنے والے کے وہم طاعن کا یا غلطی اس کی اور یہ کہ مستحب ہے واسطے آنے والے کے سفر سے یہ کہ باوضو ہو اور یہ کہ گھر سے پہلے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے پھر بیٹھے واسطے لوگوں کے کہ اس کو سلام کریں اور مشروع ہونا سلام کا آنے والے پر اور ملنا اس کا اور حکم کرنا ساتھ ظاہر کے اور قبول کرنا عذروں کا اور یہ کہ مستحب ہے رونا گنہگار کا واسطے افسوس کے اس چیز پر کہ فوت ہوئی اس سے نیکی سے اور ایک فائدہ جاری کرنا احکام کا ہے ظاہر پر اور سپرد کرنا چھپی باتوں کا اللہ کی طرف اور نہ سلام کرنا اس کو جو گناہ کرے اور یہ کہ جائز ہے چھوڑنا ملاقات اس کی کا زیادہ تین دن سے اور بہر حال تین دن سے زیادہ ملاقات چھوڑنے میں جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر جس کی ملاقات کا چھوڑنا شرعی نہ ہو اور یہ ہنسنا کبھی غصے سے ہوتا ہے جیسا کہ تعجب سے ہوتا ہے اور نہیں خاص ہے ہنسنا ساتھ خوشی کے اور عتاب کرنا بزرگ کا اپنے ساتھیوں کو اور جو اس کے نزدیک ہو ماسوائے غیر اس کے کی اور ان فائدوں میں ایک فائدہ سچ بولنے کا ہے اور نحوست عاقبت جھوٹ بولنے کی اور اُن میں ایک فائدہ عمل کرنا ہے ساتھ مفہوم لقب کے جب کہ گھیرے اس کو قرینہ واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے جب کہ حدیث بیان کی آپ سے کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے تو سچ کہا اس واسطے کہ یہ مشعر ہے کہ اس کے سوائے سب لوگوں نے جھوٹ بولا لیکن نہیں ہے وہ عام ہر ایک کے حق میں سوائے اس کے اس واسطے کہ مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما نے بھی سچ کہا تھا پس خاص ہوگا جھوٹ ساتھ اس شخص کے کہ اقرار کیا ساتھ قصور اپنے کے اسی واسطے عقاب کیا سچ کہنے والے کو ساتھ تادیب کے جس کا فائدہ عنقریب ظاہر ہوا اور مؤخر کیا جھوٹ بولنے والوں کو واسطے عقاب دراز کے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو جلد سزا دیتا ہے اس کو دنیا میں اور جب اس کے ساتھ بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سزا کو اس سے روک رکھتا ہے اور اس کو دنیا میں سزا نہیں دیتا پس وارد ہوگا قیامت کو ساتھ گناہوں اپنے کے بعض کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سختی کی گئی ان تین شخصوں کے حق میں اس واسطے کہ چھوڑا انہوں نے اس چیز کو کہ ان پر واجب تھی بغیر عذر کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا نہیں لائق تھا مدینے والوں اور ان کے گرد والوں کو گنواروں سے کہ پیچھے رہیں حضرت ﷺ کے ساتھ سے اور قول انصار کا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی جہاد پر جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ اور ان میں ایک فائدہ ٹھنڈا کرنا گرمی مصیبت کا ہے ساتھ پیروی اپنے جیسے کے اور ان میں بڑائی مقدار صدق کی ہے قول میں اور فعل میں اور معلق کرنا سعادت دنیا اور آخرت کا اور نجات کا بدی ان کی سے ساتھ صدق کے اور یہ کہ جو عقاب کیا جائے ساتھ ترک کرنے سلام و کلام کے معذور رکھا جاتا ہے پیچھے رہنے میں جماعت سے اس واسطے کہ مرارہ رضی اللہ عنہ اور ہلال رضی اللہ عنہ اس مدت میں

اپنے گھروں سے نہ نکلے اور ایک فائدہ ساقط ہونا سلام کے جواب کا ہے مہجور پر اس شخص سے کہ اس پر سلام کرے اس واسطے کہ اس کے سلام کا جواب واجب ہوتا تو نہ کہتے کعب رضی اللہ عنہ کہ کیا حضرت ﷺ نے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلاتے ہیں یا نہیں اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جائز ہے داخل ہونا مرد کا اپنے ہمسائے اور دوست کے گھر میں بغیر اجازت اس کی کے اور بغیر دروازے کے جب اس کی رضا مندی کو جانے اور ایک فائدہ یہ ہے کہ کہنا مرد کا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں نہ خطاب ہے نہ کلام اور نہیں حانث ہوتا اس کے ساتھ جو قسم کھائے کہ دوسرے سے کلام نہ کرے گا جب کہ نہ نیت کرے اس کے ساتھ اس کے کلام کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جب کہ پیچھا کیا اس کا کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں تو البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ جب غسان کے بادشاہ کے ایلچی نے کعب رضی اللہ عنہ کا پتہ پوچھا تو لوگوں نے کعب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور نہ کلام کیا ساتھ قول اپنے کے مثلاً کہ یہ کعب ہے واسطے مبالغے کے اس کی ملاقات کے ترک کرنے میں اور اس سے منہ پھیرنے میں اور ان میں ایک فائدہ یہ ہے کہ نماز میں نظر چرا کر دیکھنے سے نماز میں قصور نہیں ہوتا اور مقدم کرنا فرمانبرداری رسول کا اپنے قرابتی کی دوستی پر اور خدمت کرنا عورت کا اپنے خاوند کی اور احتیاط کرنا واسطے دور ہونے کے اس چیز سے کہ اس میں واقع ہونے کا خوف ہو اور یہ کہ جائز ہے جلانا اس چیز کا کہ اس میں اللہ کا نام ہو واسطے مصلحت کے اور یہ کہ مشروع ہے سجدہ شکر کا اور آگے بڑھنا واسطے بشارت دینے نیکی کے اور دینا بشارت دینے والے کو عمدہ چیز جو حاضر ہو نزدیک اس کے جس کے پاس بشارت لائے اور مبارک بادی دینا اس شخص کو جس کو نئی نعمت ہاتھ آئے اور کھڑا ہونا اس کی طرف جب کہ سامنے آئے اور جمع ہونا لوگوں کا امام کے نزدیک بھاری کاموں میں اور خوش ہونا اس کا اس چیز کے ساتھ کہ تابعداروں کو خوش کرے اور مشروع ہونا عاریت کا یعنی کسی سے کوئی چیز مانگ کر لینا جائز ہے اور مصافحہ کرنا آنے والے سے اور کھڑا ہونا واسطے اس کے اور لازم پکڑنا ہمیشگی کرنے کا نیکی پر جس کے ساتھ نفع پائے اور یہ کہ مستحب ہے صدقہ کرنا وقت توبہ کے اور یہ کہ جو نذر مانے خیرات کرنے کی اپنے سارے مال کے ساتھ نہیں لازم آتا اس کو نکالنا سارے مال کے۔ (فتح)

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجْرَ.

باب ہے بیان میں اترنے حضرت ﷺ کے قوم ثمود کی جگہوں میں۔

فائدہ: اور گمان کیا ہے بعض نے کہ حضرت ﷺ وہاں اترے نہیں صرف وہاں سے گزرے تھے اور رد کرتا ہے اس کو تصریح کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کے ساتھ کہ جب حضرت ﷺ قوم ثمود کے مکانوں میں اترے تو وہاں کے پانی پینے سے منع کیا اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث الانبیاء میں۔ (فتح)

٤٠٦٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

٤٠٦٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ قوم ثمود کے ملک میں گزرے تو فرمایا کہ نہ جاؤ

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَجَازَ الْوَادِيَ.

ان کے مکانوں میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا اُن پر پڑا مگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں پھر اپنے سر کو ڈھانپا اور جلد چلے یہاں تک کہ وادی سے نکل گئے۔

٤٠٦٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۰۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی امت کو قوم ثمود کے متعلق فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں پر جن کو عذاب ہوا مگر یہ کہ تم وہاں سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں کہیں تم پر عذاب پڑے جیسا ان پر پڑا۔

فائدہ: حرف لام بیچ قول حضرت ﷺ کے ساتھ معنی عن کے ہے اور حذف کیا گیا مقول لہم تا کہ عام ہو ہر سامع کو اور تقدیر یہ ہے کہ قالہ لامتہ عن اصحاب الحجر یعنی فرمایا واسطے اپنی امت کے حجر والوں سے اور وہ قوم ثمود کی ہے نہ داخل ہوں ان لوگوں پر جن کو عذاب ہوا یعنی قوم ثمود پر اور یہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمے کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اس واسطے کہ حدیثیں اس کی متعلق ہیں ساتھ بقیہ قصہ تبوک کے۔

٤٠٦٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ

۴۰۶۹۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قضائے حاجت کے واسطے گئے یعنی اور حاجت سے فراغت کر کے آئے سو میں آپ ﷺ پر پانی ڈالنے لگا کہا عروہ نے نہیں جانتا میں مغیرہ کو کہا مگر جنگ تبوک میں یعنی یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے سو حضرت ﷺ نے اپنا منہ دھویا اور اپنے دونوں بازو دھونے لگے سو جبے کی آستین آپ پر تنگ ہوئی یعنی اوپر نہ چڑھا سکے سو دونوں بازو اس کے نیچے سے

وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

نکال کر دھوئے پھر اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مسح موزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے جس نے اس کو بغیر تردد کے روایت کیا ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے عروہ بن مغیرہ سے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کی پس ذکر کی حدیث مسح کی جیسے کہ پہلے گزرا اور زیادہ کیا ہے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو پایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا ہے وہ ان کو نماز پڑھاتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی رکعت پائی سو جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باقی نماز پوری کرنے کو کھڑے ہو گئے سو لوگ اس سے گھبرائے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے چاہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دے۔

٤٠٧٠ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ حَتّٰى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

۴۰۷۰۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے آئے یہاں تک کہ جب ہم نے مدینے پر جھانکا یعنی مدینہ نیچے سے نظر آیا تو فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے پاک جگہ ہے ناپاک کو رہنے نہیں دیتا اور یہ اُحد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ اور جہاد میں گزر چکی ہے۔

٤٠٧١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ أَقْوَامًا مَّا سِرْتُمْ مَّسِيْرًا وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ

۴۰۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے پھرے اور مدینے سے قریب ہوئے سو فرمایا کہ بیشک مدینے میں کچھ لوگ ہیں کہ نہیں چلے تم کوئی راہ اور نہیں کاٹا تم نے کوئی نالہ مگر کہ ثواب میں وہ بھی تمہارے شریک ہوئے اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! اور وہ مدینے میں ہیں فرمایا وہ مدینے میں ہیں ناچاری نے ان کو روکا۔

قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.

فائدہ: اس کی شرح بھی جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ.

باب ہے لکھنا حضرت مَلَّاثَیْمِ کا بادشاہ فارس اور روم کی طرف۔

فائدہ: لیکن کسریٰ پس وہ بیٹا پرویز کا ہے اور پرویز بیٹا ہرمز کا ہے اور وہ بیٹا نوشیروان کا ہے اور وہ کسریٰ کبیر مشہور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی طرف حضرت مَلَّاثَیْمِ نے لکھا تھا وہ نوشیروان ہے اور اس میں نظر ہے واسطے دلیل اس چیز کے کہ آئندہ آتی ہے کہ حضرت مَلَّاثَیْمِ نے خبر دی کہ اس کا بیٹا زربان اس کو قتل کرے گا اور جس کو اس کے بیٹے نے قتل کیا تھا وہ کسریٰ بن پرویز بن ہرمز ہے اور کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب ہے اور قیصر سے مراد ہرقل ہے اس کا حال کتاب کی ابتدا میں گزر چکا ہے۔

٤٠٧٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

۴۰۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاثَیْمِ نے اپنا خط عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کسریٰ یعنی فارس کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ اس کو بحرین کے حاکم (نائب کسریٰ) کے پاس پہنچا دے (سو اس نے اس کو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچایا) اور بحرین کے حاکم نے اس کو کسریٰ کے پاس پہنچایا سو جب کسریٰ نے حضرت مَلَّاثَیْمِ کا نامہ پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا سو حضرت مَلَّاثَیْمِ نے ان پر یعنی کسریٰ اور اس کی فوج پر بددعا کی یہ کہ پارہ پارہ کیے جائیں تمام پارہ پارہ ہونا یعنی جدا جدا اور ٹکڑے کیے جائیں۔

فائدہ: اور عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سو جب یہ خبر حضرت مَلَّاثَیْمِ کو پہنچی تو حضرت مَلَّاثَیْمِ نے فرمایا الٰہی! پارہ پارہ کر دے اس کے ملک کو اور باذان کسریٰ کی طرف سے یمن پر حاکم تھا اس نے اس کو لکھا کہ تو اپنے پاس سے دو مرد اس مرد کے پاس بھیج جو ملک عرب میں پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے سو باذان نے حضرت مَلَّاثَیْمِ کو لکھا اور اپنے پاس سے دو مرد حضرت مَلَّاثَیْمِ کے پاس بھیجے تو حضرت مَلَّاثَیْمِ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی یعنی اپنے سردار کو جا کر خبر پہنچاؤ کہ اس رات میں میرے رب نے اس کے بادشاہ کو مار ڈالا اور وہ منگل کی رات تھی جمادی الاولیٰ کی دسویں کو

ساتویں سال ہجری میں اور یہ کہ اللہ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کیا اس نے اس کو مار ڈالا اور زہری سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ کسریٰ نے باذان کو لکھا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ قریش میں سے ایک مرد گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے سو تو اس کے پاس جا کر اس سے توبہ لے اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے سو جب باذان آپ کے پاس پہنچا تو مسلمان ہو گیا اور جو فارس کے لوگ اس کے ساتھ تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

تنبیہ: جزم کیا ہے ابن سعد نے اس کے ساتھ کہ بھیجنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا کسریٰ کی طرف ساتویں سال ہجرت میں تھا صلح کے زمانے میں یعنی جو صلح کہ حدیبیہ میں قرار پائی تھی اور بخاری کی کاریگری چاہتی ہے کہ وہ نویں سال ہجری میں تھا اس واسطے کہ ذکر کیا ہے اس کو جنگ تبوک کے بعد اور ذکر کی باب کے اخیر میں حدیث سائب رضی اللہ عنہ کی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے پھرے واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کیا اور البتہ ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وغیرہ کو لکھا اور یہ غیر اس بار کے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کے ساتھ اس کی طرف لکھا تھا اس واسطے کہ وہ صلح کے زمانے میں تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے حدیث میں اور یہ ساتویں سال میں تھا اور واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ لکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف اور ہر ظالم ضدی کی طرف اور روایت کی طبرانی نے حدیث مسور کی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف نکلے سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ساری خلقت کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا سو میری طرف سے احکام الٰہی ادا کرو اور مجھ پر اختلاف نہ کرو سو بھیجا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کی طرف اور سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ہوذہ بن علی کی طرف یمامہ میں اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو منذر بن ساوی کی طرف ہجر میں اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جیفر اور عیاذ کی طرف جو دونوں بیٹے جلندی کے ہیں عمان میں اور دحیہ رضی اللہ عنہ کو قیصر کی طرف اور شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو ابن ابی شمر غسانی کی طرف اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف سو پھرے سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے سوائے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اور یہ نجاشی اور ہے سوائے اس نجاشی کے جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (فتح)

٤٠٧٣ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۰۷۳۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے جنگ جمل کے دن ایک بات کے ساتھ جو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کے بعد کہ قریب تھا کہ جنگ جمل والوں میں ملوں یعنی ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ساتھیوں کے اور ان کے ساتھ ہو کر لڑوں کہا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً.

کی بیٹی کو اپنا حاکم بنایا ہے تو فرمایا کہ کبھی بھلا نہ ہو گا اس قوم کا جنہوں نے اپنے کام پر عورت کو حاکم اور مالک بنایا۔

فائدہ: اس حدیث میں تقدیم اور تاخیر ہے اور تقدیر یہ ہے کہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے جنگ جمل کے دن ایک بات کے ساتھ جو میں نے حضرت ﷺ سے سنی تھی یعنی اس سے پہلے پس ایام متعلق ہے ساتھ نفعنی کے نہ ساتھ سمعت کے اس واسطے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قطعاً اس سے پہلے سنا تھا اور مراد ساتھ اونٹ والوں کے وہ لشکر ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور اس قصے کا بیان کتاب الفتن میں آئے گا اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے ہاتھ شہید ہوئے اور خلافت بیعت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوئی تو طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ مکے کی طرف نکلے سو دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کیا تھا سو جمع ہوئی رائے ان کی اوپر متوجہ ہونے کے طرف بصریٰ کے اس حال میں کہ بلاتے تھے لوگوں کو طرف طلب کرنے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سو یہ خبر پہنچی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے پس واقع ہوئی لڑائی جمل کی اور اس جنگ کا نام جنگ جمل رکھا گیا اور منسوب کیا گیا اس اونٹ کی طرف جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس جنگ میں سوار ہوئی تھیں اور وہ اس کے ہودج میں تھیں لوگوں کو اصلاح کی طرف بلاتی تھیں اور قائل لما بلغ کا وہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہے اور وہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی بکلمۃ اور اس میں اطلاق کلمہ کا ہے اوپر کلام کثیر کے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنے اوپر حاکم بنایا تو کسریٰ کی بیٹی کا نام بوران بنت شیرویہ بن کسریٰ بن پرویز ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب شیرویہ نے اپنے باپ کو مار ڈالا کما تقدم تو تھا باپ اس کا جب کہ اس نے پہچانا کہ اس کے بیٹے نے اس کے قتل کے واسطے حیلہ کیا ہے تو حیلہ کیا اس نے اپنے بیٹے کے قتل پر اپنے مرنے کے بعد تو اس نے اپنے بعض خزانوں میں زہر تیار کر کے ایک شیشی میں ڈال دیا اور اس پر لکھ دیا کہ یہ دوائی جماع کے واسطے اکسیر ہے جو اس کو جس قدر کھائے اس کو اتنی مدت جماع کرنے کی طاقت حاصل ہو سو شیرویہ نے وہ لکھا ہوا پڑھا اس کو جماع کا بہت شوق تھا سو اس نے وہ دوائی کھائی اور کھاتے ہی ملک عدم کو روانہ ہوا اور اپنے باپ کے بعد چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہا سو جب وہ مر گیا تو اس نے اپنے پیچھے کوئی بھائی نہ چھوڑا اس واسطے کہ اس نے اپنے بھائیوں کو پہلے ہی مار ڈالا تھا واسطے حرص کے ملک پر اور اس نے کوئی بیٹا بھی اپنے پیچھے نہ چھوڑا اور فارس والوں نے مکروہ جانا کہ بادشاہی ان کے گھر سے نکلے تو انہوں نے شیرویہ کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور اس کا نام بوران تھا خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ عورت نہ بادشاہی کی مالک ہوتی ہے اور نہ قضاء کی اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ کسی اور عورت کا نکاح کرے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اور یہ جو کہا کہ عورت بادشاہی اور قضاء کی مالک نہیں ہوتی تو یہ قول جمہور کا ہے

اور جائز رکھا ہے اس کو طبری نے اور یہ ایک روایت ہے مالک سے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مالک ہوتی ہے حکم کی اس چیز میں کہ جائز ہے اس میں گواہی عورتوں کی اور مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمے کے اس جہت سے ہے کہ وہ تتمہ ہے قصے کسریٰ کا جس نے حضرت ﷺ کا خط پھاڑا تھا سو مقرر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو سو اس نے اس کو قتل کیا پھر اس کے بھائی بھی مارے گئے یہاں تک کہ پہنچی نوبت ساتھ ان کے طرف سردار بنانے عورت کے پھر رفتہ رفتہ ان کا ملک برباد ہوا اور بادشاہی ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور پارہ پارہ کیے گئے جیسے حضرت ﷺ نے بد دعا دی تھی۔ (فتح) اور خلاصہ مطلب ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جنگ جمل والے اصحاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاکم بنا کر ان کے ساتھ لڑتے تھے سو میں نے بھی چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو کر علی رضی اللہ عنہ سے لڑوں جب مجھ کو یہ حدیث یاد پڑی تو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ نہ دیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں پر عورت حاکم ہو ان کا کبھی بھلا نہیں ہوتا' یعنی جب عورت کا حاکم بنانا درست نہیں تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاکم کیوں مانوں اور ان کا ساتھ کس واسطے دوں؟۔

٤٠٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً مَعَ الصِّبْيَانِ.

۴۰۷۴۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یاد کرتا ہوں کہ میں لڑکوں کے ساتھ وداع کے ٹیلے کی طرف نکلا حضرت ﷺ کے ملنے کو۔

٤٠٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّآئِبِ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهٗ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ.

۴۰۷۵۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یاد کرتا ہوں کہ میں لڑکوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے ملنے کو نکلا ثنیۃ الوداع تک آپ کے جنگ تبوک سے آتے وقت۔

فائدہ: یہ دونوں روایتیں ایک حدیث ہے اور داؤدی نے اس کا انکار کیا ہے اور پیروی کی ہے اس کی ابن قیم نے پس کہا کہ ثنیۃ الوداع مکے کی طرف میں ہے تبوک کی طرف میں نہیں بلکہ اس کے مقابلے میں مانند مشرق اور مغرب کے مگر یہ کہ اس طرف کوئی اور ثنیہ ہوگی اور ثنیہ اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین سے اونچی ہو مانند ٹیلے اور پہاڑی کے اور بعض کہتے ہیں کہ ثنیہ پہاڑ کی راہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ثنیۃ الوداع کا مکے کی طرف ہونا اس کو مانع نہیں کہ ہو نکلنا مسافر کا طرف شام کے اس کی طرف سے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ مکے میں داخل ہونا ایک ثنیہ سے ہے اور نکلنا اور ثنیہ سے ہے اور دونوں پہنچتے ہیں ایک راہ کی طرف۔

تنبیہ: بیچ وارد کرنے اس حدیث کے اخیر میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بھیجنا ناموں کا بادشاہوں کی طرف جنگ تبوک کے سال میں تھا لیکن یہ نہیں دفع کرتا اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے صلح کے زمانے میں بادشاہوں کو نامے لکھے مانند قیصر کے اور تطبیق دونوں قول کے درمیان یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قیصر یعنی روم کے بادشاہ کو دو بار لکھا اور واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس دوسری بار کے بیچ مسند احمد کے اور لکھا حضرت ﷺ نے اس نجاشی کو جو مسلمان ہوا تھا اور جب وہ مر گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لکھا اس نجاشی کو جو اس کے بعد اس کا وارث اور قائم مقام ہوا اور وہ کافر تھا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہر ظالم کی طرف لکھا اس کو اللہ کی طرف بلاتے تھے اور ان میں سے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کا نام لیا اور یہ وہ نجاشی نہیں جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾. (الزمر: ۳۱).

باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی بیماری اور وفات کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک آپ تو مر جائیں گے اور وہ بھی مر جائیں گے پھر تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس جھگڑو گے۔

فائدہ: مناسبت اس آیت کی اس باب کے ساتھ آئندہ آئے گی اور باب میں وہ چیز بھی مذکور ہوئی جو دلالت کرتی ہے اور پر جنس بیماری حضرت ﷺ کے کما سیاتی اور بہر حال شروع ہونا بیماری کا پس تھا میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور ذکر کیا خطابی نے کہ سوموار کے دن آپ ﷺ کو بیماری شروع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتے کے دن اور حاکم نے کہا کہ بدھ کے دن اور حضرت ﷺ کی بیماری کی مدت میں اختلاف ہے اکثر علماء اس پر ہیں کہ حضرت ﷺ تیرہ دن بیمار رہے اور بعض ایک دن زیادہ کہتے ہیں اور بعض کم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ دس دن بیمار رہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے سلیمان تیمی نے اپنے مغازی میں اور سب کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کی وفات پیر کے دن ہوئی ربیع الاول میں اور قریب ہے کہ اس پر اجماع ہو لیکن بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ رمضان کی گیارہویں کو فوت ہوئے پھر ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی وفات ربیع الاول کی بارہویں کو ہوئی اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ ربیع الاول کے چاند چڑھے فوت ہوئے اور ابو مخنف وغیرہ کے نزدیک ہے کہ ربیع الاول کی دوسری کو فوت ہوئے اور اسی پر اعتماد ہے اور

ترجیح دی ہے اس کو سہیلی نے پھر بخاری نے اس باب میں تیں حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذٰلِكَ السُّمِّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی اس بیماری میں فرمایا جس میں آپ کا انتقال ہوا کہ اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا سو یہ وقت اب وہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو چکا اپنی جان کی رگ کا ٹوٹنا اسی زہر سے۔

فائدہ: ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں یعنی اپنے پیٹ میں بسبب اس کھانے کے اور حاکم نے ام مبشر سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ اپنے نفس کو کس چیز کی تہمت لگاتے ہیں یعنی یہ بیماری کی شدت آپ کو کس سبب سے ہے؟ سو میں نہیں تہمت لگاتی اپنے بیٹے کو مگر اس کھانے کی جو اس نے خیبر میں کھایا تھا اور اس کا بیٹا بشر مر گیا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا اور میں بھی اپنی جان کو اسی کھانے کی تہمت لگاتا ہوں اور یہ میری رگ جان کے ٹوٹنے کا وقت ہے اور روایت کی ابن سعد نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس بکری کے قصے میں جس میں آپ ﷺ کے واسطے زہر ملایا گیا تھا پس اس کے آخر میں کہا اور حضرت ﷺ اس کے بعد تین برس زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور ابہر وہ رگ ہے جو دل سے جڑی ہوئی ہے جب ٹوٹ جاتی ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔ (فتح)

٤٠٧٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ.

۴۰۷۶۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ماں سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھتے تھے پھر اس کے بعد حضرت ﷺ نے ہم کو نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٤٠٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ

۴۰۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو اپنے نزدیک بٹھلایا کرتے تھے تو عبدالرحمن

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا مثل اس کی ہمارے بھی بیٹے ہیں یعنی پس تم ان کو اپنے پاس کیوں بٹھاتے ہو؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس جہت سے کہ تو جانتا ہے یعنی وہ اہل علم ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی جب کہ آئی مدد اللہ کی اور فتح یعنی اس سے کیا مراد ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروائی یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے ساتھ معلوم کروا دیا کہ تمہاری موت قریب ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جو تو جانتا ہے سو یہی میں جانتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ فتح میں گزر چکی ہے اور زیادہ شرح کتاب التفسیر میں آئے گی اور پہلے گزر چکا ہے حجۃ الوداع میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ سورۂ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ تشریق کے دنوں میں اتری حجۃ الوداع میں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب یہ سورہ اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تو نے مجھ کو میرے مرنے کی خبر دی تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آخرت بہتر ہے تجھ کو دنیا سے۔ (فتح)

٤٠٧٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِيْ إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ

۴۰۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ یہ دن جمعرات کا ہے اور کیا عجیب تھا دن جمعرات کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی شدت سو فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو تو اصحاب نے کاغذ لانے اور نہ لانے میں آپس میں جھگڑا کیا یعنی بعض نے کہا لاؤ اور بعض نے کہا کچھ ضرورت نہیں اور لائق نہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا سو اصحاب نے کہا کیا حال ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ کیا درد سے زبان قابو میں نہیں رہی اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر تحقیق کرو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات تحقیق کرنے لگے یا رد کرنے لگے قول مذکور کو (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک قابو میں نہیں رہی) اس کے قائل پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو نہ چھیڑو جس میں کہ

وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ فَنَسِيتُهَا.

میں اب مشغول ہوں بہتر ہے اس سے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت ﷺ نے ان کو تین چیزوں کی وصیت کی فرمایا نکال دو مشرکین کو جزیرہ عرب سے اور انعام دیا کرنا ایلچیوں کو جس طرح کہ میں ان کو انعام دیتا ہوں اور تیسری چیز سے حضرت ﷺ چپ رہے یا کہ اس کو فرمایا مگر میں بھول گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تھا دن جمعرات کا تو استعمال کیا جاتا ہے یہ کلمہ وقت ارادے بڑا جاننے امر کے شدت میں اور تعجب کرنے کے اس سے اور جہاد میں اتنا زیادہ کیا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسو سے کنکر تر ہوئے اور رونا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا احتمال ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ ان کو حضرت ﷺ کی موت یاد آئی سو ان کا غم تازہ ہوا ہو اور احتمال ہے کہ جڑی ہو ساتھ اس کے وہ چیز کہ فوت ہوئی ان کے اعتقاد میں خیر سے جو حاصل ہوتی اگر یہ نوشتہ لکھتے اسی واسطے بولا دوسری روایت میں کہ یہ مصیبت ہے پھر اس میں مبالغہ کیا سو کہا تمام مصیبت اور پہلے گزر چکا ہے جواب اس شخص کا کہ باز رہا اس سے مانند عمر رضی اللہ عنہ کی اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کو بیماری کی شدت ہوئی تو جہاد میں اتنا زیادہ ہے پانچ شنبے کے دن اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ حضرت ﷺ کی بیماری کی ابتدا اس سے پہلے ہوئی تھی اور واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ حضرت ﷺ کو موت حاضر ہوئی اور یہ لفظ بطور مجاز کے بولا گیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اس کے بعد پیر کے دن تک زندہ رہے اور مراد نوشتہ لکھنے سے بعض کہتے ہیں کہ خلیفے کا معین کرنا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اور لفظ اہجر میں بہت گفتگو ہے اور راجح یہ ہے کہ اہجر فعل ماضی ہے ساتھ اثبات ہمزہ استفہام کے اور اس کے اول میں اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے کلام بیمار کی سے بغیر جوڑ اور ربط کے اور نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے واسطے ہونے فائدہ اس کے اور واقع ہونا اس کا حضرت ﷺ سے محال ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ معصوم ہیں حالت صحت میں اور بیماری میں واسطے دلیل اس آیت کے کہ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ میں نہیں کہتا حالت غضب اور رضا میں مگر حق اور جب یہ معلوم ہوا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو اس شخص نے کہ کہا واسطے انکار کے اس شخص پر جس نے توقف کیا بیچ بجا لانے حکم حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر کرنے کاغذ اور دوات کے پس گویا کہ اس نے کہا کہ تو کس طرح توقف کرتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ وہ اور لوگوں کی طرح اپنی بیماری میں بے فائدہ کلام کرتے ہیں آپ کا حکم بجا لاؤ اور جو طلب کرتے ہیں حاضر کو اس واسطے کہ وہ نہیں کہتے ہیں مگر حق' کہا قرطبی نے یہ خوب جواب ہے کہا اور احتمال ہے کہ کہا ہو یہ بعض نے واسطے شک کے کہ عارض ہوا واسطے اس کے لیکن یہ بعید ہے اس واسطے کہ باقی اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا اس کے باوجود کہ وہ اصحاب کبار میں سے تھے اور اگر اس پر انکار کرتے تو منقول ہوتا اور احتمال

ہے کہ جس نے یہ کہا دہشت اور حیرت سے صادر ہوا ہو جیسے کہ پہنچا بہت اصحاب کو ان میں سے وقت فوت ہونے حضرت ﷺ کے اور اس کے غیر نے کہا احتمال ہے کہ مراد قائل کی یہ ہو کہ آپ کو درد سخت ہے پس بولا لازم کو اور ارادہ کیا ملزوم کا اس واسطے کہ جو ہذیان کہ بیماری کے واسطے واقع ہوتا ہے شدت درد سے پیدا ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ اھجر فعل ماضی ہو اور مفعول محذوف ہو یعنی آپ نے زندگی کو چھوڑا اور ذکر کیا اس کو ساتھ لفظ ماضی کے واسطے مبالغہ کے بسبب دیکھنے نشانیوں موت کے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتی ہے واسطے میرے ترجیح تیسرے احتمال کی جس کو قرطبی نے ذکر کیا ہے یعنی مراد شدت درد کی ہے اور ہوگا قائل اس کا بعض وہ شخص جو قریب ہے داخل ہونا اس کا اسلام میں اور اس کو معلوم تھا کہ جس کو درد سخت ہو کبھی مشغول ہوتا ہے ساتھ اس کے لکھنے اس چیز کے سے کہ اس کو کہنا چاہیے واسطے جواز واقع ہونے اس کے اور اسی واسطے واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر درد غالب ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے اس حدیث میں فقالوا ما شانه يهجر استفهموه اور تائید کرتا ہے اس کی کہا اس کے بعد استفهموه ساتھ صیغہ امر کے ساتھ استفہام کے یعنی امتحان کرو آپ کے حکم کو ساتھ اس طور کے کہ تحقیق کرو آپ سے اس چیز کی جس کا آپ نے ارادہ کیا ہے اور بحث کرو ساتھ آپ کے اس بات میں کہ لکھنا اولیٰ ہے یا نہیں یعنی استفہام کا حکم کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مراد ہجر سے درد کا سخت ہونا ہے ورنہ صریح حکم میں استفہام کے کوئی معنی نہ تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب آپس میں جھگڑے سو بعض نے کہا کہ کاغذ لاؤ کہ تمہارے واسطے نوشتہ لکھیں پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ بعض اصحاب کا ارادہ پکا تھا حکم بجا لانے کا اور رد کرنے کا اس شخص پر جو اس سے باز رہا اور جب واقع ہوا ان میں اختلاف تو دور ہوئی برکت جیسے کہ جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت وقت واقع ہونے جھگڑے کے اور کہا رازی نے کہ اس واسطے کہ کچھ نہیں کہ جائز ہو واسطے اصحاب کے اختلاف کرنا اس نوشتہ کے لکھنے میں باوجود صریح حکم کرنے حضرت ﷺ کے واسطے ان کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ کبھی رفیق ہوئی ہے امروں کو وہ چیز کہ نقل کرتی ہے ان کو وجوب سے پس گویا کہ ظاہر ہوا اس سے قرینہ جس نے دلالت کی اس پر کہ یہ امر وجوب کے واسطے نہیں بلکہ اختیار پر محمول ہے پس مختلف ہوا اجتہاد ان کا اور پکا ارادہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کاغذ کے نہ لانے پر واسطے اس چیز کے کہ قائم ہوا نزدیک ان کے قرینوں سے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے یہ بغیر پختہ عزم کے کہا ہے اور حضرت ﷺ کے لکھنے کا ارادہ یا تو وحی سے تھا اور یا وہ اجتہاد سے اور اسی طرح ترک کرنا ہے آپ کا اس ارادے کو اگر وحی سے تھا تو وحی سے ہوا اور اگر اجتہاد سے تھا تو اجتہاد سے ہوا اور نیز اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ رجوع کرنے کے طرف اجتہاد کی شرعیات میں اور کہا نووی نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا حسبنا كتاب الله یعنی ہم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کفایت کرتی ہے ان کی قوت فقہ اور باریک بینی سے ہے اس واسطے کہ وہ ڈرے اس سے کہ

حضرت ﷺ ایسے احکام لکھیں کہ اکثر اوقات لوگ اس سے عاجز ہوں پس مستحق ہوں عقوبت کے واسطے ہونے ان احکام کے منصوص کھلے اور ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہ بند ہو دروازہ اجتہاد کا علماء پر اور حضرت ﷺ نے اس بات میں عمر رضی اللہ عنہ پر انکار نہ کیا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ٹھیک تھی اور اشارہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے حسبنا کتاب اللہ طرف اس آیت کے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو قصد تخفیف کا حضرت ﷺ سے واسطے اس چیز کے حضرت ﷺ پر درد کی سختی دیکھی اور قائم ہوا نزدیک ان کے قرینہ اس کے ساتھ کہ حضرت ﷺ جس چیز کے لکھنے کا ارادہ کرتے ہیں اس قسم سے نہیں کہ اس کی حاجت ہو اس واسطے اگر اس قسم سے ہوتی تو حضرت ﷺ اس کو ان کے اختلاف کے سبب نہ چھوڑتے اور نہیں معارض ہے اس کو قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مصیبت تمام مصیبت وہ چیز ہے کہ حضرت ﷺ کو لکھنے سے روکا اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ قطعاً ان سے زیادہ فقیہ تھے اور کہا خطابی نے کہ نہیں وہم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے غلطی کا اس چیز میں کہ حضرت ﷺ اس کو لکھنا چاہتے تھے بلکہ باز رہنا ان کا محمول ہے اس پر کہ جب دیکھی عمر رضی اللہ عنہ نے وہ چیز کہ حضرت ﷺ اس میں تھے شدت درد سے اور حاضر ہونے موت کے سے تو ڈرے یہ کہ پائیں منافقین راہ طرف طعن کے اس چیز میں کہ حضرت ﷺ اس کو لکھیں اور طرف حمل کرنے اس کے کی اس حالت پر کہ جاری ہوئی ہے عادت اس میں ساتھ واقع ہونے بعض ایسی چیز کے کہ اتفاق کے مخالف ہو پس تھا یہ سبب عمر رضی اللہ عنہ کے توقف کرنے کا نہ یہ کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضرت ﷺ کے قول کی مخالفت کی اور نہ یہ کہ جائز رکھا انہوں نے واقع ہونا غلطی کا اوپر آپ کے اللہ کی پناہ اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو نہ چھیڑو الخ تو کہا ابن جوزی وغیرہ نے احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ مجھ کو چھوڑو پس وہ چیز کہ میں اس کو دیکھتا ہوں کرامت اللہ کی سے جو تیار کی ہے اللہ نے واسطے میرے بعد چھوڑ جانے دنیا کے بہتر ہے اس چیز سے کہ میں اس میں ہوں زندگی سے یعنی دنیا کی زندگی سے آخرت کی کرامت بہتر ہے یا یہ معنی ہیں کہ جس چیز میں کہ میں ہوں مراقبہ سے اور سامان درست کرنے سے واسطے ملنے اللہ کے اور فکر کرنے سے بیچ اس کے افضل ہے اس چیز سے کہ سوال کرتے ہو تم مجھ سے بیچ اس کے مباحثہ سے مصلحت سے بیچ لکھنے نوشتہ کے یا نہ لکھنے اس کے کی اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ باز رہنا میرا لکھنے سے بہتر ہے اس چیز سے کہ تم مجھ کو اس کی طرف بلاتے ہو لکھنے سے میں کہتا ہوں اور احتمال ہے اس کے عکس کا یعنی لکھنا میرا بہتر ہے اس کے نہ لکھنے سے بلکہ یہی ظاہر ہے اور بنا بریں پہلے احتمالوں کے ہوگا امر واسطے آزمائش اور امتحان کے پس راہ دکھائی اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کی مراد کی طرف اور ان کے غیر پر پوشیدہ رہی اور کہا ابن بطال نے کہ عمر رضی اللہ عنہ افقہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ کفایت کی انہوں نے قرآن کے ساتھ اور نہ کفایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کے ساتھ اور تعاقب کیا گیا ہے ابن بطال کا اس کے ساتھ کہ اطلاق اس کا باوجود اس چیز کے پہلے گزری ہے ٹھیک نہیں اس واسطے کہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا

کہ ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے اس سے ان کی یہ مراد نہیں کہ وہ کفایت کریں گے اس کے ساتھ سنت کے بیان سے یعنی ان کو حدیث رسول ﷺ کی حاجت نہیں رہے گی بلکہ واسطے اس چیز کے کہ قائم ہوا نزدیک ان کے قرینہ سے اور ڈرے اس چیز سے کہ مرتب ہو نوشتہ کے لکھنے پر اس قسم سے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف پس معلوم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ قرآن پر اعتماد کرنا ایسا امر ہے کہ اس پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی اور لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما پس نہیں کہا جاتا ہے ان کے حق میں کہ انہوں نے قرآن پر کفایت نہیں کی باوجود اس کے کہ وہ قرآن کے عالم ہیں اور زیادہ عالم ہیں لوگوں میں ساتھ اس کی تفسیر اور اس کی تاویل کے لیکن افسوس کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس چیز پر کہ فوت ہوئی ان سے بیان کرنے ہے ساتھ تنصیص کے اوپر اس کے یعنی کھول کر بیان کرنے سے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے استنباط کرنے سے یعنی مسئلہ نکالنے سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کو تین چیزوں کا حکم دیا یعنی اس حالت میں اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس چیز کے لکھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا وہ امر واجب نہ تھا اس واسطے کہ اگر وہ اس قسم سے ہوتا جس کے پہچانے کا آپ کو حکم ہوا تو اس کو نہ چھوڑتے واسطے واقع ہونے ان کے اختلاف کے اور البتہ عقاب کرتا اللہ اس شخص کو جو آپ کے حکم پہچانے کے درمیان مانع ہوا اور البتہ پہنچاتے اس کو ان کے واسطے ساتھ لفظ کے جیسے کہ وصیت کی ان کو ساتھ نکالنے مشرکین کے جزیرہ عرب سے اور سوائے اس کے اور البتہ اس کے بعد کئی دن زندہ رہے اور اصحاب نے کئی چیزیں آپ سے زبانی یاد کیں پس احتمال ہے کہ ہو مجموع ان کا وہ چیز جس کے لکھنے کا ارادہ کیا اور یہ جو فرمایا جیسے کہ میں ان کو انعام دیا کرتا تھا یعنی قریب اس سے اور تھا انعام ایک کا حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک اوقیہ چاندی کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ تیسرے سے چپ رہے تو اس کا قائل ابن عیینہ راوی ہے کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ تیسری چیز کے قرآن کے ساتھ وصیت ہے اور کہا مہلب نے کہ مراد اس کے ساتھ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سامان درست کرنا ہے اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ میری قبر کو بت نہ ٹھہراؤ اور احتمال ہے کہ نہ ہو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ﷺ کے قول سے کہ نماز اور جن کے تم مالک ہو۔ (فتح)

٤٠٧٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۴۰۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو موت حاضر ہوئی اور گھر میں بہت مرد تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشتہ لکھ دوں کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر درد غالب ہے یعنی لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے سو گھر

وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

والوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے سو ان میں سے بعض کہتے تھے کہ لاؤ تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دیں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو اور بعض اس کے سوا کچھ اور کہتے تھے کہ لکھنا کچھ ضروری نہیں سو جب انہوں نے بے فائدہ کلام اور اختلاف بہت کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھو میرے پاس سے' کہا عبیداللہ نے سو تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے کہ البتہ مصیبت تمام مصیبت وہ چیز ہے جس نے حضرت ﷺ کو اس نوشتہ کے لکھنے سے روکا بسبب اختلاف اور شور کرنے ان کے کی یعنی کاش کہ اصحاب اختلاف اور شور نہ کرتے تا کہ حضرت ﷺ کچھ لکھتے پس تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف خلاف اس چیز کے کہ کہی عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے۔

٤٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

۴۰۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو اس نے کان میں کچھ بات کی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر ان کو بلا کر کان میں کچھ بات کی سو ہنسنے لگیں سو ہم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں بات کہی کہ آپ کا انتقال ہو گا اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو میں روئی پھر حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں بات کی سو مجھ کو خبر دی کہ آپ کے گھر والوں میں سے میں پہلے آپ کے پیچھے جاؤں گی یعنی اُن میں سب سے پہلے میں ہی مروں گی سو میں ہنسی۔

فائدہ: مسروق کی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے اول اتنا زیادہ ہے کہ سامنے آئیں حضرت ﷺ کے

فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتیں ان کی چال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی مانند تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش ہو میری بیٹی کو پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا پھر ان سے چپکے سے بات کی اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے واسطے اٹھتے تھے اور ان کو چومتے تھے اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جاتے تھے تو وہ بھی اسی طرح کرتی تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور جھک کر آپ کو چومنے لگیں اور اتفاق ہے دونوں روایتوں کا اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان سے پہلی بار کان میں بات کی تھی وہ یہ تھی کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا اور اختلاف ہے کہ دوسری بار چپکے سے کیا کہا جس سے وہ ہنسیں سو عروہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو خبر دی تھی کہ آپ کے اہل بیت میں سے وہ آپ کو پہلے ملیں گی اور مسروق کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ بہشتی عورتوں کی سردار ہیں اور راجح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار دونوں باتیں کہیں اس واسطے کہ مسروق کی حدیث شامل ہے زیادتیوں پر جو عروہ کی حدیث میں نہیں اور وہ ثقات ضابطین سے ہے پس اس قسم سے کہ زیادہ کیا ہے مسروق نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے **فقلت ما رأیت کالیوم فرحا اقرب من حزن فسألتها عن ذلك فقالت ماکنت لافشی سر رسول اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتی توفی** یعنی سو میں نے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے آج جیسی خوشی قریب ترغم سے سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حال پوچھا سو اس نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر نہیں کروں گی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے پھر میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں کہا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا دور ایک بار کرتے تھے اور اس نے مجھ سے اس سال میں دو بار دور کیا ہے اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر یہ کہ میری موت حاضر ہوئی اور بیشک تو میرے اہل بیت میں سے مجھ کو پہلے ملے گی اور یہ جو کہا کہ **مارأیت کالیوم فرحا** تو اس کے معنی یہ ہیں **ما رأیت کفرح الیوم فرحا** یعنی نہیں دیکھی میں نے آج کی خوشی جیسی کوئی خوشی یا نہیں دیکھی میں نے کوئی خوشی مانند اس خوشی کے جو میں نے آج دیکھی اور قول اس کا **حتی توفی** متعلق ہے ساتھ محذوف کے تقدیر اس کی یہ ہے کہ پس نہ کہی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میرے واسطے کچھ چیز یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور عروہ نے اس سب زیادتی کو چھوڑ دیا ہے پس کہا اس نے اپنی روایت میں اپنے اس قول کے بعد کہ پس وہ ہنسیں سو ہم نے اس سے یہ حال پوچھا سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں کہا کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی جزم کرنا عروہ کی روایت میں اس کے ساتھ کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا برخلاف روایت مسروق کی کے کہ اس میں ہے کہ گمان کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طریق استنباط کے اس چیز سے کہ ذکر کیا اس کو قرآن کے دور کرنے سے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے مخالفت درمیان دونوں حدیثوں کے مگر

ساتھ زیادتی کے اور نہیں منع ہے یہ کہ ہو خبر دینا حضرت ﷺ کی اس کے ساتھ کہ وہ سب سے پہلے آپ کو ملیں گی سبب واسطے رونے ان کے یا ہنسنے ان کے کی یکبارگی ساتھ دونوں اعتبار کے پس ذکر کی ہر راوی نے وہ چیز کہ نہیں ذکر کی دوسرے نے اور تحقیق روایت کی ہے نسائی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیچ سبب رونے کے کہ آپ کا انتقال ہوگا اور دوسرے دونوں امر میں اور اس حدیث میں خبر دینا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہوگی پس واقع ہوئی جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ حضرت ﷺ کے بعد آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی فوت ہوئیں۔ (فتح)

٤٠٨١ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتّٰى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ ﴿مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ (النساء:٦٩) الْآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ.

۴۰۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سنا کرتی تھی کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں مرتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ اس کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جائے سو میں نے حضرت ﷺ سے سنا اپنی مرض الموت میں فرماتے تھے اور حالانکہ آپ کو کوئی چیز حلق میں اٹکی جس کے سبب سے آپ کی آواز بھاری ہوئی فرماتے تھے ساتھ ان کے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا سو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو اختیار ملا ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ طریق عالی کے مختصر اور پوری ساتھ طریق نازل کے پھر وارد کیا اس کو بہت پوری زہری کے طریق سے اس نے روایت کی عروہ سے پس پہلی روایت نازل ہے اور دوسری روایت مسلم کے طریق سے عالی ہے اور یہ جو کہا کہ میں سنا کرتی تھی تو نہیں تصریح کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت میں کہ کس شخص سے سنا کرتی تھی اور اگلی روایت میں اس کے ساتھ تصریح کی زہری کے طریق سے اس نے روایت کی عروہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت ﷺ فرماتے حالت صحت میں کہ نہیں مرتا کوئی پیغمبر کہ دیکھے ٹھکانا اپنا بہشت میں پھر اس کو اختیار دیا جائے اور احمد نے ابو مویہبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو زمین اور خلد کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں پھر بہشت کی سو مجھ کو اختیار دیا گیا اور درمیان اس کے اور درمیان ملاقات رب اپنے کے اور بہشت کے سو میں نے اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے ملنے اور بہشت کو اور عبدالرزاق کے نزدیک مرسل روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اختیار ملا درمیان اس کے کہ زندہ رہوں یہاں تک کہ دیکھوں جو میری امت پر فتح ہوگا اور درمیان جلدی کرنے کے سو میں نے جلدی اختیار کی اور یہ جو فرمایا ساتھ ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تو احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پیغمبروں سے اور صدیقوں اور شہیدوں سے اللہ تعالیٰ کے قول رفیقا

تک اور ظاہر یہ ہے کہ رفیق مکان کا نام ہے کہ حاصل ہوتی ہے اس میں رفاقت ساتھ پیغمبروں وغیرہ مذکورین کے اور کہا جوہری نے کہ مراد رفیق اعلیٰ سے بہشت ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے نزدیک ابن اسحاق کے کہ رفیق اعلیٰ بہشت ہے اور نکتہ اس لفظ کے مفرد لانے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے ایک مرد کے دل پر اور معنی ہونے ان کے رفیق مدد کرنا ایک دوسرے کی ہے اللہ کی بندگی پر اور نرمی کرنا بعض کے ساتھ بعض کے اور ان حدیثوں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ رفیق کا لفظ راوی کی تغییر ہے ٹھیک رفیع ہے جو آسمان کا ایک نام ہے یعنی اگر رفیع ہوتا تو ان حدیثوں میں رفیق کا لفظ نہ بولا جاتا کہا سہیلی نے حکمت بیچ ختم ہونے کلام حضرت ﷺ کے ساتھ اس لفظ کے یہ ہے کہ وہ شامل ہے توحید کو اور ذکر بالقلب کو تا کہ مستفاد ہو اس سے رخصت واسطے اس کے غیر کے اور یہ کہ نہیں شرط ہے کہ ہو ذکر ساتھ زبان کے اس واسطے کہ بعض لوگوں کو کبھی کوئی چیز بولنے سے مانع ہوتی ہے پس نہیں نقصان کرتی اس کو جب کہ اس کا دل ذکر سے تازہ ہو۔

تنبیہ: کہا سہیلی نے کہ میں نے واقدی کی بعض کتابوں میں پایا کہ پہلے پہل حضرت ﷺ نے جس لفظ کے ساتھ کلام کیا شیر خوارگی کی حالت میں اللہ اکبر ہے اور سب سے آخری لفظ جس کے ساتھ کلام کیا الرفیق الاعلیٰ ہے۔ (فتح)

٤٠٨٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرَضَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ جَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى.

۴۰۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب مرض الموت سے بیمار ہوئے تو فرمانے لگے میں رفیق اعلیٰ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔

٤٠٨٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيّٰ أَوْ يُخَيَّرَ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى

۴۰۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ صحت کی حالت میں فرماتے تھے تحقیق شان یہ ہے کہ کبھی کوئی پیغمبر نہیں مرتا یہاں تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے پھر جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی موت قریب ہوئی اور آپ کا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا تو آپ ﷺ کو غش آیا پھر جب ہوش میں آئے تو آپ کی آنکھ گھر کی چھت کی طرف لگ گئی پھر فرمایا الٰہی! عالی رتبے کے رفیقوں کی رفاقت چاہتا ہوں سو میں نے کہا کہ اب ہمارے پاس نہیں رہیں گے سو میں

فَقُلْتُ إِذًا لَّا يُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ.

نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو آپ ہم سے حالت صحت میں بیان کرتے تھے یعنی نہیں مرتا کوئی پیغمبر مگر کہ اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ اختیار دینا واسطے عزت پیغمبروں کے ہے ورنہ جو کچھ حکم ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور پیغمبر وہی اختیار کرتے ہیں۔

٤٠٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلٰى صَدْرِيْ وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَّطْبٌ يَّسْتَنُّ بِهِ فَأَبَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَصَمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَضٰى وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ.

۴۰۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے میرے بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آئے اور میں نے آپ کو اپنے سینے سے تکیہ دیا اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسواک تر تھی کہ اس کے ساتھ مسواک کرتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیر تک دیکھا اور میں نے معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو چاہتے ہیں سو میں نے مسواک لی اور اس کو منہ میں چبا کر جھاڑا اور (پانی) سے پاک وصاف کیا پھر میں نے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ مسواک کی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ اس سے بہتر کبھی مسواک کی ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک سے فارغ ہوتے ہی معًا اپنے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا پھر تین بار فرمایا عالی رتبے کے رفیق کا ساتھ چاہتا ہوں پھر فوت ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اور میری باری میں اور درمیان سحر اور نحر میرے کے یعنی میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور یہ کہ جمع کیا اللہ تعالیٰ نے میری تھوک اور آپ کی تھوک کو وقت فوت ہونے آپ کے کی دنیا کے آخری دن میں اور مراد یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہنسلی اور سینے کے درمیان تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہوئے اور یہ حدیث نہیں مخالف ہے اس حدیث کی جو اس سے پہلے گزری کہ آپ کا سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا اس واسطے کہ وہ محمول ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنی ران سے اپنے سینے کی طرف اٹھایا اور یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کے جو

روایت کی ہے حاکم اور ابن سعد نے کئی طریق سے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور آپ کا سر مبارک علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور اس حدیث کا کوئی طریق شیعہ راوی سے خالی نہیں اس کے ہر طریق میں کوئی نہ کوئی راوی شیعہ موجود ہے پس نہیں التفات کیا جاتا ان کی طرف۔ (فتح) مترجم کہتا ہے اس حدیث کے کل طریقوں اور راویوں کا حال مفصل طور سے فتح الباری میں موجود ہے جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔

٤٠٨٥ ۔ حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِيْ كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ.

۴۰۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بیمار ہوتے تو اپنی جان پر معوذات کے ساتھ دم کرتے اور مسح کرتے دم سے ساتھ ہاتھ اپنے کے سو جب حضرت ﷺ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو میں آپ کے بدن مبارک پر معوذات سے دم کرنے لگی جن کے ساتھ آپ دم کرتے تھے اور مسح کرتے تھے میں ساتھ ہاتھ حضرت ﷺ کے اس دم سے۔

فائدہ: یعنی میں آپ کے ہاتھ میں دم کر کے اس کو آپ کے بدن پر پھیرتی تھی نفث کے معنی ہیں دم کیا بغیر تھوک کے یا ساتھ ہلکی تھوک کے اور یہ جو کہا ساتھ معوذات کے یعنی پڑھتی اس کو اس حال میں کہ مسح کرتے تھے اپنے بدن کو وقت پڑھنے اس کے اور طب میں آئے گا قول معمر کا بعد اس حدیث کے کہ میں نے زہری سے کہا کہ کس طرح دم کرے کہا آپ نے دونوں ہاتھ پر دم کرے پھر دونوں ہاتھ سے اپنا منہ ملے اور فضائل قرآن میں ہے کہ جب اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑتے تو اپنے دونوں ہاتھ جمع کرتے اُن پر دم کرتے پھر پڑھتے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اور مراد ساتھ معوذات کے یہ تینوں سورتیں ہیں اور سب کو معوذات بطور تغلیب کے کہا گیا اور اسی قول پر اعتماد ہے اور یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں آپ کے ہاتھ سے آپ پر دم کرتی تھی اس واسطے کہ آپ کا ہاتھ بہت بابرکت تھا۔ (فتح)

٤٠٨٦ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ

۴۰۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا اور آپ کی طرف کان لگائے آپ کے فوت ہونے سے پہلے اور حالانکہ آپ اپنی پیٹھ کو مجھ سے تکیہ

أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ.

دیئے تھے کہتے تھے الٰہی بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو بلند مرتبے کے رفیق میں یعنی مجھ کو رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا۔

٤٠٨٧ - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا.

۴۰۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بیماری میں جس سے نہ اٹھے کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر یہ لحاظ نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ظاہر کی جاتی اس حدیث کے فرمانے کا باعث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ڈرے کہ آپ کی قبر کو مسجد بنایا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

٤٠٨٨ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بِالَّذِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ

۴۰۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو اپنی بیویوں سے اجازت مانگی میرے گھر میں بیماری کاٹنے کی یعنی فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں نہیں گھوم سکتا پس اگر تم چاہو تو مجھ کو اجازت دو تو بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیماری کاٹیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو مردوں کے درمیان یعنی عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور مرد پر تکیہ کیے تھے آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی بے طاقتی سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اٹھا نہیں سکتے تھے کہا عبیداللہ نے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی اس کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ دوسرا

قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِيْ وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ قَالَ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَّمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِّحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا بِيَدِهٖ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ.

مرد کون ہے جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے کہا نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی بیان کرتی تھیں کہ جب حضرت ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی تو فرمایا بہاؤ میرے اوپر سات مشکیں جن کے دھانے نہ کھلے ہوں تاکہ میں لوگوں کو وصیت کروں سو ہم نے آپ ﷺ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بٹھایا اور ان مشکوں سے آپ ﷺ پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ لوگوں کی طرف نکلے سو ان کو نماز پڑھائی اور خطبہ فرمایا۔

٤٠٨٩ - وَأَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَّجْهِهٖ وَهُوَ كَذٰلِكَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

۴۰۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب حضرت ﷺ پر بیماری اتری تو اپنی کملی کو اپنے منہ پر ڈالنے لگے سو جب گھبراتے تو اس کو اپنے منہ سے اٹھاتے سو آپ نے اسی حالت میں فرمایا کہ لعنت اللہ کی یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرایا ڈراتے تھے اپنی امت کو اس چیز سے کہ انہوں نے کیا یعنی بنانے مسجدوں کے سے پیغمبروں کی قبروں پر۔

٤٠٩٠ - أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهٖ إِلَّا أَنَّهٗ لَمْ يَقَعْ فِيْ قَلْبِيْ أَنْ يُّحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهٗ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهٗ أَبَدًا وَّلَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّهٗ لَنْ يَّقُوْمَ أَحَدٌ مَّقَامَهٗ إِلَّا

۴۰۹۰۔ خبر دی مجھ کو عبیداللہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ رجوع کیا میں نے حضرت ﷺ سے اس امر میں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں کہ وہ نرم دل ہیں لوگوں کی امامت نہیں کر سکتے اور نہیں باعث ہوا مجھ کو اوپر بہت رجوع کرنے کے آپ سے مگر یہ کہ نہیں واقع ہوا میرے دل میں یہ کہ دوست رکھیں لوگ بعد حضرت ﷺ کے کسی مرد کو کہ آپ کی

تَشَآئَمَ النَّاسُ بِهٖ فَأَرَدْتُ أَنْ يَّعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جگہ کھڑا ہو کبھی یعنی خواہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں یا کوئی اور یعنی بلکہ مجھ کو یقین تھا کہ حضرت ﷺ کے بعد جو آپ کے قائم مقام ہوگا لوگ اس کے دشمن ہو جائیں گے سو میں نے چاہا کہ حضرت ﷺ اس امر کو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پھیریں یعنی اور کسی کو لوگوں کی امامت کرنے کا حکم دیں ابو عبداللہ نے کہا کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کے متعلق ہے ساتھ امامت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نہ طرف ساری حدیث کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی امامت کے بیان میں گزر چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ بریرہ اور ثوبیہ کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ فضل اور ثوبان رضی اللہ عنہما کے درمیان نکلے اور تطبیق دی ہے علماء نے درمیان ان روایتوں کے بر تقدیر ثابت ہونے ان کے ساتھ اس طور کے کہ آپ کئی بار نکلے تھے اور کئی مردوں پر تکیہ کیا اور یہ جو کہا کہ سات مشکوں سے تو کہا گیا ہے کہ حکمت اس عدد میں یہ ہے کہ اس کے واسطے خاصیت ہے بیچ دور کرنے ضرر زہر اور جادو کے اور باب کے اول میں گزر چکا ہے کہ فرمایا یہ وقت ٹوٹنے رگ میری کا ہے اس زہر سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض اُس شخص نے جو کہتا ہے کہ کتے کا جوٹھا پلید نہیں اور گمان کیا ہے اس نے کہ حکم ساتھ دھونے جوٹھے اس کے سے سات بار صرف واسطے دور کرنے زہر کے ہے جو اس کے لعاب میں ہے اور ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ جو صبح کو سات کھجوریں کھائے قسم عجوہ سے اس کو اُس دن نہ زہر ضرر کرتا ہے نہ جادو اور نسائی میں بیمار پر سات بار سورہ فاتحہ پڑھنا آیا ہے اور اسی طرح کئی دعاؤں کا بھی بیمار پر سات سات بار پڑھنا آیا ہے اور ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کل کہاں ہوں گا؟ یہ جملہ کئی بار فرمایا سو آپ کی بیویوں نے پہچانا کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارادہ رکھتے ہیں سو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی اپنی باری اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور یہ جو کہا کہ پھر لوگوں کی طرف نکلے تو پہلے گزر چکا ہے فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیماری میں خطبہ دیا پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کو ٹھہراتا اور اس میں ہے کہ وہ اخیر مجلس تھی کہ حضرت ﷺ اس میں بیٹھے اور مسلم میں جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ واقعہ حضرت ﷺ کے فوت ہونے سے پانچ دن پہلے تھا اس بنا پر پس ہوگا وہ جمعرات کا دن اور شاید تھا یہ اس کے بعد کہ واقع ہوا نزدیک حضرت ﷺ کے اختلاف اور جھگڑا کما تقدم قریبا اور فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھو اور

شاید حضرت ﷺ نے اس کے بعد کچھ خفت پائی پس نکلے۔ (فتح)

۴۰۹۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ آپ میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھے پس نہیں مکروہ جانتی میں شدت موت کی کسی کے واسطے کبھی حضرت ﷺ کے بعد۔

فائدہ: اس شدت کا بیان باب کی پچھلی حدیث میں آئے گا ذکوان کی روایت سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے آگے پانی کا برتن تھا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر اپنے منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ موت کے واسطے سختیاں ہیں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ الٰہی! مدد کر مجھ کو موت کی سختیوں پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے زیادہ سخت درد کسی پر نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم پیغمبروں کا گروہ ہیں ہمارے واسطے تکلف دوگنی ہوتی ہے جیسے کہ ہمارے واسطے ثواب دوگنا ہوتا ہے۔ (فتح)

۴۰۹۲ ۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا

۴۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے کعب رضی اللہ عنہ ایک مرد تین میں سے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو خبر دی کہ بیشک علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس سے نکلے اس بیماری میں جس میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا اے ابوالحسن (یہ علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا حال ہے حضرت ﷺ کا؟ کہا شکر اللہ تعالیٰ کا آپ کو بیماری سے آرام ہے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا سو ان سے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا اعتقاد ہے کہ حضرت ﷺ عنقریب فوت ہوں گے اپنی اس بیماری میں البتہ میں عبدالمطلب کی اولاد کے منہ پہچانتا ہوں

فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفّٰى مِنْ وَّجَعِهٖ هٰذَا إِنِّيْ لَأَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيْمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ إِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا فَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نزدیک موت کے یعنی ان کے منہ پر مرنے کے وقت یہ نشانی ظاہر ہوا کرتی ہے اور اب وہ حضرت ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہوئی ہے ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چل سو چاہیے کہ ہم آپ سے پوچھیں کہ آپ کے بعد خلافت کن لوگوں میں ہوگی اگر ہم میں ہوگی تو ہم اس کو جان لیں گے اور اگر ہمارے سوا اور لوگوں میں ہوگی تو بھی ہم کو معلوم ہو جائے گی پس ہم کو وصیت کریں گے کہ کیا کرنا چاہیے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر ہم نے حضرت ﷺ سے خلافت مانگی اور حضرت ﷺ نے ہم کو نہ دی تو لوگ ہم کو آپ کے بعد خلافت نہ دیں گے یعنی حجت پکڑیں گے ہم پر ساتھ منع کرنے حضرت ﷺ کے ان کو اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بیشک میں حضرت ﷺ سے خلافت نہیں مانگوں گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا تو یہ مراد ہے اس شخص سے جو دوسرے کے تابع ہوتا ہے اور معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تین دن کے بعد فوت ہو جائیں گے اور تم کسی دوسرے کے حکم میں ہو جاؤ گے اور یہ عباس رضی اللہ عنہ کی فراست کی قوت سے ہے اور یہ جو کہا کہ البتہ میرا اعتقاد ہے تو کہا ہے اس کو عباس رضی اللہ عنہ نے تجربہ سے واسطے قول اس کے بعد اس کے کہ البتہ میں عبدالمطلب کی اولاد کے منہ موت کے وقت پہچانتا ہوں اور شعبی کے مرسل میں ہے فاوصی لنا کے بدلے کہ نہیں تو ہم کو وصیت کریں گے کہ ہم اس کو آپ کے بعد یاد رکھیں گے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہمارے سوا کوئی اور بھی اس کی امید رکھتا ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت ﷺ سے خلافت نہیں مانگوں گا تو شعبی کے مرسل میں اس کے آخر میں ہے کہ جب حضرت ﷺ کی روح مبارک قبض ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر میں تجھ سے بیعت کروں کہ لوگ تجھ سے بیعت کریں علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دراز نہ کیا کہا شعبی نے اگر علی رضی اللہ عنہ اس کو مانگتے تو ہوتا بہتر ان کے واسطے ان کے مال اور اولاد سے اور ذہلی کے فوائد میں ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد سنا کہتے تھے کہ کاش میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مانتا کاش کہ میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مانتا اور کہا عبدالرزاق نے کہ معمر ہم کو کہا کرتا تھا کہ دونوں میں ٹھیک رائے کس کی تھی؟ ہم کہتے تھے عباس رضی اللہ عنہ کی تو وہ اس سے انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر

حضرت ﷺ خلافت علی رضی اللہ عنہ کو دیتے اور لوگ ان کو نہ دیتے تو البتہ کافر ہو جاتے۔ (فتح)

٤٠٩٣ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَا هُمْ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِيْ صُفُوْفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَّهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ.

۴۰۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ مسلمان فجر کی نماز میں تھے پیر کے دن اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھاتے تھے کہ اچانک حضرت ﷺ ان کے واسطے ظاہر ہوئے البتہ آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا سو اصحاب کی طرف نظر کی اور حالانکہ وہ نماز کی صفوں میں تھے پھر تبسم فرمایا سو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے بغیر اس کے کہ قبلے سے منہ پھیریں تا کہ صف میں پہنچیں اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ نماز کی طرف نکلنا چاہتے ہیں سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور قصد کیا مسلمانوں نے یہ کہ اپنی نماز میں مفتون ہوں یعنی نماز کو توڑ ڈالیں واسطے خوشی کے حضرت ﷺ کے دیدار سے سو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو پھر حجرے میں اندر گئے اور دروازے پر پردہ لٹکایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے ان کو اس دن نماز نہیں پڑھائی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ سب سے پچھلی نماز کہ حضرت ﷺ نے ان کو پڑھائی فجر کی نماز تھی تو یہ حدیث صحیح نہیں واسطے حدیث باب کے اور شاید بیہقی کی روایت میں ٹھیک ظہر کی نماز ہو اور جو کہا کہ پردہ لٹکایا تو ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ اسی دن فوت ہوئے اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو لوگ رونے لگے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں کھڑے ہو کر کہا خبردار! البتہ میں کسی سے نہ سنوں جو کہے کہ حضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے اخیر میں فوت ہوئے اور خدشہ کرتا ہے ابن اسحاق کے جزم میں کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے جب کہ چاشت کی گرمی سخت ہوئی اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اطلاق آخر کا ساتھ معنی ابتداء دخول کے ہے اور بیچ اول نصف ثانی کے دن سے آور یہ نزدیک وقت رواں کے ہے اور سخت ہوتی ہے گرمی پہلے

چاشت کی اور بدستور رہتی ہے یہاں تک کہ تحقیق ہو زوال سورج کا۔ (فتح)

٤٠٩٤ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَأَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ آخُذُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَأَمَرَّهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ.

۴۰۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مجھ پر یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اور میرے دن میں اور میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جمع کیا میری تھوک اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوک کو وقت فوت ہونے آپ کے کی اور اس کا بیان یوں ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس اندر آئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ دیا تھا سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور میں نے پہچانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک چاہتے ہیں سو میں نے کہا کہ میں اس کو آپ کے واسطے لوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں سو میں نے اس کو لیا سو وہ آپ پر سخت ہوئی اور میں نے کہا میں اس کو آپ کے واسطے نرم کر دوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں، سو میں نے اس کو آپ کے واسطے نرم کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دانتوں پر پھیرا اور اس کے ساتھ مسواک کی اور آپ کے آگے چھاگل تھی اس میں پانی تھا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں داخل کر کے ان کو اپنے منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ بیشک موت کے واسطے سختیاں ہیں یعنی قسم حرارتوں اور تلخیوں طبیعت کی سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہ کہنا شروع کیا کہ شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہوئی اور آپ کا ہاتھ نیچے گر پڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٠٩٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي

۴۰۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَقُوْلُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ ثُمَّ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَّمَعَهُ سِوَاكٌ يَّسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِيْ هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْطَانِيْهِ فَقَضِمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى صَدْرِيْ.

اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے فرماتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا، میں کل کہاں ہوں گا؟ مراد یہ تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب ہوگی؟ تو آپ کی بیویوں نے اجازت دی کہ جس جگہ چاہیں رہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے یہاں تک کہ ان کے پاس فوت ہوئے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت ﷺ اس دن فوت ہوئے جس میں مجھ پر گھومتے تھے میرے گھر میں سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی روح مبارک قبض کی اور البتہ آپ کا سر میرے سینے کے درمیان تھا اور میری تھوک آپ کی تھوک سے ملی پھر کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اندر آئے اور ان کے پاس مسواک تھی کہ اس کے ساتھ مسواک کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر کی تو میں نے ان سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! مجھے مسواک دے انھوں نے مجھ کو دی سو میں نے اس کو دانتوں سے پکڑ کر چبایا پھر میں نے حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مسواک کی اور آپ میرے سینے سے تکیہ کیے تھے یعنی میرے سینے سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔

فائدہ: احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی روح نکلی تو میں نے کبھی اس سے زیادہ تر خوشبو نہیں پائی۔

۴۰۹۶ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّذُهُ بِدُعَآءٍ إِذَا مَرِضَ فَذَهَبْتُ أُعَوِّذُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ وَقَالَ لِيْ

۴۰۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں اور میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور جب آپ بیمار ہوتے تھے تو ہم میں سے کوئی آپ کے واسطے دعا کے ساتھ پناہ مانگتا تھا تو میں نے آپ کے واسطے پناہ مانگنا شروع کیا حضرت ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّفِيْ يَدِهٖ جَرِيْدَةٌ رَّطْبَةٌ فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ اَنَّ لَهٗ بِهَا حَاجَةً فَاَخَذْتُهَا فَمَضَغْتُ رَاْسَهَا وَنَفَضْتُهَا فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهِ فَاسْتَنَّ بِهَا كَاَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِيْهَا فَسَقَطَتْ يَدُهٗ اَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَّدِهٖ فَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ.

گزرے اوران کے ہاتھ میں چھڑی تر تھی سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی سو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو اس کی حاجت ہے سو میں نے اس کو لے کر اس کا سر چبایا پھر میں نے جھاڑ کر حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مسواک کی جیسے کہ بہت اچھی مسواک کرتے تھے پھر مجھ کو دی سو آپ کا ہاتھ نیچے گرایا وہ مسواک آپ کے ہاتھ سے گر پڑی سو اللہ تعالیٰ نے میری اور حضرت ﷺ کی تھوک کو ملا دیا دنیا کے پچھلے دن میں اور آخرت کے پہلے دن میں۔

٤٠٩٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَقْبَلَ عَلٰى فَرَسٍ مِّنْ مَّسْكَنِهٖ بِالسُّنُحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمُ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ اَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ وَبَكٰى ثُمَّ قَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ اَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِيْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَاَبٰى عُمَرُ اَنْ يَّجْلِسَ فَاَقْبَلَ

۴۰۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو کر آئے اپنے رہنے کی جگہ سے کہ سخ (ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی کی جگہ کا نام ہے) میں تھے یہاں تک کہ اترے اور مسجد میں داخل ہوئے سو نہ کلام کیا لوگوں سے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے اور حضرت ﷺ کے دیکھنے کا قصد کیا اور حالانکہ آپ ڈھانکے گئے تھے یمنی چادر سے کہ دھاری دار تھی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے منہ مبارک سے چادر کھولی پھر آپ پر اوندھے گرے سو آپ کو چوما اور روئے پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ موت کو آپ پر دو بار جمع نہ کرے گا بہر حال جو موت کہ آپ پر لکھی گئی تھی سو آپ نے اس سے انتقال فرمایا۔ کہا زہری نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے کلام کرتے تھے یعنی لوگوں سے کہتے تھے کہ حضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اَلشَّاكِرِيْنَ﴾ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى تَلَاهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِّنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوْهَا فَأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِيْ رِجْلَايَ وَحَتّٰى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهٗ تَلَاهَا عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ.

کہا کہ بیٹھ جا اے عمر! سو عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا سو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حمد وصلوٰۃ کے بعد جو تم میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا سو بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا سو بیشک اللہ تعالیٰ زندہ ہے نہیں مرتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں کہ ہو چکے ہیں اس سے پہلے بہت رسول "شاکرین" تک اور کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ گویا کہ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری یہاں تک کہ اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا سو سب لوگوں نے اُن سے یہ آیت لی پس نہ سنتا تھا میں کسی مرد کو لوگوں سے مگر کہ اس کو پڑھتا تھا پس خبر دی مجھ کو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ تھی وہ آیت معلوم مجھ کو مگر یہ کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اس کو پڑھا سو مجھ کو دہشت آئی اور میری ہوش جاتی رہی یہاں تک کہ میرے پاؤں مجھ کو نہ اٹھاتے تھے اور یہاں تک کہ میں زمین پر گر پڑا جب کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے وہ آیت پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: اور یہ مراد ہے اس آیت سے کہ ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ یعنی بیشک تو مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے اور ایک روایت میں ہے سو میں نے جانا کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے اور یہ ظاہر ہے اور کہا کرمانی نے کہ اگر تو کہے کہ قرآن میں یہ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پھر جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا اس کو اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن سکن کی روایت نے البتہ ظاہر کی مراد اس واسطے کہ اس کی روایت میں علمت کا لفظ زیادہ ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت ہونے کے بعد کپڑے سے ڈھانکا سو عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آئے سو دونوں نے اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت دی

اور میں نے حضرت ﷺ کے اوپر سے کپڑا کھینچا اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا اور کہا ہائے بیہوشی! پھر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے سو جب دروازے کے قریب ہوئے تو کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اے عمر! حضرت ﷺ فوت ہوئے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے تو جھوٹا ہے جب کہ تو مرد فتنہ انگیز ہے بیشک حضرت ﷺ فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو فنا کرے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے پردہ اٹھایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا پس کہا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ پر گزرے اور عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ منافقوں کو قتل کریں اور منافقوں نے خوشی ظاہر کی ہے اور اپنے سر اٹھائے تھے یعنی منافق لوگ حضرت ﷺ کا فوت ہونا سن کر خوش ہوئے تھے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد کیا تو نہیں سنتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک تو مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے یہاں تک کہ ساری آیت پڑھی پھر یہ آیت پڑھی اور نہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول تحقیق گزر چکے ہیں پہلے ان سے بہت رسول اور اس میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ آیت قرآن میں ہے مجھ کو معلوم نہ تھا کہ وہ قرآن میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ پس خوش ہوئے مسلمان اور غمناک ہوئے منافق لوگ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جیسے کہ ہمارے منہ پر پردے پڑے تھے سو دور ہوئے اور اس حدیث میں قوت شجاعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اور کثرت علم ان کے کی اور تحقیق موافق ہوئے ان کے اس پر عباس رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جیسے کہ ابوالاسود کے مغازی میں عروہ سے ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھتے تھے ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ اور لوگ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور اکثر اصحاب ان کے برخلاف تھے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ کبھی تھوڑے لوگوں کی رائے اجتہاد میں ٹھیک پڑتی ہے اور بہت لوگوں کی رائے اجتہاد میں چوک جاتی ہے پس نہیں متعین ہے ترجیح ساتھ اکثر کے خاص کر جب کہ ظاہر ہو کہ بعض نے بعض کی تقلید کی ہے۔ (فتح)

۴۰۹۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ.

۴۰۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چوما حضرت ﷺ کو ان کے فوت ہونے کے بعد۔

۴۰۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَزَادَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَّا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَاكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ایک طرف دوا ڈالی بغیر اختیار آپ کے کی آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو سو ہم نے کہا کہ یہ منع کرنا آپ کا اس واسطے ہے کہ بیمار دوا کو مکروہ جانتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو ہم نے کہا ہم نے سمجھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس واسطے منع کیا ہے کہ بیمار دوا کو مکروہ جانتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ باقی رہے کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا جاؤں سوائے عباس رضی اللہ عنہ کے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی زناد نے ہشام سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے زیتون کا تیل پگھلا کر آپ کے منہ میں ڈالا اور اس حدیث میں مشروع ہونا قصاص کا ہے ساتھ تمام اس چیز کے کہ مصیبت پہنچایا جائے ساتھ اس کے آدمی عمداً اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سب نے یہ کام نہیں کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے واسطے عذاب کرنے ان کے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجا نہ لائے سو جنہوں نے اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دوا ڈالی تھی ان کے حق میں تو سزا کا ہونا ظاہر ہے اور بہر حال جنہوں نے ہاتھ سے نہیں ڈالی تھی سو ان کے منہ میں اس واسطے ڈلوائی کہ انہوں نے دوا ڈالنے والوں کو منع کیوں نہ کیا؟ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا تھا ویسے چاہیے تھا کہ وہ بھی ان کو اس سے منع کرتے اور کہا ابن عربی نے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آئیں دن قیامت کے اور حالانکہ ان کے اوپر ان کا حق ہو پس واقع ہوں بڑی مصیبت میں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ ممکن تھا معاف کرنا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ کہ ان کو ادب سکھلائیں تاکہ پھر ایسا کام نہ کریں پس یہ تادیب تھی نہ قصاص تھا نہ بدلہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ میں دوا ڈالنے کو برا جانا باوجود اس کے کہ آپ اس

کے ساتھ دوا کیا کرتے تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ تحقیق جان چکے تھے کہ آپ اس بیماری میں فوت ہوں گے اور جس کو یہ تحقیق معلوم ہو جائے اس کو دوا کرنا مکروہ ہے۔ میں کہتا ہوں اور اس میں بھی نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختیار ملنے اور تحقیق ہونے سے پہلے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا آپ ﷺ نے دوا کرنے کو اس واسطے کہ وہ آپ کی بیماری کے موافق نہ تھی اس واسطے کہ اصحاب نے گمان کیا تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہے پس دوا کی انہوں نے جو اس کے موافق تھی اور حالانکہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری نہ تھی جیسے کہ وہ ظاہر ہے حدیث کے سیاق سے جیسے کہ تو دیکھتا ہے واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے ابو زناد کے بیٹے نے ہشام سے الخ تو موصول کیا ہے اس کو محمد بن سعد نے اور اس کا لفظ یہ ہے حضرت ﷺ کو بیماری میں غش آیا سو ہم نے آپ کے منہ میں دوا ڈالی سو جب ہوش میں آئے تو فرمایا یہ ان عورتوں کا کام ہے جو حبشہ کے ملک سے آئیں اور بیشک تم گمان کرتے ہو کہ مجھ کو ذات الجنب کی بیماری ہے اللہ اس کو مجھ پر غالب نہیں کرے گا قسم ہے اللہ کی کہ نہ باقی رہے کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے سو نہ باقی رہا گھر میں کوئی مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی گئی اور ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں دوا ڈالی اور وہ روزے دار تھیں اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کے منہ میں دوا ڈالنے کا مشورہ دیا تھا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ساتھ سند صحیح کے اسماء رضی اللہ عنہا عمیس کی بیٹی سے کہ اول حضرت ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہوئے سو آپ کو بیماری کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کو غش آیا سو بیویوں نے مشورہ کیا کہ حضرت ﷺ کے منہ میں دوا ڈالیں سو انہوں نے حضرت ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی جب حضرت ﷺ ہوش میں آئے تو فرمایا یہ کام ان عورتوں کا ہے جو حبشہ کے ملک سے آئی ہیں اور اسماء رضی اللہ عنہا ان میں سے تھیں اصحاب نے کہا کہ ہم گمان کرتے تھے کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ مجھ کو اس کے ساتھ عذاب نہیں کرے گا نہ باقی رہے گا کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے سو البتہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں دوا ڈالی گئی اور حالانکہ وہ روزے دار تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ ذات الجنب کی بیماری سے فوت ہوئے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے کہ ذات الجنب دو بیماریوں کو کہا جاتا ہے ایک ورم حار ہے جو عارض ہوتی ہے اندر کے پردے میں اور دوسری ریح ہے جو پسلیوں کے درمیان بند ہوتی ہے اور منفی اس جگہ پہلی قسم ہے یعنی پہلی قسم کی ذات الجنب حضرت ﷺ کو نہ تھی۔ (فتح)

٤١٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى إِلٰى عَلِيٍّ

۴۱۰۰۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر ہوا کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ کس نے کہا؟ البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور بیشک میں آپ کو اپنے سینے سے تکیہ

فَقَالَتْ مَنْ قَالَهُ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّيْ لَمُسْنِدَتُهُ إِلٰى صَدْرِيْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَاتَ فَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ أَوْصٰى إِلٰى عَلِيٍّ.

دیئے تھی حضرت ﷺ نے طشت منگوایا سو آپ ڈھیلے ہو کر ایک طرف جھکے سو فوت ہوئے اور مجھ کو معلوم نہ ہوا سو آپ ﷺ نے کس طرح علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔

فائدہ: اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کب ان کو وصیت کی تھی؟ حضرت ﷺ نے طشت منگوایا تا کہ اس میں تھوکیں سو ایک طرف جھکے اور فوت ہوئے۔ (فتح)

٤١٠١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِهَا قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ.

۴۱۰۱۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی تھی؟ اس نے کہا نہیں! میں نے کہا سو کس طرح لکھی گئی لوگوں پر وصیت یا کس طرح ان کو حکم ہوا؟ اس نے کہا حضرت ﷺ نے قرآن کے ساتھ وصیت کی کہ جو اس میں ہے اس کو بجا لاؤ یعنی قرآن سے وصیت کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے۔

٤١٠٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِيْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً.

۴۱۰۲۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کوئی دینار اور درہم اور نہ غلام اور نہ لونڈی مگر اپنی سفید خچر پر جس پر سوار ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اور زمین کہ اس کو مسافروں کے واسطے اللہ کی راہ میں وقف کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا نہ غلام اور نہ لونڈی یعنی رق میں اس سے معلوم ہوا کہ جو اور حدیثوں میں غلاموں کا ذکر آیا ہے تو وہ مر گئے ہوں گے یا ان کو آزاد کر دیا ہو گا اور سفید خچر وہ تھی جس کو دلدل کہتے تھے جو مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے آپ ﷺ کو تحفہ بھیجی تھی اور یہ جو کہا کہ ہتھیار اپنے یعنی جو ہتھیار کہ خاص تھے حضرت ﷺ کے پہننے کے مانند تلوار اور نیزے سے اور زرہ کے اور عصا پھل دار کے اور شاید حصر اضافی ہے مبنی ہے اوپر نہ اعتبار کرنے ایسی ویسی چیزوں کے مانند کپڑوں اور اسباب گھر کے ورنہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے کپڑے وغیرہ بھی چھوڑے جیسے کہ اپنی جگہ میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ زمین کو اللہ کی راہ میں صدقہ

کر دیا ہے یعنی اس کی منفعت کو خیرات کیا پس حکم ہوا اس کے وقف کا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس زمین کو اپنی زندگی میں صدقہ جاریہ کیا اس کے قائم رہنے تک پس ہمیشہ رہے گا ثواب اس صدقہ کا ہمیشہ رہنے اس زمین کے اور کہا کرمانی نے کہ وہ آدھی زمین وادی القریٰ کی تھی اور حصہ حضرت ﷺ کا خمس خیبر سے اور حصہ ان کا زمین بنی نضیر سے۔

۴۱۰۳ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَا كَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ.

۴۱۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو بیماری کی شدت آپ کو بیہوش کرنے لگی سو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہائے میرے باپ کی تکلیف کو یعنی آپ کو بیماری کی کیا شدت ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تیرے باپ پر محنت اور تکلیف نہیں یعنی اس واسطے کہ یہ تکلیف بسبب علائق جسمانی کے ہے اور آج کے بعد میں مر جاؤں گا تو یہ علائق جسمانی قطع ہو جائیں گے سو جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہائے میرے باپ نے اللہ کا حکم قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف گئے کہ ان کو اپنے حضور میں بلایا' ہائے میرے باپ اے وہ شخص کے جنت الفردوس ہے اس کی جگہ ہائے میرے باپ ہم اس کی موت کی خبر جبریل علیہ السلام کی طرف پہنچاتے ہیں سو جب حضرت ﷺ دفنائے گئے تو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اے انس! کیا تمہارے دل کو اچھا لگا یہ کہ تم حضرت ﷺ پر مٹی ڈالو؟۔

فائدہ: یہ جو کہا ہائے تکلیف میرے باپ کو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز کو بلند نہیں کیا ورنہ اس کو منع کرتے اور کہا خطابی نے گمان کیا ہے بعض نے جو اہل علم میں نہیں گنے جاتے کہ مراد حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ آج کے بعد تیرے باپ پر تکلیف نہیں یہ ہے کہ تکلیف آپ کی تھی واسطے شفقت کے اپنی امت پر واسطے اس چیز کے کہ معلوم کیا آپ نے واقع ہونے فتنوں اور فساد کے سے اور یہ معنی کچھ نہیں اس واسطے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کی شفقت اپنی امت پر آپ کی وفات سے قطع ہو جائے اور واقعہ یہ ہے کہ وہ باقی ہے قیامت تک اس واسطے کہ کہ آپ ﷺ پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں ان لوگوں کی طرف جو آپ کے بعد آئیں گے اور ان کے عمل آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کلام کے ظاہر معنی مراد ہیں اور مراد کرب

سے فقط وہ چیز ہے کہ پاتے تھے اس کو شدت موت سے اور تھے اس چیز میں کہ پہنچتی تھی آپ کے بدن کو دکھ سے مانند اور آدمیوں کے تا کہ آپ کو ثواب دوگنا ہو کما تقدم اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ دفنائے گئے الخ تو اشارہ کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ ان کے عتاب کی طرف اوپر جرأت کرنے ان کے کی اس پر اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر خلاف اس چیز کے کہ ان سے پہچانی تھی نرم ہونے دلوں ان کے سے اوپر آپ کے واسطے شدت محبت ان کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور سکوت کیا انس رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب سے واسطے رعایت اس کی کے اور اس کی زبان حال کی کہتی تھی کہ ہمارے دل اس کو نہیں چاہتے تھے مگر ہم مجبور ہیں اس کے کرنے پر واسطے بجا لانے حکم آپ کے کی اور البتہ کہا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس چیز میں کہ روایت کی ہے بزار نے کہ نہ جھاڑے ہم نے اپنے ہاتھ آپ کے دفن سے یہاں تک کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی پایا یعنی پایا انہوں نے کہ اپنے دلوں کو بدلے اس چیز سے کہ معلوم کرتے تھے اس کو آپ کی زندگی میں الفت اور صفائی اور نرمی سے واسطے گم ہونے اس چیز کے کہ کھینچتی تھی ان کو ساتھ اس کے تعلیم اور تادیب سے اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جائز ہے آہ کھینچنی میت پر وقت حاضر ہونے موت اس کی کے ساتھ مانند قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واکرب اباہ اور یہ کہ وہ نوحہ کی قسم سے نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ جو کہا واابتاہ الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جب میت ان الفاظ کے ساتھ موصوف ہو تو نہیں منع ہے ذکر کرنا ان کا اس کے واسطے مرنے کے بعد برخلاف اس کے جب کہ اس میں ظاہرا ہوں اور باطن میں نہ ہوں یا نہ ثابت ہو موصوف ہونا اس کا ان کے ساتھ پس یہ منع میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ اٰخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اخیر بات کے جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے کلام کیا۔

٤١٠٤ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلٰى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى

۴۱۰۴۔ زہری سے روایت ہے کہ خبر دی ہم کو سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بہت علم والے مردوں میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ حالت صحت میں فرماتے تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں فوت ہوتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ دکھایا جاتا ہے مکان اپنا بہشت میں پھر اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے سو جب حضرت ﷺ پر بیماری اتری اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو آپ کو غش آیا پھر ہوش میں آئے سو آپ ﷺ نے آنکھ گھر کی چھت کی طرف لگائی یعنی اوپر کو پھر فرمایا الٰہی! شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں سو میں نے کہا

فَقُلْتُ إِذًا لَّا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ اٰخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى.

کہ اب ہم کو اختیار نہ کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو حالت صحت میں ہم سے بیان کرتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اخیر بات جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا یہ ہے الٰہی! شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ساتویں حدیث میں گزر چکی ہے اور گویا کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ اس چیز کی طرف کہ پھیلایا ہے اس کو رافضیوں نے لوگوں میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو خلافت کی وصیت کی اور یہ کہ آپ کا قرض پورا ادا کیا جائے اور جس کو رافضیوں نے لوگوں میں پھیلایا ہے یہ ہے جو عقیلی وغیرہ نے ضعفاء میں سلمان سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس کے واسطے بیان کیا جو اس کے بعد اس کا خلیفہ ہو سو کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے بھی بیان کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک وصی ہوتا ہے اور بیشک علی رضی اللہ عنہ میرا وصی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور علی رضی اللہ عنہ خاتم الاوصیا ہے لایا ہے ان سب کو ابن جوزی رحمہ اللہ موضوعات میں یعنی یہ حدیثیں سب موضوع ہیں۔

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی کس سال میں واقع ہوئی؟

٤١٠٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا.

۴۱۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مکے میں رہے آپ پر قرآن اترتا تھا اور دس سال مدینے میں رہے۔

٤١٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهٗ.

۴۱۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس کے تھے۔

فائدہ: یہ روایت مخالف ہے پہلی روایت کے پس محمول ہوگی اوپر لغو کرنے کسر کے اور اکثر وہ چیز کہ کہی گئی آپ کی عمر میں پینسٹھ برس ہیں روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور یہ مخالف ہے واسطے حدیث باب کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ ساٹھ برس زندہ رہے مگر یہ کہ محمول کیا جائے اوپر لغو کرنے کسر کے یعنی جس نے ساٹھ کہا ہے اس نے کسر کا اعتبار نہیں کیا یا اوپر قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ تینتالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے یعنی تو اس صورت میں تریسٹھ برس کی عمر ہوگی اور یہی معلوم ہوتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے کہ حضرت ﷺ مکے میں تیرہ سال رہے یعنی پیغمبر ہونے کے بعد اور فوت ہوئے تریسٹھ برس کی عمر میں اور یہی قول ہے جمہور کا اور حاصل یہ ہے کہ جن اصحاب سے مشہور قول یعنی تریسٹھ سال کے مخالف روایت آئی ہے ان میں سے مشہور قول کی روایت بھی آئی ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور انس رضی اللہ عنہ ہیں اور نہیں اختلاف ہے معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس میں کہ حضرت ﷺ تریسٹھ برس زندہ رہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور شعبی اور مجاہد نے اور کہا احمد نے کہ یہی ثابت ہے نزدیک ہمارے اور یہ جو کہا زہری نے خبر دی مجھ کو سعید نے مثل اس کی تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس نے حدیث بیان کیا اس کو ساتھ اس سند کے یا مرسل کیا اس کو اور مراد ساتھ مثل کے فقط متن ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے۔

٤١٠٧ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ.

۴۱۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی تیس صاع کے بدلے۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے اس حدیث کے کی اس جگہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ آپ کے آخر احوال سے ہے اور یہ مناسب ہے عمرو بن حارث کی حدیث کو جو باب کی ابتداء میں مذکور ہے کہ نہیں چھوڑے حضرت ﷺ نے دینار اور نہ درہم۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت ﷺ کے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جہاد کے واسطے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤخر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو اس چیز کے واسطے کہ آئی ہے

اُسامہ رضی اللہ عنہ کی تیاری کرنا ہفتے کے دن تھی حضرت ﷺ کے فوت ہونے سے دو دن پہلے اور تھا ابتدا اس کا حضرت ﷺ کے بیمار ہونے سے پہلے سو بلایا حضرت ﷺ نے لوگوں کو روم کے جہاد کے واسطے اخیر صفر میں اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ جا اپنے باپ کے قتل ہونے کی جگہ میں اور ان کو گھوڑوں سے روند ڈال سو البتہ میں نے تجھ کو اس لشکر پر سردار کیا اور شبخون مار کر صبح کو قوم ابنی پر اور جلدی جا سبقت کرے گا تو خیر کو پھر اگر اللہ تجھ کو ان پر فتح دے تو ان میں کم ٹھہرو سو تیسرے دن حضرت ﷺ کو درد شروع ہوا اور اپنے ہاتھ سے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے جھنڈا بنایا اس کو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور بریدہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور جو اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے ان میں کبار مہاجرین اور انصار تھے مانند ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وغیرھم کے اور کلام کیا اس میں ایک قوم نے اُن میں سے عیاش بن ربیعہ ہیں یعنی اُسامہ سرداری کے لائق نہیں اور رد کیا اس پر فاروق رضی اللہ عنہ نے اور خبر دی حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ سو حضرت ﷺ نے خطبہ فرمایا اس چیز کے ساتھ کہ مذکور ہے باب کی حدیث میں پھر حضرت ﷺ کو بیماری کی شدت ہوئی سو فرمایا اسی حالت میں کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرو سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے سے پیچھے اس کا سامان درست کر دیا سو اسامہ لشکر کو لے کر بیس دن چلا اس طرف جس کا اس کو حکم ہوا تھا اور قتل کیا اپنے باپ کے قاتل کو اور لشکر کے ساتھ سلامت پھرا اور بہت مال غنیمت لایا اور مغازی والوں نے یہ قصہ بہت طویل بیان کیا ہے اور میں نے اس کو چھانٹا ہے اور واقدی میں ہے اس لشکر میں تین ہزار آدمی تھے۔ (فتح)

٤١٠٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ فَقَالُوْا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِيْ أُسَامَةَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۱۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سردار بنایا سو لوگوں نے اس کے حق میں گفتگو کی یعنی کم عمر لڑکے کو بڑے بڑے اصحاب پر سردا کیوں بنایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ بیشک تم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کچھ کہا ہے اور البتہ اُسامہ رضی اللہ عنہ میرے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا ہے۔

٤١٠٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَامَ

۴۱۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار بنایا سو لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا سو حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ دیتے ہو اُسامہ رضی اللہ عنہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

کی سرداری میں سو البتہ تم اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعن کرتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بھی بغیر ترجمے کے ہے۔

٤١١٠ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَهُ مَتٰى هَاجَرْتَ قَالَ خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مُهَاجِرِيْنَ فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ دَفَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ خَمْسٍ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِيْ بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

۴۱۱۰۔ حضرت ابو الخیر سے روایت ہے اس نے روایت کی صنابحی سے کہ اس نے اس سے کہا کہ تو نے کب ہجرت کی؟ کہا میں یمن سے ہجرت کر کے نکلا سو ہم جحفہ (ایک جگہ کا نام ہے احرام کے میقاتوں میں سے) میں آئے سو ایک سوار سامنے آیا سو میں نے اس سے کہا کہ خبر بتلا خبر بتلا یعنی کیا خبر لایا ہے سو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفنایا مدت پانچ دن سے میں نے کہا کیا تو نے شب قدر کی تعیین میں کچھ چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں! خبر دی مجھ کو بلال رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے کہ وہ ساتویں رات میں ہے پچھلی دس راتوں میں یعنی ستائیسویں رات میں۔

فائدہ: شب قدر کی بحث روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی جنگیں لڑیں؟۔

فائدہ: ختم کیا بخاری نے کتاب المغازی کو ساتھ مانند اس چیز کے کہ شروع کیا اس کو ساتھ اس کے اور زید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح مغازی کے اول میں گزر چکی ہے اور اس جگہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ جنگیں لڑی اور ابو اسحاق کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کی تعداد پہچاننے کی بہت حرص تھی پس سوال کیا اس نے زید رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے۔ (فتح)

٤١١١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

۴۱۱۱۔ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنی جنگیں لڑیں ہیں؟ اس نے کہا سترہ جنگیں میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں؟ کہا انیس جنگیں۔

٤١١٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

۴۱۱۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ جنگیں لڑیں۔

٤١١٣ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ بْنِ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً.

۴۱۱۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ جنگیں لڑیں۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

كِتَابُ تَفْسِيْرِ الْقُرْآنِ. کتاب ہے بیان میں تفسیر آیتوں قرآن کے۔

فائدہ: تفسیر تفعیل ہے مشتق ہے فسر سے اور فسر کے معنی بیان ہیں اور اصل فسر کی نظر کرنا طبیب کی ہے پیشاب میں تا کہ بیماری کو پہچانے اور اختلاف ہے تفسیر اور تاویل میں کہا ابو عبیدہ اور ایک گروہ نے کہ دونوں کے ایک معنی ہیں اور بعض کہتے ہیں تفسیر بیان کرنا ہے مراد لفظ کی اور تاویل بیان کرنا ہے مراد معنی کی۔ (فتح)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ الرَّحِيْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًى وَاحِدٍ كَالْعَلِيْمِ وَالْعَالِمِ. یعنی رحمٰن اور رحیم دونوں اسم مشتق ہیں رحمت سے اور رحیم اور راحم دونوں کے ایک معنی ہیں مانند علیم اور عالم کے۔

فائدہ: اور رحمت کے معنی لغت میں رافت اور انعطاف ہیں اسی بنا پر پس وصف کرنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس کے مجاز ہے انعام اس کے سے اپنے بندوں پر اور وہ صفت فعل کی ہے نہ صفت ذات کی۔ (فتح)

فائدہ: یہ باعتبار اصل معنی کے ہے نہیں تو فعیل کا صیغہ مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے سو اس کے معنی زائد ہیں فاعل کے معنی پر اور کبھی وارد ہوتا ہے صیغہ فعیل کا ساتھ معنی صفت مشبہ کے اور اس میں بھی زیادتی ہے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر ثبوت کے برخلاف مجرد اسم فاعل کے کہ وہ حدوث پر دلالت کرتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ فعیل ساتھ معنی فاعل کے ہے نہ ساتھ معنی مفعول کے اس واسطے کہ کبھی وہ مفعول کے معنی سے آتا ہے پس احتراز کیا اس سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا رحمٰن اور رحیم دونوں کے ایک معنی ہیں اور جمع کرنا دونوں کا واسطے تاکید کے ہے یا دونوں ایک دوسرے کے غیر ہیں باعتبار متعلق کے پس وہ رحمٰن ہے دنیا کا اور رحیم ہے آخرت کا اس واسطے کہ رحمت اس کی دنیا میں ایماندار اور کافر سب کو شامل ہے اور آخرت میں ایماندار کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رحیم ابلغ ہے واسطے اس چیز کے چاہتا ہے اس کو صیغہ فعیل کا اور تحقیق یہ ہے کہ جہت مبالغہ کی دونوں کے درمیان مختلف ہے یعنی رحمٰن میں کسی جہت سے مبالغہ ہے اور رحیم میں کسی اور جہت سے اور روایت کی ہے ابن جریر نے عطاء خراسانی سے کہ جب اللہ کے سوا اور کا نام بھی رحمٰن رکھا گیا مانند مسیلمہ کے تو رحیم کا لفظ لایا گیا واسطے قطع کرنے وہم

کے اس واسطے کہ نہیں صفت کیا جاتا ساتھ دونوں کے کوئی سوائے اللہ کے اور مبارک سے روایت ہے کہ رحمن وہ ہے کہ جب اس سے مانگا جائے تو دے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگے تو غضبناک ہو جائے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ. باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ حق سورہ الحمد کے۔

فائدہ: یعنی فضیلت سے یا تفسیر سے یا عام تر اس سے مع تقیید کے ساتھ شرط اس کی کے ہر وجہ میں۔

وَسُمِّيَتْ أُمَّ الْكِتَابِ لِأَنَّهُ يُبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَأُ بِقِرَآءَتِهَا فِي الصَّلَاةِ. یعنی اور نام رکھا گیا ہے فاتحہ کا ام الکتاب اس واسطے کہ وہ قرآنوں کی ابتدا میں لکھی جاتی ہے اور نماز میں پہلے پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: یہ کلام ہے ابو عبیدہ کا بیچ اول مجاز قرآن کے لیکن اس کا لفظ یہ ہے اور واسطے قرآن کی سورتوں کے کئی نام ہیں ان میں سے یہ ہے کہ سورۂ الحمد کا نام ام الکتاب رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ ابتدا کیا جاتا ہے اس کے ساتھ قرآن کے اول میں اور اس کی قرأت دوہرائی جاتی ہے سو پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں اور اس کو فاتحہ الکتاب بھی کہا جاتا ہے اس واسطے کہ قرآن کو اس کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے سو سارے قرآن سے پہلے لکھی جاتی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوئی مراد اس چیز سے کہ اختصار کیا ہے اس کو بخاری نے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا ام الکتاب اس واسطے کہ ماں چیز کی اس کی ابتدا ہے اور اس کا اصل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا ام الکتاب واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر ان معانی کے جو قرآن میں ہیں ثناء سے اللہ پر اور تعبد سے ساتھ امر ونہی کے اور وعدے اور وعید اور اس چیز پر کہ اس میں ہے ذکر ذات سے اور صفات سے اور فعل سے اور واسطے شامل ہونے اس کے اوپر ذکر مبدأ اور معاد اور معاش کے اور سورۂ فاتحہ کے اور بھی بہت نام ہیں جن کو میں نے اور آثار سے جمع کیا ہے کنز اور وافیہ اور شافیہ اور کافیہ اور سورہ الحمد والحمد للہ اور سورۃ الصلوٰۃ اور سورۃ الشفاء والاساس اور سورۃ الشکر اور سورۃ الدعاء۔ (فتح)

وَالدِّيْنُ الْجَزَآءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ. یعنی ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ میں دین کے معنی بدلہ ہیں نیکی اور بدی میں جیسا تو عمل کرے گا ویسا بدلہ دیا جائے گا۔

فائدہ: اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اصحاب سے روایت کی ہے کہ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ دن حساب کا اور دن جزا کا ہے اور دین کے اور بھی بہت معنی ہیں اُن میں سے ہے عادت اور عمل اور حکم اور حال اور خلق اور اطاعت اور قہر اور ملت اور شریعت اور ورع وغیرہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِالدِّيْنِ﴾ بِالْحِسَابِ یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ آیت ﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ

﴿مَدِيْنِيْنَ﴾ مُحَاسَبِيْنَ.

بالدِّیْنِ﴾. (الإنفطار:۹) کے دین کے معنی حساب ہیں یعنی ہر گز نہیں بلکہ تم حساب کو جھٹلاتے ہو اور کہا آیت ﴿فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ﴾. (الواقعة:۸۶) میں کہ مدینین کے معنی ہیں حساب کیے گئے یعنی اگر تم کسی کے حکم میں نہیں اور کوئی تمہارا حساب لینے والا نہیں تو کیوں نہیں پھیر لاتے مردے کو اگر تم سچے ہو؟۔

٤١١٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾. (الأنفال:۲٤) ثُمَّ قَالَ لِيْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ قُلْتُ لَهٗ أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهٗ.

۴۱۱۴۔ حضرت ابو سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا سو میں نے آپ کا حکم نہ مانا یعنی میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں نے آ کر کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب تم کو بلائے ؟ (تو میں نے کہا یا حضرت کیوں نہیں اگر اللہ نے چاہا پھر ایسا نہ کروں گا) پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ ہے اور افضل ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے نہیں کہا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے؟ یعنی وہ کون سی سورت ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہے یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی ہے۔

فائدہ: نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث میں تقدیم وتاخیر ہے ابوسعید کا قول یا رسول اللہ انی کنت اصلی اصل میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول الم یقل اللہ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾. (الأنفال:۲٤) کے بعد ہے اور کہا کہ گویا اس نے تاویل کی کہ جو نماز میں ہو وہ اس خطاب سے خارج

ہے اور جو تاویل کی ہے قاضی عبدالوہاب اور قاضی ابو الولید نے وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا حکم ماننا نماز میں فرض ہے گنہگار ہوتا ہے آدمی اس کے ترک کرنے سے اور یہ کہ وہ ایک حکم ہے جو حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ میں کہتا ہوں اور جو داؤدی نے دعویٰ کیا ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور جس کی طرف میل کی ہے دونوں قاضیوں نے مالکیہ سے وہ قول شافعیہ کا ہے اوپر خلاف کے نزدیک ان کے بعد قول ان کے ساتھ واجب ہونے اجابت کے کہ کیا نماز باطل ہوتی ہے یا نہیں؟ اور یہ جو کہا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں جو نہیں اتری تورات میں اور نہ انجیل میں اور نہ زبور میں اور نہ قرآن میں اس کے برابر کوئی سورت ہے' کہا ابن تین نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کا ثواب بڑا ہے اور سورتوں سے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جواز فضیلت دینے بعض قرآن کے بعض پر اور البتہ منع کیا اس کو اشعری اور ایک جماعت نے اس واسطے کہ مفضول ناقص ہے افضل کے درجے سے اور اللہ کے نام اور صفتوں اور کلام میں نقص نہیں اور جواب دیا ہے علماء نے اس سے ساتھ اس طور کے کہ معنی کم وبیش ہونے کے یہ ہیں کہ بعض قرآن کا ثواب بڑا ہے بعض سے پس تفضیل تو صرف باعتبار معنوں کے ہے نہ صفت کی وجہ سے اور تائید کرتی ہے تفضیل کی آیت ﴿نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہ لاتے ہیں ہم بہتر اس سے یعنی منفعت میں اور نرمی میں اور رفعت میں اور یہ جو کہا کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی تو ایک روایت میں ہے اِنَّهَا السَّبْعُ الْمَثَانِيْ الخ یعنی سورۂ الحمد سبع مثانی ہے اور ایک روایت میں ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ السبع المثانی اور اس میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ سبع مثانی کے اس آیت میں ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ﴾ سورۂ فاتحہ ہے اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ سبع مثانی کے بڑی سات سورتیں ہیں یعنی اول سورۂ بقرہ سے آخر اعراف تک پھر برأت اور بنا بریں پہلی وجہ کے کہ مراد اس سے سورۂ فاتحہ ہو مراد ساتھ سبع کے آیتیں ہیں اس واسطے کہ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں اور یہ قول سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کو مثانی کیوں کہتے ہیں؟ سو بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس کے ساتھ اللہ کی ثناء کی جاتی ہے اور بعض نے کہا اس لیے کہ یہ اس امت کے واسطے مستثنیٰ کی گئی ہے پہلی امتوں پر نہیں اتری۔ کہا ابن تین نے اس میں دلیل ہے اس پر کہ بسم اللہ الخ قرآن کی آیت نہیں اور اس کے غیر نے اس کے برعکس کہا ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ الحمد الخ کے ساری سورت ہے اور تائید کرتا ہے اس کی کہ اگر مراد صرف ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہوتی تو اس کو سبع مثانی نہ کہا جاتا اس واسطے کہ ایک آیت کو سات آیتیں نہیں کہا جاتا پس دلالت کی اس نے کہ مراد اس کے ساتھ ساری سورت اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ اس کا ایک نام ہے اور اس میں قوت ہے واسطے تاویل شافعی کے

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس جگہ کہا کانوا یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العالمین کہا شافعی نے کہ مراد اس کے ساتھ ساری سورت ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس کے ساتھ کہ اس سورہ کا نام سورۃ الحمدللہ ہے اس کا نام ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ نہیں اور یہ حدیث رد کرتی ہے اس تعاقب کو یعنی اس واسطے کہ اس سے ثابت ہے کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ بھی اس کا نام ہے اور اس حدیث میں ہے کہ امر واسطے فور کے ہے اس واسطے کہ عتاب کیا حضرت ﷺ نے صحابی کو اپنی اجابت کی تاخیر پر اور اس میں استعمال کرنا صیغۂ العموم کا ہے سب احوال میں' کہا خطابی نے اس میں ہے کہ حکم لفظ عام کا یہ ہے کہ جاری ہوا اپنے تمام مقتضیٰ پر اور یہ کہ خاص اور عام جب دونوں آپس میں مقابل ہوں تو ہوتا ہے عام اُتارا گیا خاص پر اس واسطے کہ شارع نے حرام کیا ہے کلام کو نماز میں عام طور پر پھر مستثنیٰ کی گئی اس سے اجابت حضرت ﷺ کے بلانے کی نماز میں اور اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں ہو اور حضرت ﷺ اس کو بلائیں تو حضرت ﷺ کا حکم ماننے سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اسی طرح تصریح کی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت شافعیہ وغیرھم نے اور اس میں بحث ہے واسطے اس احتمال کے کہ آپ کی اجابت یعنی آپ کا حکم ماننا مطلق واجب ہو برابر ہے کہ مخاطب نمازی ہو یا نمازی نہ ہو بہر حال یہ بات کہ اجابت کے ساتھ نماز سے نکلتا ہے یا نہیں سو نہیں حدیث میں جو اس کو لازم پکڑے پس احتمال ہے کہ واجب ہو اجابت اگرچہ جواب دینے والا نماز سے نکلے اور اسی کی طرف میل کی ہے بعض شافعیہ نے اور کہا یہ حکم خاص ہے ساتھ پکارنے کے یا شامل ہے اس چیز کو کہ عام تر ہے اس سے یہاں تک کہ واجب ہو اجابت آپ کی جب کہ سوال کریں اس میں بحث ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن حبان نے اس کے ساتھ کہ اجابت اصحاب کی بیچ قصے ذوالیدین کے اسی طرح تھی اور کہا خطابی نے کہ بیچ قول حضرت ﷺ کے ھی السبع المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیته دلالت ہے اس پر کہ فاتحہ عظیم قرآن ہے اور اس میں بحث ہے واسطے اس احتمال کے کہ آپ کا قول والقرآن العظیم محذوف الخبر ہو اور تقدیر یہ ہو ما بعد الفاتحہ مثلاً یعنی جو فاتحہ کے بعد ہے وہ قرآن عظیم ہے پس ہوگی وصف فاتحہ کی منتہی ساتھ قول آپ کے کی ھی السبع المثانی پھر عطف کیا اوپر قول اپنے کے والقرآن العظیم کو یعنی جو چیز کہ فاتحہ سے زیادہ ہے اور ذکر کیا اس کو واسطے رعایت نظم آیت کے اور ہوگی تقدیر والقرآن العظیم الذی اوتیته زیادة علی الفاتحة یعنی قرآن عظیم وہ ہے جو مجھ کو ملا زیادہ فاتحہ سے۔

تنبیہ: اور استنباط کیا جاتا ہے تفسیر سبع مثانی سے ساتھ فاتحہ کے کہ فاتحہ مکی ہے یعنی مکے میں نازل ہوئی اور یہی ہے قول جمہور کا برخلاف مجاہد کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا ہے اس کے ساتھ اپنے پیغمبر پر اور سورہ حجر بالاتفاق مکی ہے پس دلالت کرتی ہے اس پر کہ سورۂ فاتحہ اس سے پہلے نازل ہوئی کہا حسین بن فضل نے کہ یہ ہفوہ ہے مجاہد سے اس واسطے کہ علماء سب اس کے مخالف ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ فاتحہ سات آیتیں ہیں اور

نقل کیا گیا ہے اس میں اجماع لیکن حسین بن علی جعفی سے آیا ہے کہ وہ چھ آیتیں ہیں اس واسطے کہ اس نے بسم اللہ کو نہیں گنا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾.

باب ہے بیان آیت ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کے۔

فائدہ: کہا عربی والوں نے کہ لا زائدہ ہے واسطے تاکید معنی نفی کے جو مفہوم ہے غیر سے تاکہ نہ وہم کیا جائے عطف ضالین کا الذین انعمت پر اور بعض کہتے ہیں کہ لا ساتھ معنی غیر کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کو قرأت عمر رضی اللہ عنہ کی ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ ذکر کیا ہے اس کو ابو عبیدہ وغیرہ نے ساتھ سند صحیح کے اور وہ تاکید کے واسطے بھی ہے اور روایت کی ہے احمد اور ابن حبان نے عدی بن حاتم کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المغضوب علیھم یہود ہیں اور الضالین نصاریٰ ہیں کہا ابن ابی حاتم نے کہ نہیں جانتا میں درمیان مفسروں کے اختلاف بیچ اس کے، کہا سہیلی نے اور شاہد اس کا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے یہود کے حق میں ﴿فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ اور نصاریٰ کے حق میں ﴿قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾۔ (فتح)

٤١١٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَمَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۴۱۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑ جائے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور روایت کی احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے وائل بن حجر کی حدیث سے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پس کہا آمین اور لمبا کیا اس کے ساتھ اپنی آواز کو اور روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اس کی مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

بیان تفسیر سورۂ بقرہ کا۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ وہ مدینے میں نازل ہوئی اور یہ پہلی سورت ہے کہ اتاری گئی اور آئے گا قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں اتری سورۂ بقرہ اور نساء مگر کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور نہیں داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا پر مگر مدینے میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سکھلائے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام ساری چیزوں کے۔

٤١١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَقَالَ لِيْ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيَأْتُونَ اٰدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحِيْ اِئْتُوْا نُوحًا فَإِنَّهٗ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَهٗ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحِيْ فَيَقُولُ اِئْتُوْا خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُونَهٗ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَأْتُونَهٗ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحِيْ مِنْ رَّبِّهٖ فَيَقُولُ اِئْتُوْا عِيسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُولَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوحَهٗ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۱۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جمع ہوں گے قیامت کے دن یعنی سو غمناک ہوں گے حشر کی مصیبت سے سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تو خوب بات ہے سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ساری چیزوں کے نام سکھلائے سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس تکلیف کی جگہ سے راحت دے تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنے گناہ کو سو شرمائے گا اپنے رب سے لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنے سوال کو اپنے رب سے جو اس کو معلوم نہیں سو شرمائے گا اپنے رب سے سو کہے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے دوست یعنی ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ ان کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جس سے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ کلام کیا اور اس کو توراۃ دی سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے ناحق خون کرنے کو سو شرمائیں گے یعنی اپنے رب سے اور کہیں گے تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا ان کا باپ

وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَنْطَلِقُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنَ لِيْ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَقُوْلُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا﴾.

کوئی نہ تھا اور اس کی روح ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مریم کے شکم میں اپنی روح پھونکی سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں بیشک ان کی اگلی پچھلی بھول چوک سب معاف ہوگئی سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت مانگوں گا مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جب تک کہ چاہے گا پھر حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور کہہ سنا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ویسی تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا سو میرے واسطے ایک اندازہ اور مقدار ٹھہرائی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہو سو میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اپنے رب کی طرف سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اسی طرح کروں گا جس طرح پہلی بار کیا تھا پھر میں سفارش کروں گا سو میرے واسطے ایک اندازہ اور حد ٹھہرائی جائے گی سو میں ان کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا چوتھی بار سو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی جس کو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں یعنی مشرکین اور کافرین، کہا ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمہ اللہ نے کہ قرآن سے مراد یہ آیت ہے کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے شفاعت کی حدیث کو واسطے قول اہل موقف کے کہ آدم علیہ السلام کو کہ اللہ نے تجھ کو

ساری چیزوں کے نام سکھلائے اور اس میں اختلاف ہے کہ ناموں سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ اس کی اولاد کے نام مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں کے نام مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنسوں کے نام ہیں سوائے ان کی انواع کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان سب چیزوں کے نام کہ زمین میں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر چیز کا نام یہاں تک کہ پیالے کا نام بھی بتلا دیا۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ﴾ أَصْحَابِهِمْ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ.

یعنی کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ﴾ کہ مراد شیاطین سے ان کے یار ہیں منافقوں اور مشرکوں سے۔

فائدہ: اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بعض یہودی مرد ایسے تھے کہ جب اصحاب سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے دین پر ہیں اور جب اپنے شیطانوں یعنی یاروں کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور متعدی کرنا خلوا کا ساتھ الی کے واسطے نص کرنے کے ہے اوپر انفراد کے یعنی اکیلے ہوتے ہیں۔ (فتح)

﴿مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ اَللّٰهُ جَامِعُهُمْ.

یعنی اور ﴿مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ جمع کرنے والا ہے ان کو دوزخ میں

فائدہ: یہ جملہ معترضہ ہے درمیان جملہ ﴿يَجْعَلُوْنَ أَصَابِعَهُمْ﴾ اور جملہ ﴿يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ﴾ کے۔

﴿عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا.

یعنی آیت ﴿لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾ میں خاشعین سے مراد ایماندار لوگ ہیں جو ثابت ہیں۔

فائدہ: اور کہا ابو العالیہ نے کہ مراد خوف کرنے والے ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ يَعْمَلُ بِمَا فِيْهِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ آیت ﴿خُذُوْا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ﴾ یعنی جو دیا ہم نے تم کو ساتھ قوت کے یعنی ساتھ عمل کرنے کے اس چیز پر کہ اس میں ہے۔

فائدہ: اور کہا ابو العالیہ نے قوت سے مراد طاعت ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اس کے کوشش ہے۔

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿مَرَضٌ﴾ شَكٌّ.

یعنی اور کہا ابو العالیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ کی کہ مراد مرض سے شک ہے یعنی ان کے دلوں میں شک ہے۔

فائدہ: اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مرض کے معنی ریا ہیں اور کہا قتادہ نے بیچ آیت ﴿فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ کہ مرض سے مراد نفاق ہے یعنی زیادہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو نفاق میں۔

﴿صِبْغَةٌ﴾ دِيْنٌ. یعنی آیت ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ﴾ سے مراد اللہ کا دین ہے۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ یہود اپنے بیٹوں کو یہودی کرنے کے واسطے رنگتے تھے اور اسی طرح نصاریٰ بھی اور اللہ کا رنگ اسلام ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس کے ساتھ نوح علیہ السلام اور اس کے بعد سب پیغمبر بھیجے گئے اور شاید لفظ صبغہ کا واسطے مشاکلت کے ہے اس واسطے کہ نصاریٰ اپنی اولاد کو پیدا ہونے کے وقت رنگتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ وہ ان کو پاک کرتے ہیں سو مسلمانوں کو کہا گیا کہ لازم پکڑو اللہ کے دن کو اس واسطے کہ وہ بہت پاک کرنے والا ہے۔

﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ عِبْرَةٌ لِّمَنْ بَقِيَ. یعنی اور کہا ابو العالیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا﴾ کہ کیا ہم نے اس قصے کو عبرت واسطے ان لوگوں کے کہ ان کے روبرو تھے۔

فائدہ: یعنی عقوبت واسطے اس چیز کے کہ گزری ان کے گناہوں سے اور ان کے پیچھے والوں کے یعنی عبرت اور دہشت واسطے ان لوگوں کے جو باقی رہے آدمیوں سے۔

﴿لَا شِيَةَ فِيهَا﴾ لَا بَيَاضَ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسُوْمُوْنَكُمْ﴾ يُوْلُوْنَكُمْ ﴿الْوَلَايَةُ﴾ مَفْتُوْحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوْبِيَّةُ إِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ. یعنی آیت ﴿مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا﴾ میں لا شية فيها کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سفید نہیں، اور کہا ابو العالیہ کے غیر نے یعنی قاسم بن سلام نے کہا آیت ﴿يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ﴾ میں کہ یسومونکم کے معنی ہیں یولونکم یعنی اٹھاتے تھے تم کو عذاب پر اور طلب کرتے تھے اس کو تم سے اور ولایت ساتھ فتح واؤ کے مصدر ولا کی ہے اور وہ ربوبیت سے بمعنی ہر چیز کا مالک ہونا اور جب واؤ کو زیر دی جائے تو اس کے معنی سرداری کے ہیں۔

فائدہ: یہ کلام ابو عبیدہ کی ہے آیت ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ﴾. (الکھف: ٤٤) میں اور ذکر کیا ہے بخاری نے اس کلمے کو اس جگہ اگرچہ سورہ کہف میں ہے نہ سورۂ بقرہ میں تاکہ قوی کرے یسومونکم کی تفسیر کو ساتھ یولونکم کے اور احتمال ہے کہ سوم کے معنی دوام کے ہوں یعنی تم کو ہمیشہ عذاب دیتے تھے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوْبُ الَّتِيْ تُؤْكَلُ یعنی اور کہا بعضوں نے کہ جو اناج کہ کھایا جاتا ہے سب

كُلُّهَا فُوْمٌ. فوم ہے۔

فائدہ: یہ محکی ہے عطاء اور قتادہ سے کہ فوم ہر اناج ہے کہ پکایا جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ سے روایت ہے کہ فوم کے معنی گندم ہیں۔

﴿فَادَّارَاتُمْ﴾ اخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فَبَآءُوْا﴾ فَانْقَلَبُوْا وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ يَسْتَنْصِرُوْنَ.

یعنی آیت ﴿فَادَّارَاتُمْ﴾ کے معنی ہیں اختلاف اور جھگڑا کیا تم نے اس میں، اور کہا قتادہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿فَبَآءُ وْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ کے کہ باؤ کے معنی ہیں پھرے یعنی آیت ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ میں یَسْتَفْتِحُوْنَ کے معنی ہیں مدد مانگتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے کہ ابن اسحاق نے سیرت نبوی میں عاصم بن عمر سے اس نے روایت کی اپنے شیخوں سے کہا کہ ہمارے اور یہود کے حق میں یہ آیت اتری اور یہ اس واسطے ہے کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں ان پر غالب تھے سو وہ کہتے تھے کہ عنقریب ایک پیغمبر بھیجا جائے گا اس کا زمانہ قریب ہوا سو ہم اس کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے سو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی پیروی کی تو یہود کافر ہوئے آپ کے ساتھ پس یہ آیت اتری۔

﴿شَرَوْا﴾ بَاعُوْا.

یعنی معنی شروا کے آیت ﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ﴾ میں باعوا ہے یعنی بہت بری چیز ہے جن پر بیچا انہوں نے اپنی جانوں کو۔

﴿رَاعِنَا﴾ مِنَ الرُّعُوْنَةِ إِذَا أَرَادُوْا أَنْ يُّحَمِّقُوْا إِنْسَانًا قَالُوْا رَاعِنًا.

یعنی رَاعِنَا مشتق ہے رعونت سے جب چاہتے تھے کہ کسی آدمی کو حماقت کی طرف منسوب کریں تو کہتے تھے رَاعِنًا۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اس شخص کے قول کی بنا پر جو راعنا کو تنوین کے ساتھ پڑھتا ہے یعنی دو زبر کے ساتھ اور یہ قرأت حسن بصری کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صفت ہے واسطے مصدر محذوف کے یعنی نہ کہو قولا راعنا یعنی قول رعونت والا اور احتمال ہے کہ قول تسمیہ شامل ہو یعنی اپنے پیغمبر کا نام راعن نہ رکھو اور راعن احمق ہے اور جمہور نے راعنا کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے اس بنا پر کہ وہ فعل امر ہے مراعات سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیے گئے اس سے اس واسطے کہ وہ کلمہ مساوات اور برابری کو چاہتا ہے۔

﴿لَا تَجْزِىْ﴾ لَا تُغْنِىْ.

یعنی آیت ﴿لَا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ﴾ میں تجزی کے معنی ہیں نہ دور کرے گا کوئی نفس کسی سے کچھ چیز۔

﴿خُطُوَاتِ﴾ مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنٰى اٰثَارُهٗ.

یعنی آیت ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ میں خطوات مشتق ہیں خطو سے اور اس کے معنی قدم ہیں یعنی نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔

﴿اِبْتَلٰى﴾ اِخْتَبَرَ.

یعنی آیت ﴿وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ﴾ میں ابتلی کے معنی ہیں آزمایا اور جانچا۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کے واسطے کوئی شریک اور حالانکہ تم جانتے ہو۔

٤١١٧ - حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ.

۴۱۱۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا بیشک یہ تو بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھائے' میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التوحید میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾.

یعنی باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اُتارا تم پر من اور سلویٰ کھاؤ صاف چیزیں جو دیں ہم نے تم کو اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَّالسَّلْوٰى الطَّيْرُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ من گوند ہے درخت کی اور سلویٰ پرندہ جانور ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ من درختوں پر اترتا تھا سو جتنا چاہتے تھے کھاتے تھے اور کہا سدی نے کہ من ترنجبین کی مانند تھا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ من ان پر گرتا تھا جیسے برف گرتی ہے

دودھ سے زیادہ سفید تھا اور شہد سے زیادہ میٹھا اور ان اقوال میں منافات نہیں۔ (فتح)

٤١١٨ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ.

۴۱۱۸۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھمبی من کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی اور ایک روایت میں باب کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ کھمبی من کی قسم سے ہے جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا اور اس کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی تفسیر میں اور ظاہر ہوا خطابی پر کہ اس نے کہا ہے کہ اس جگہ اس حدیث کے داخل کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور البتہ معلوم ہو چکی ہے وجہ داخل کرنے اس کے کی اس جگہ۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو محفوظ ہو کر اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو ہمارے گناہ بخش ہم بخشیں گے تقصیریں تمہاری اور زیادہ بھی دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔

﴿رَغَدًا﴾ وَاسِعٌ كَثِيْرٌ.

یعنی رغدا کے معنی ہیں فراخ بہت یعنی گزران فراخ اور بعض کہتے ہیں کہ رغدا وہ ہے جس پر حساب نہیں۔

٤١١٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ فَبَدَّلُوْا وَقَالُوْا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ.

۴۱۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں تا کہ ہم تم کو بخشیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا سو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسٹتے اور کہا دانہ بال میں بہتر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ اعراف میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ﴾. باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو دشمن ہو جبریل علیہ السلام کا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ سبب عداوت کا واسطے جبرئیل علیہ السلام کے یہ ہے کہ اس کو حکم تھا کہ پیغمبری کو ہمیشہ یہود میں رکھے سو اس نے پیغمبری کو ان کے غیروں میں نقل کیا اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ ان کے بھیدوں پر واقف ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور صحیح تر دونوں وجہ سے یہ ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آئے گا کہ وجہ عداوت کی یہ ہے کہ وہ ان پر عذاب اتارتا ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبْرُ وَّمِيكَ وَسَرَافُ عَبْدٌ إِيْلُ اللّٰهُ. اور کہا عکرمہ نے کہ جبر اور میک اور اسراف کے معنی ہیں بندہ اور ایل عبرانی میں اللہ کو کہتے ہیں یعنی اللہ کا بندہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ ہے اور میکائیل کا نام عبداللہ ہے اور اسرافیل کا نام عبدالرحمن ہے۔

٤١٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ أَرْضٍ يَّخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلٰى أَبِيْهِ أَوْ إِلٰى أُمِّهٖ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرِيْلُ انِفًا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَّأْكُلُهٗ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ

۴۱۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں تشریف لانے کی خبر سنی اور وہ زمین میں پھل چنتا تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کا سوال کرتا ہوں جن کو سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا سو فرمایئے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اور بہشتی لوگ پہلے پہل کیا کھانا کھائیں گے؟ اور کیا چیز بچے کو اپنے باپ یا ماں کی صورت پر کھینچتی ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ان کی ابھی خبر دی کہا جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہاں کہا یہ فرشتہ یہود کا دشمن ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ جو کوئی دشمن ہو جبریل علیہ السلام کا تو کیا نقصان ہے سو اس نے اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر بہرحال قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور پہلا کھانا جس کو بہشتی لوگ کھائیں گے سو مچھلی کی کلیجی کی بڑھی نوک ہوگی اور جب مرد کی منی عورت کی

كَبِدِ حُوْتٍ وَّإِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَّإِنَّهُمْ إِنْ يَّعْلَمُوْا بِإِسْلَامِيْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَانْتَقَصُوْهُ قَالَ فَهٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

منی پر سبقت اور غلبہ کرے تو مرد لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر سبقت کرے تو عورت لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتی ہے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، یا حضرت! یہود قوم بڑے مفتری ہیں اور بیشک اگر وہ جانیں گے کہ میں مسلمان ہوا تو مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی میرے اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے میرا حال ان سے دریافت کیجیے (اور عبداللہ مکان کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے) سو یہودی آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیسا شخص ہے تم میں عبداللہ بن سلام؟ تو یہود نے کہا وہ ہم میں افضل ہے اور افضل کا بیٹا ہے اور ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے' حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ یہود نے کہا اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں سو یہود نے کہا یہ شخص ہم میں نہایت برا ہے اور برے شخص کا بیٹا ہے اور ان کو نہایت گھٹایا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں اسی بات سے ڈرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی اکثر شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ یہ فرشتہ یہود کا دشمن ہے سو حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ جو کوئی دشمن ہو جبرئیل علیہ السلام کا تو ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ ہی نے آیت پڑھی واسطے رد کرنے قول یہود کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ آیت اس وقت اتری ہو اور یہی معتمد ہے سو البتہ روایت کیا ہے احمد اور ترمذی اور نسائی نے اس کے نازل ہونے کے سبب میں قصہ سوائے قصے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہود حضرت ﷺ کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم آپ

سے سوال کرتے ہیں پانچ چیزوں کا اگر تم ہم کو وہ بتلاؤ گے تو ہم پہچان لیں گے کہ تم پیغمبر ہو پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ انہوں نے سوال کیا اس چیز سے کہ حرام کی یعقوب علیہ السلام نے اپنی جان پر اور پیغمبر کی نشانی سے اور رعد سے اور اس کی آواز سے اور عورت لڑکی لڑکا کس طرح سے جنتی ہے اور کون فرشتہ آسمان سے خبر لاتا ہے سو حضرت ﷺ نے ان پر عہد و پیمان لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے پاس کون فرشتہ خبر لاتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام فرمایا اور نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر کبھی مگر کہ وہ اس کا دوست ہے تو یہود نے کہا کہ اب ہم تجھ کو نہیں مانتے اگر کوئی اور فرشتہ تیرا دوست ہوتا تو ہم تجھ سے بیعت کرتے اور تجھ کو سچا جانتے فرمایا تم کس سبب سے اس کو سچا نہیں جانتے؟ کہا وہ ہمارا دشمن ہے پس اتری یہ آیت اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات سنتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کس طرح تصدیق کرتی ہے قرآن کی سو حضرت ﷺ یہود پر گزرے تو کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی کیا جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے؟ تو ان کے عالم نے کہا کہ ہاں! کہا پھر تم اس کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟ کہا کہ ایک فرشتہ ہمارا دشمن ہے اور وہ اس کی پیغمبری کے ساتھ رفیق ہے پس ذکر کی حدیث اور یہ کہ وہ حضرت ﷺ کو ملے حضرت ﷺ نے ان پر یہ آیت پڑھی پس یہ طریقے بعض بعض کو قوی کرتے ہیں اور دلالت کرتے ہیں اس پر کہ سبب نزول آیت کا قول یہودی مذکور کا ہے نہ قصہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اور گویا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام یہود کا دشمن ہے تو حضرت ﷺ نے اس پر یہ آیت پڑھی اس حال میں کہ ذکر کرنے والے تھے اس کے سبب نزول کو واللہ اعلم۔ اور حکایت کی ہے ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبب عداوت یہود کا یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ان کو خبر دی تھی کہ بخت نصر بیت المقدس کو خراب کرے گا تو یہود نے ایک مرد کو بھیجا کہ اس کو مار ڈالے سو پایا اس نے اس کو جوان ضعیف سو جبرائیل علیہ السلام نے اس کو اس کے مارنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے تمہارے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا ہے تو تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اگر اس کے سوائے کوئی اور ہے تو تو اس کو ناحق کیوں مارتا ہے؟ تو اس کو اس نے چھوڑ دیا پھر بخت نصر بڑا ہوا اور اس نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور یہود کو مار ڈالا اور بیت المقدس کو خراب کیا تو وہ جبرائیل علیہ السلام کو اس سبب سے برا جاننے لگے اور ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ خطاب کیا تھا وہ عبداللہ بن صوریا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ جو ہم منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا اس کے برابر۔

٤١٢١ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

۴۱۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا عمر

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ وَّأَقْضَانَا عَلِيٌّ وَّإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ وَّذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُوْلُ لَا أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا﴾.

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ ہم میں زیادہ قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور زیادہ ٹھیک حکم کرنے والے احکام دین میں علی رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ ہم چھوڑتے ہیں بعض قول ابی رضی اللہ عنہ کا اور وہ قول یہ ہے کہ ابی کہتا ہے میں نہیں چھوڑتا کوئی چیز قرآن کی جس کو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہم منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں اس کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جس کو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لیا نہیں چھوڑتا میں اس کو واسطے کسی چیز کے اس واسطے کہ اس کے سننے کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے اس کو علم قطعی ساتھ اس کے پس جب خبر دے اس کو کوئی غیر آپ کا آپ سے برخلاف آپ کے تو نہ قائم ہوگا معارض واسطے اس کے یہاں تک کہ قطعی علم کے درجے کو پہنچے اور نہیں حاصل ہوتا ہے اکثر اوقات اور یہ جو کہا کہ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الخ تو یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے حجت پکڑی اس نے اس کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر اور اشارہ کیا اس کے ساتھ اس کی طرف کہ اکثر اوقات وہ منسوخ آیت پڑھتا ہے یعنی جس کی تلاوت منسوخ ہے اس واسطے کہ اس کو اس کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا اور حجت پکڑی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے جواز وقوع نسخ کے ساتھ اس آیت کے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا سو کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیت سے یا بھلا دیتے ہیں اس کو اور نیز ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو وحی اتری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دن میں بھول گئے پس یہ آیت اتری اور استدلال کیا گیا ہے اس آیت کے ساتھ اوپر واقع ہونے نسخ کے برخلاف اس کے جو مخالف ہو سو اس کو منع کیا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا کہ یہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور جواب دیا گیا ہے کہ سیاق اور سبب نزول اس میں تھا اس واسطے کہ وہ اتری اس کے جواب میں جو اس سے منکر ہو۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اور کہتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے اولاد وہ سب سے نرالا ہے۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے یہود خیبر اور نصاریٰ نجران کے سے اور جو کہتا تھا عرب کے مشرکین سے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان پر رد کیا۔ (فتح)

۴۱۲۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّيْ لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيْدَهُ كَمَا كَانَ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِيْ وَلَدٌ فَسُبْحَانِيْ أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا.

۴۱۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ لائق نہ تھا اور اس نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ لائق نہ تھا سو میرا جھٹلانا تو اس کے اس قول میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کبھی دوسری بار نہ بنائے گا جیسے کہ اس نے مجھ کو پہلی بار بنایا اور لیکن گالی دینا اس کا مجھ کو سو اس کے اس قول میں ہے جو اس نے میرے حق میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے اور میں پاک ہوں اس سے کہ پکڑوں بیوی یا بیٹا۔

فائدہ: اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے اولاد بتانے کو گالی نام رکھا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ اس میں ہے گھٹانے سے اس واسطے کہ اولاد تو بیوی سے ہوتی ہے جو اس کے ساتھ حائل رہے پھر اس کو جنے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ پہلے نکاح ہوا ہو اور ناکح چاہتا ہے باعث کو اوپر اس کے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ان سب چیزوں سے اور اس کی شرح سورۂ اخلاص میں آئے گی۔

بَابٌ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ ﴿مَثَابَةً﴾ يَثُوْبُوْنَ يَرْجِعُوْنَ.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ ٹھہراؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز اور مثابۃ مصدر ہے یثوبون کا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ پھرتے ہیں اس کی طرف۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾ اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے مثابۃ کی تفسیر میں کہ اس میں آتے ہیں پھر اپنے گھر والوں کی طرف پھر جاتے ہیں پھر اس کی طرف آتے ہیں نہیں پوری کرتے اس سے حاجت۔

۴۱۲۳ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِيْ ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ

۴۱۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے موافقت کی اپنے رب سے تین چیزوں میں یا موافقت کی مجھ سے میرے رب نے تین چیزوں میں میں نے کہا یا حضرت! اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز ٹھہرائیں تو خوب ہو؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ٹھہراؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز اور دوسری یہ کہ میں نے کہا یا حضرت!

أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَآئِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِّنْكُنَّ حَتّٰى أَتَيْتُ إِحْدٰى نِسَآئِهِ قَالَتْ يَا عُمَرُ أَمَا فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَآئَهُ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿عَسٰى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ.

داخل ہوتا ہے آپ پر نیک اور بد یعنی ہر قسم کا آدمی آپ کے پاس آتا ہے سو اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں یعنی اپنی بیوبوں کو پردے کا حکم فرمائیں تو خوب ہو؟ سو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت اتاری' کہا اور پہنچا مجھ کو جھڑکنا حضرت ﷺ کا اپنی بعض بیویوں کو سو میں ان کے پاس گیا میں نے کہا اگر تم باز رہو تو بہتر ہے نہیں تو بدل دے گا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بہتر تم سے یہاں تک کہ میں آپ کی ایک بیوی کے پاس آیا اس بیوی نے کہا اے عمر! کیا نہیں حضرت ﷺ میں وہ چیز کہ نصیحت کریں اس کے ساتھ اپنی عورتوں کو تا کہ تو ان کو نصیحت کرے یعنی جب خود حضرت ﷺ ہم کو کچھ نہیں کہتے تو پھر تو ہم کو کیوں کہتا ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اگر پیغمبر تم سب کو چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں اس کو عورتیں تم سے بہتر یقین رکھنے والیاں آخر تک اور کہا ابن ابی مریم نے خبر دی ہم کو یحییٰ بن ایوب نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے حمید نے اس نے کہا سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: غرض اس حدیث سے ثابت کرنا سماع حمید کا ہے انس رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: کہا ابن جوزی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلب کی عمر رضی اللہ عنہ نے پیروی ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے باوجود منع ہونے نظر کے تورات میں اس واسطے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول سنا تھا ﴿إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنْ اتَّبِعْ إِلَّا مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ﴾ پس معلوم کیا اس نے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی بھی اسی شریعت سے ہے اور اس واسطے کہ خانہ کعبہ اس کی طرف منسوب ہے اور اس کے دونوں قدم کا نشان مقام میں مانند لکھنے بانی کے ہے بنا میں تا کہ یاد رکھا جائے اس کے ساتھ اس کے مرنے کے بعد پس انہوں نے دیکھا کہ مقام کے پاس نماز پڑھنا مانند پڑھ لینے طواف کرنے والے کے ہے ساتھ خانے کعبے کے نام اس کے بانی کا اور یہ مناسبت لطیف ہے اور ہمیشہ رہا نشان قدم ابراہیم علیہ السلام کا ظاہر موجود مقام میں معروف نزدیک حرم والوں کے اور موطا میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مقام کو دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں کا اس میں نشان تھا لیکن وہ نشان لوگوں کے ہاتھ

پھیرنے سے مٹ گیا اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم ہوا لوگوں کو نماز پڑھنے کا اس کے نزدیک اور نہ حکم ہوا ان کو ہاتھ پھیرنے کا اس کے اوپر اور تھا مقام ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ملا ہوا بیت اللہ کے ساتھ یہاں تک کہ ہٹایا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی طرف کہ اب وہ اس میں ہے اور نہیں انکار کیا اصحاب نے عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اور نہ ان کے پچھلوں نے پس ہو گیا اجماع اور شاید عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اگر اس کو وہاں رکھا جائے تو لازم آئے گی اس سے تنگی طواف کرنے والوں پر یا نمازیوں پر پس رکھا جائے اس کو ایسی جگہ میں کہ دور ہو ساتھ اس کے حرج اور میسر ہو اس کو یہ اس واسطے کہ اُس نے اشارہ کیا تھا ساتھ ٹھہرانے اس کے جائے نماز اور اسی نے پہلے پہلے اس پر حجرہ بنایا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب اٹھانے لگا ابراہیم علیہ السلام بنیادیں اس گھر کی اور اسماعیل علیہ السلام اے رب ہمارے! قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا۔

اَلْقَوَاعِدُ أَسَاسُهٗ وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ.

یعنی قواعد کے معنی ہیں بنیادیں اور یہ جمع ہے اس کا واحد قاعدہ ہے۔

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ.

یعنی اور جو قواعد کا لفظ کہ عورتوں کے حق میں آیا ہے اس کا واحد قاعد ہے بغیر ھا کے۔

فائدہ: کہا طبری نے اختلاف ہے بیچ ان بنیادوں کے جن کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے اٹھایا تھا کہ کیا ان دونوں نے ان کو از سر نو اٹھایا تھا یا وہ اُن سے پہلے تھیں پھر روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ اس سے پہلے تھیں اور روایت کی طبری نے عطاء سے کہ کہا آدم علیہ السلام نے اے رب! میں فرشتوں کی آواز نہیں سنتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے واسطے ایک گھر بنا پھر گھوم گرد اس کے جیسے کہ تو نے فرشتوں کو دیکھا کہ گرد ہوئے اس گھر کے جو آسمانوں میں ہے پس گمان کرتے ہیں لوگ کہ آدم علیہ السلام نے اس کو پانچ پہاڑ سے بنایا اور یہ جو کہا کہ قواعد عورتوں سے الخ تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ جمع کا مشترک ہے اور ظاہر ہوتا ہے فرق ساتھ واحد کے پس جمع عورتوں کی جو بیٹھیں حیض اور استمتاع سے واحد اس کا قاعد ہے بغیر ہا کے اور گر نہ تخصیص ہوتی ان کی اس کے ساتھ تو البتہ ثابت رہتی ہا۔ (فتح)

٤١٢٤ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۴۱۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے کعبے کو بنایا اور انہوں نے اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا یا حضرت! آپ اس کو پھر

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرٰى أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ.

بنائیے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یونہی کرتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں نہیں گمان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دینا ان دونوں رکنوں کا جو حجر اسود سے قریب ہیں مگر اسی واسطے کہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر پورا نہیں ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ کہو ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو اتارا گیا ہماری طرف۔

٤١٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کو مسلمانوں کے واسطے عربی زبان میں بیان کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کو نہ سچا جانو اور نہ جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو ہم پر اترا۔

فائدہ: یعنی جب کہ ہوئی وہ چیز کہ خبر دیتے ہیں تم کو اس کے ساتھ محتمل واسطے اس کے کہ نفس الامر میں سچ ہو اور تم اس کو جھٹلاؤ یا جھوٹ ہو اور تم اس کو سچ جانو تو تم حرج میں پڑو اور نہیں وارد ہوئی نہی جھٹلانے اپنے ان کے سے اس

چیز میں کہ وارد ہوئی ہے شرع ہمارے برخلاف اس کے اور نہ سچا جاننے ان کے سے اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے شرع ہمارے موافق اس کے تنبیہ کی ہے اس پر شافعی نے اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے توقف بحث شروع کرنے سے مشکل چیزوں میں اور جزم کرنا ان میں ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو ظن میں اور اس پر محمول ہوگا جو آیا ہے سلف سے اس میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اب کہیں گے بیوقوف لوگ کس چیز نے پھیرا مسلمانوں کو اپنے قبلے سے جس پر وہ تھے تو کہہ اللہ کا ہے مشرق ومغرب چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر۔

فائدہ: سفہ کے معنی ہیں کم عقل اور اس میں اختلاف ہے کہ سفہاء سے کون لوگ مراد ہیں سو کہا براء رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وہ یہود ہیں روایت کی ہے اُن سے طبری نے اور سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ منافقین ہیں اور مراد سفہاء کے ساتھ کفار اور اہل نفاق اور یہود ہیں لیکن کفار سو کہا انہوں نے جب کہ قبلہ پھیرا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قبلے کی طرف پھرا اور عنقریب ہمارے دین کی طرف پھرے گا اس واسطے کہ اس نے معلوم کر لیا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور بہر حال اہل نفاق سو انہوں نے کہا کہ اگر پہلے حق پر تھا تو جس چیز کی طرف اب انتقال کیا وہ باطل ہے اور اسی طرح بالعکس اور یہود نے کہا کہ پیغمبروں کے قبلے کی مخالفت کی اور اگر پیغمبر ہوتا تو پیغمبروں کے قبلے کی مخالفت نہ کرتا اور جب ان بیوقوفوں کی گفتگو بہت ہوئی تو یہ آیتیں اتریں ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ﴾ سے ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ﴾ تک۔ (فتح)

٤١٢٦ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَّكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهُ صَلّٰى أَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ صَلّٰى مَعَهُ فَمَرَّ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ

۴۱۲۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش لگتا تھا کہ آپ کا قبلہ خانے کعبے کی طرف ہو جائے اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز خانے کعبے کی طرف پڑھی اور ایک جماعت نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی سو جن لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان میں سے ایک مرد نکلا اور ایک مسجد والوں پر گزرا اور وہ رکوع میں تھے اس نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانے کعبے کی طرف نماز پڑھی سو وہ

لَقَدْ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَیْتِ وَكَانَ الَّذِیْ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَیْتِ رِجَالٌ قُتِلُوْا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِیْهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ إِیْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾.

بدستور کعبے کی طرف پھر گئے یعنی اسی حالت میں کعبے کی طرف پھر گئے اور نماز کو از سر نو شروع نہ کیا اور تھے وہ لوگ کہ مرے اول قبلے پر پہلے پھرنے سے کعبے کی طرف بہت مرد کہ شہید ہوئے سو ہم نے نہ جانا کہ ہم ان کے حق میں کیا کہیں؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا یقین لانا تحقیق اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا مہربان ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت مختار تا کہ تم گواہی دو لوگوں پر اور رسول ہو تم پر گواہ۔

٤١٢٧ ـ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ وَّأَبُوْ أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِیْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ وَّقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُدْعٰى نُوْحٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یَا رَبِّ فَیَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ لِأُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَیَقُوْلُوْنَ مَا أَتَانَا مِنْ نَّذِیْرٍ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّشْهَدُ لَكَ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّأُمَّتُهٗ فَتَشْهَدُوْنَ أَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ ﴿وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا﴾ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا﴾ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

۴۱۲۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلایا جائے گا نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن تو کہے گا اے رب میرے میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا؟ یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام سنا دیے تو اس کی امت سے کہا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو پیغام پہنچایا تھا؟ تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تیرے دعوے کا کون گواہ ہے جو تیری گواہی دے؟ تو نوح علیہ السلام کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہ ہیں سو تم لوگ گواہی دو گے کہ بیشک نوح علیہ السلام نے ان کو پیغام پہنچا دیا تھا اور ہو گا رسول تم پر گواہ سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو امت عادل اور افضل تا کہ تم گواہ ہو لوگوں پر اور رسول تم پر گواہ ہو اور وسط کے معنی ہیں عدل یعنی عادل۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کو کہا جائے گا کہ تم نے کس طرح جانا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا سو وہ کہیں گے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہم کو خبر دی کہ بیشک پیغمبروں نے پیغام پہنچا دیا تھا سو ہم نے اپنے پیغمبر کو سچا جانا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تعمیم سمجھی جاتی ہے سو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں کہ ہوں گے گواہ لوگوں پر قیامت کے دن ہوں گے گواہ قوم نوح پر اور قوم ہود پر اور قوم صالح پر اور قوم شعیب پر اور ان کے سوا اور امتوں پر یہ کہ بیشک ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی امت سے نہیں مگر کہ وہ چاہے گا ہماری اس امت سے ہو کوئی پیغمبر نہیں جس کو اس کی قوم نے جھٹلایا مگر کہ ہم اس پر گواہ ہوں گے قیامت کے دن یہ کہ بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ جو کہا امۃ وسطا تو کہا طبری نے کہ وسط کے معنی خیار ہیں یعنی مختار اور میری رائے یہ ہے کہ معنی وسط کے آیت میں وہ جزر (تنا) ہے جو دو طرف کے درمیان واقع ہوتی ہے اور معنی یہ ہیں کہ وہ وسط ہیں یعنی میانہ رو ہیں واسطے میانہ روی کرنے ان کے دین میں پس نہیں زیادتی کی ہے انہوں نے مانند زیادتی نصاریٰ کی اور نہیں قصور کیا انہوں نے مانند قصور یہود کے میں کہتا ہوں کہ آیت میں جو وسط تو سط کے معنی کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے اور معنی مراد نہ رکھے جائیں جیسے کہ نص کی ہے اس پر حدیث نے کہ وسط کے معنی عدل ہیں پس نہیں مغایرت ہے درمیان حدیث کے اور درمیان مدلول آیت کے یعنی پس حدیث میں وسط کے معنی عادل کے ہیں یعنی کیا ہم نے تم کو امت عادل اور افضل اور مختار اور آیت میں وسط کے معنی میانہ روی کے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ٹھہرایا ہم نے قبلے کو جس پر تو تھا یعنی بیت المقدس کو مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کہ کون پیروی کرتا ہے رسول کی اور کون پھر جاتا ہے الٹے پاؤں اور البتہ یہ بات بھاری ہے مگر ان پر جن کو راہ دی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا یقین لانا البتہ اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا مہربان ہے۔

٤١٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ الصُّبْحَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ

۴۱۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ فجر کی نماز پڑھتے تھے مسجد قباء میں کہ اچانک کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر قرآن اتارا کہ قبلے کی طرف منہ کریں سو کعبہ کی طرف منہ کرو

أُنْزِلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْآنًا أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا فَتَوَجَّهُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

سو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ إِلٰى ﴿عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منہ آسمان کی طرف یعنی واسطے امید منہ کرنے کے کعبے کی طرف عما تعملون تک۔

٤١٢٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ.

۴۱۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں باقی رہا کوئی ان لوگوں میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی میرے علاوہ۔

فائدہ: یعنی نماز طرف بیت المقدس کے اور کعبے کے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ انس رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے سب سے پیچھے فوت ہوئے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو تین برس کی تھی اور ظاہر یہ ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے یہ اور بعض اصحاب جو پیچھے مسلمان ہوئے تھے موجود تھے پھر پیچھے رہے انس رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ جو اصحاب بصرہ میں فوت ہوئے ان سب سے پیچھے یہی فوت ہوئے کہا ہے اس کو علی بن مدینی اور بزار وغیرہ نے اور مراد ساتھ قبلة ترضاها کے کعبہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تو لائے کتاب والوں کے پاس ساری نشانیاں تو ہرگز نہ چلیں گے تیرے قبلے پر آخر تک۔

٤١٣٠ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ جَآءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّأُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ

۴۱۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ فجر کی نماز پڑھتے تھے مسجد قباء میں کہ اچانک ایک مرد ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ البتہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا اور آپ کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا خبردار سو اس کی طرف منہ کرو اور لوگوں کے منہ شام یعنی بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ اپنے منہ سے

أَلَا فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا بِوُجُوْهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ.

کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَآئَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کہ کہ جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو ممترین تک۔

٤١٣١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآئَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۴۱۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ البتہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کرنے کا سو کعبے کی طرف منہ کرو اور ان کے منہ بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہر ایک کے واسطے ایک طرف ہے کہ وہ منہ کرنے والا ہے اس طرف سو تم جلدی کرو نیکیوں میں جس جگہ تم ہو گے اللہ تم کو اکٹھا کر لائے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

٤١٣٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ.

۴۱۳۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو کعبے کی طرف پھیرا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جس جگہ سے کہ تو نکلے سو منہ کر مسجد حرام کی طرف اور بیشک یہ حق ہے

وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ شَطْرَهُ تِلْقَاؤُهُ.

تیرے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کام سے اور شطرہ کے معنی ہیں اس کی طرف یعنی اس آیت ﴿فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ میں۔

٤١٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَيْنَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ إِذْ جَآءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ فَأُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَاسْتَدَارُوْا كَهَيْئَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ.

۴۱۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا سو اس نے کہا آج رات کو حضرت ﷺ پر قرآن اتارا گیا سو آپ ﷺ کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کرنے کا سو اس کی طرف منہ کرو سو وہ بدستور پھر گئے اور خانے کعبے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا منہ شام کی طرف تھا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جس جگہ سے تو نکلے سو منہ کر مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ کہ تم ہوا کرو سو منہ کرو اسی کی طرف تھتدون تک۔

٤١٣٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ إِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْقِبْلَةِ.

۴۱۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ آج رات کو حضرت ﷺ پر قرآن اتارا گیا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں سو اس کی طرف منہ کرو اور ان کے منہ بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں سو جو کوئی حج کرے خانے کعبے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾.

کا یا عمرہ کرے تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں کے درمیان اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدر دان ہے سب جانتا ہے۔

شَعَآئِرُ عَلَامَاتٌ وَّاحِدَتُهَا شَعِيْرَةٌ.

یعنی شعائر کے معنی علامتیں ہیں اور یہ لفظ جمع کا ہے اور اس کا واحد شعیرۃ ہے۔

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِيْ لَا تُنْبِتُ شَيْئًا وَّالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا وَالصَّفَا لِلْجَمِيْعِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ صفوان (جو آیت کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ میں واقع ہے) کہ معنی پتھر ہیں اور کہا جاتا ہے کہ صفا پتھر ہموار ہے جو کسی چیز کو نہ اگائے اور واحد صفوانۃ ہے اور صفا واسطے جمع کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابو عبیدہ کا ہے کہ صفوان جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد صفوانہ ہے اور اس کے اور صفاء کے معنی ایک ہیں یعنی سخت پتھر اور صفا بھی جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد صفانۃ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفا اسم جنس ہے فرق کیا جاتا ہے اس کے درمیان اور اس کے واحد کے درمیان تا کہ ساتھ۔ (فتح)

٤١٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَمَا أُرٰى عَلٰى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ

۴۱۳۵۔ عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور میں اس دن نوجوان تھا بھلا بتلا تو کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں سو جو حج کرے کعبے کا یا عمرہ بجا لائے تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں کے درمیان سو نہیں دیکھتا میں گناہ کسی پر یہ کہ طواف نہ کرے درمیان دونوں کے یعنی مجھ کو اس آیت سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ جو حج یا عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہرگز نہیں اگر اس آیت کے یہ معنی ہوتے جیسے تو کہتا ہے تو یہ آیت اس طرح ہوتی کہ نہیں گناہ اس کو جو ان کے درمیان نہ دوڑے یعنی حرف نفی کے ساتھ ہوتی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری کہ وہ مناۃ بت

حذْوَ قُدَيْدٍ وَّكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

کے واسطے احرام باندھتے تھے اور مناۃ قدید کے مقابل تھا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کو گناہ جانتے تھے سو جب اسلام آیا اور انصار مسلمان ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں، الخ۔

فائدہ: اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اس میں بیان ہے سبب نزول اس آیت کا۔

٤١٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نَرٰى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

۴۱۳۶۔ حضرت عاصم بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم پوچھا؟ سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم گمان کرتے تھے کہ وہ جاہلیت کی رسموں سے ہے سو جب اسلام آیا تو ہم ان سے باز رہے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ' الخ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللهِ﴾ يَعْنِيْ أَضْدَادًا وَّاحِدُهَا نِدٌّ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے اوروں کو دوست اور انداد کے معنی اضداد ہیں اور اس کا واحد ند ہے۔

فائدہ: تفسیر انداد کی اضداد کے ساتھ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اور ند کے معنی ہیں نظیر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ ند کے معنی عدل ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ند کے معنی ہیں اشباہ یعنی مانند۔

٤١٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَّقُلْتُ أُخْرٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللهِ نِدًّا

۴۱۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بات فرمائی اور میں نے دوسری بات کہی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ پکارتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اس کا شریک جان کر تو وہ دوزخ میں گیا یعنی جو اللہ کے سوا کسی اور کو بھی اس عالم کا

دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَّاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

مالک جانے اور اس کو نفع یا نقصان کا مختار سمجھے تو وہ مشرک دوزخی ہے اور میں نے کہا کہ جو مرگیا اس حالت میں کہ نہ پکارتا تھا اللہ تعالیٰ تعالیٰ کے سوا اور کو اس کا شریک جان کر وہ بہشت میں جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ ﴿عُفِيَ﴾ تُرِكَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو! لازم ہوا تم پر بدلہ مارے ہوؤں میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام عذاب الیم تک عفی کے معنی ہیں چھوڑا گیا۔

٤١٣٨ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيْ بِإِحْسَانٍ ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَتَلَ بَعْدَ قَبُوْلِ الدِّيَةِ.

۴۱۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں بدلہ تھا اور دیت نہ تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ مارے ہوؤں میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت سو جن کو معاف ہو اس کے بھائی سے یعنی مسلمان مقتول کے خون سے کچھ چیز تو اس کا حکم پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی ولی مقتول کا حسن معاملہ کے ساتھ مطالبہ کرے نہ سختی سے پس عفو یہ ہے کہ قبول کرے دیت کو عمد میں تو پیچھے لگنا ہے موافق دستور کے اور پہنچانا ہے خون بہا کا اس کی طرف خوشی سے یعنی قاتل دیت خوشی سے ادا کرے نہ دیر اور وقت سے یعنی طلب کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی اس چیز سے کہ لکھی گئی تم سے اگلوں پر سو جو کوئی زیادتی کرے اس کے بعد یعنی قتل کرے قاتل کو دیت قبول کرنے کے بعد تو اس کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اس کی شرح دیات میں آئے گی۔

٤١٣٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۴۱۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ.

فرمایا کہ کتاب اللہ کی قصاص ہے یعنی بدلہ ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے بیچ تفسیر اس آیت کی ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ الخ کہ یہ آیت تفسیر کی محتاج ہے اس واسطے کہ معاف ہونا چاہتا ہے کہ طلب ساقط ہو پس اتباع اور مطالبہ کے کیا معنی ؟ اور جواب دیا ہے اس نے اس کے ساتھ کہ معاف کرنا آیت میں محمول ہے معاف کرنے پر بشرط دیت کے پس باوجہ ہوگا اس وقت مطالبہ اور داخل ہوگا اس میں بعض مستحق قصاص کا اس واسطے کہ وہ ساقط ہوتا ہے اور منتقل ہوگا حق نہ معاف کرنے والے کا دیت کی طرف پس مطالبہ کرے گا اپنے حصے کے ساتھ۔ (فتح)

٤١٤٠ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوْا إِلَيْهَا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَعَرَضُوا الْأَرْشَ فَأَبَوْا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

۴۱۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع اس کی پھوپھی نے ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا سو اس کے وارثوں نے اس سے معافی مانگی اس لڑکی کے مالکوں نے نہ مانا پھر انہوں نے ارش یعنی تاوان پیش کیا اس کو بھی انہوں نے نہ مانا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کچھ نہ مانا مگر بدلہ لینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے دانت توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا اس کا دانت نہ توڑا جائے گا' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! قرآن میں حکم بدلہ لینے کا ہے سو اس لڑکی کی قوم تاوان لینے پر راضی ہوئی اور بدلہ معاف کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے یعنی جس چیز پر قسم کھائیں کہ فلاں بات ایسے ہوگی تو ویسے ہی کر دیتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! لکھا گیا تم پر روزہ رکھنا جیسے لکھا گیا تم سے اگلوں پر شاید کہ تم

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾. پرہیز گار ہو جاؤ۔

فائدہ: کتب کے معنی ہیں کہ تم پر فرض ہوا اور مراد ساتھ مکتوب فیہ کے لوح محفوظ ہے یعنی اس میں لکھا گیا ہے اور یہ جو کہا کہ جیسے تم سے اگلوں پر فرض ہوا تو اس تشبیہ میں اختلاف ہے کہ کیا وہ حقیقت پر ہے یعنی ہو بہو رمضان کا روزہ اگلوں پر لکھا گیا یا مراد روزہ ہے بغیر وقت اور انداز اس کے کی اس میں دو قول ہیں اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ تم سے اگلی امتوں پر بھی فرض کیا تھا اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور یہی قول ہے حسن بصری رحمہ اللہ اور سدی اور قتادہ وغیرہ کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہے نفس روزے پر اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور مسند کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم اور طبری نے معاذ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب اور تابعین سے اور زیادہ کیا ہے ضحاک نے کہ ہمیشہ رہا روزہ مشروع نوح علیہ السلام کے زمانے سے اور یہ جو کہا کہ شاید تم پرہیز گار ہو جاؤ تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو تم سے اگلے لوگ تھے ان پر روزے کا فرض ہونا از قسم بار گراں تھا جن کے ساتھ ان کو تکلیف دی گئی اور بہر حال یہ امت پس تکلیف دینا اس کو روزے کے ساتھ اس واسطے ہے تا کہ ہو روزہ سبب واسطے بچنے کے گناہ سے اور حائل ہو درمیان ان کے اور گناہ کے۔ (فتح)

٤١٤١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عَاشُوْرَآءُ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَصُمْهُ.

۴۱۴۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے سو جب رمضان کا روزہ اترا یعنی فرض ہوا تو فرمایا کہ جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

٤١٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ عَاشُوْرَآءُ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۴۱۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ رمضان کے روزے کے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ رکھتے تھے سو جب رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے تو فرمایا کہ جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

٤١٤٣ ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمُ عَاشُوْرَآءُ

۴۱۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہوا اس کے پاس اشعث اور وہ کھانا کھاتا تھا سو اشعث نے کہا کہ آج عاشورے کا دن ہے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عاشورے کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے رکھا

فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ.

جاتا تھا سو جب رمضان اترا تو اس کا روزہ چھوڑا گیا سو نزدیک ہو کر کھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر تو روزے دار نہیں تو کھا؟ اور نسائی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو نہ ہم کو اس کا حکم ہوا اور نہ اس سے منع ہوا اور ہم اس کا روزہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلم میں ہے اور ستدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ اس پر کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہوا اور بحث اس کی روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور وارد کرنا اس حدیث کا ترجمہ میں مشعر ہے اس کے ساتھ کہ بخاری کی میل دوسرے قول کی طرف ہے یعنی اگلی امتوں میں رمضان کا روزہ فرض نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر رمضان کا روزہ اگلوں کے واسطے مشروع ہوتا تو حضرت ﷺ اس کا روزہ رکھتے اور اول عاشورے کا روزہ نہ رکھتے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا عاشورے کا روزہ رکھنا نہ تھا مگر توقیف سے اور نہیں نقصان کرتا ہم کو اختلاف ان کا کہ اس کا روزہ فرض تھا یا نفل۔ (فتح)

٤١٤٤ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُهٗ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهٗ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهٗ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيْضَةَ وَتُرِكَ عَاشُوْرَآءُ فَكَانَ مَنْ شَآءَ صَامَهٗ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَصُمْهُ.

۴۱۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت قریش عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور حضرت ﷺ بھی اس کا روزہ رکھتے تھے سو جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو عاشورے کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر جب رمضان کا روزہ اترا تو رمضان فرض ہوا اور عاشورے کا روزہ چھوڑا گیا سو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ روزہ رکھو کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو لازم ہے گنتی اور دنوں سے اور جن کو طاقت ہے روزہ رکھنے کی (اور نہ رکھیں) تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اس کو بہتر ہے اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو؟۔

وَقَالَ عَطَآءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

اور کہا عطاء نے کہ ہر بیماری سے روزہ نہ رکھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مطلق بغیر تقیید کسی بیماری کے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے ابن جریج سے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کس بیماری سے روزہ نہ رکھے؟ کہا ہر بیماری سے روزہ کھولنا جائز ہے میں نے کہا روزہ رکھے جب بیماری اس پر غالب ہو تو کھول ڈالے کہا ہاں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس حد میں کہ جب مکلّف آدمی اس حد کو پہنچے تو اس کو روزہ کھولنا جائز ہو اور جمہور اس پر ہیں کہ وہ بیماری ہے کہ جائز کرے اس کے واسطے تیمّم کو پانی کے موجود ہونے کے وقت اور وہ اس وقت ہے جب کہ خوف کرے اپنی جان پر اگر بدستور روزہ رکھے رہے یا اپنے کسی عضو پر یا خوف کرے بیماری کے زیادہ ہونے کو جو اس کے ساتھ شروع ہوئی یا اس کے دراز ہونے کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ جب حاصل ہو انسان کے واسطے ایسی حالت کہ مستحق ہو اس کے ساتھ بیماری کے نام کو یعنی اس کو بیمار کہا جائے تو جائز ہے اس کو نہ رکھنا روزے کا اور وہ عطاء کے قول کی مانند ہے اور حسن اور نخعی سے روایت ہے کہ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھ نہ سکے تو روزہ نہ رکھے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الْمُرْضِعِ أَوِ الْحَامِلِ إِذَا خَافَتَا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِّسْكِينًا خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّأَفْطَرَ قِرَآءَةُ الْعَامَّةِ ﴿يُطِيقُونَهٗ﴾ وَهُوَ أَكْثَرُ.

اور کہا حسن اور ابراہیم نے اس عورت کے حق میں جو لڑکے کو دودھ پلائے اور حاملہ عورت کے حق میں کہ جب دونوں خوف کریں اپنی جان پر یا اپنی اولاد پر تو روزہ نہ رکھیں پھر قضاء کریں اور بہر حال بہت بوڑھا جب روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو جائز ہے روزہ نہ رکھنا اس واسطے کہ کھلائی انس رضی اللہ عنہ نے گوشت روٹی ایک محتاج کو اس کے بعد کہ بوڑھے ہوئے یعنی سو برس کی عمر میں ایک سال یا دو سال اور روزہ نہ رکھا اور قرأت عام لوگوں کی یطیقونه ہے یعنی اطاق یطیق سے اور یہ اکثر ہے۔

٤١٤٥ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فَلَا يُطِيقُوْنَهٗ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْمَرْأَةُ

۴۱۴۵۔ حضرت عطاء سے روایت ہے کہ اس نے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پڑھتا تھا ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ یعنی ساتھ زبر طاء اور تشدید واؤ کے کہا یعنی جو تکلیف دیئے جائیں روزے کی اور اس کو نہ رکھ سکیں تو فدیہ ہے۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت منسوخ نہیں وہ بہت بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے واسطے ہے کہ روزہ نہ رکھ سکیں

الْكَبِيْرَةُ لَا يَسْتَطِيْعَانِ أَنْ يَّصُوْمَا فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا.

پس چاہیے کہ ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلائیں۔

فائدہ: یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور اکثر علماء اس کے مخالف ہیں اور اس سے پچھلی حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہ آیت منسوخ ہے اور یہ قرأت ضعیف کرتی ہے اس شخص کی تاویل کو جو گمان کرتا ہے کہ لا محذوف ہے قرأت مشہور سے اور معنی یہ ہیں کہ وَعَلَى الَّذِيْنَ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ یعنی جو روزہ نہیں رکھ سکتے ان پر بدلہ ہے اور جواب یہ ہے کہ کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے وعلى الذين يطيقونه الصيام اذا افطروا فدية یعنی جو روزہ رکھ سکتا ہے جب افطار کرے تو اس پر فدیہ ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ ابتداء اسلام میں یہ حکم تھا پھر منسوخ ہوا اور ہوا بدلہ واسطے عاجز کے جب کہ روزہ نہ رکھے اور روزے کے بیان میں ابن ابی لیلیٰ کی حدیث گزر چکی ہے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت ﷺ کے اصحاب نے کہ جب رمضان کا روزہ اترا تو لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار ہوا سو جو لوگ روزہ رکھ سکتے تھے ان میں سے بعض ہر روز ایک دن کا محتاج کو کھانا کھلا دیتے تھے اور روزہ نہیں رکھتے تھے اور ان کو اس کی رخصت ملی تھی پھر منسوخ کیا اس کو اس آیت نے ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت پر نسخ نہیں اس واسطے کہ وہ ٹھہراتے ہیں فدیہ کو اس پر کہ تکلیف دیا جائے ساتھ روزے کے اور وہ اس پر قادر نہ ہو سو روزہ کھول ڈالے اور کفارہ دے اور یہ حکم باقی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے شافعی کے واسطے اور اس کے موافقوں کے واسطے کہ بہت بوڑھا اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے جب ان پر روزہ دشوار ہو اور روزہ کھول ڈالیں تو ان پر فدیہ ہے برخلاف مالک کے اور جو اس کے موافق ہے اور اختلاف ہے حامل اور مرضع میں اور جو روزہ نہ رکھے بڑھاپے کے سبب سے پھر قوی ہو قضاء کرنے پر اس کے بعد سو کہا شافعی اور احمد نے کہ قضاء کریں اور کھانا کھلائیں اور کہا اوزاعی اور کوفے والوں نے کہ اس پر کھلانا نہیں یعنی صرف قضا کرنا کافی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اس کا روزہ رکھے۔

٤١٤٦ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَرَأَ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ﴾ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ.

۴۱۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ﴾ کہا یہ آیت منسوخ ہے۔

فائدہ: یہ صریح ہے بیچ دعویٰ نسخ کے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن منذر نے اس آیت کی جہت سے ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ معنی یہ کہ روزہ رکھو تو تمہارے واسطے بہتر ہے اس واسطے کہ اگر ہوتی یہ آیت بہت بوڑھے کے حق میں جو

روزہ نہ رکھ سکے تو نہ مناسب تھا کہ کہا جاتا کہ روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے باوجود اس کے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (فتح)

٤١٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيْدَ.

۴۱۴۷۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اتری یہ آیت کہ جو روزہ رکھ سکتے ہیں ان پر بدلہ ہے ایک محتاج کو کھانا کھلانا تو جو چاہتا تھا کہ روزہ نہ رکھے وہ روزہ نہ رکھتا تھا اور بدلہ دیتا تھا یہاں تک کہ اس کی پچھلی آیت اتری سو اس نے اس کو منسوخ کر ڈالا' کہا بخاری نے فوت ہو گیا بکیر یزید سے پہلے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی صریح ہے اس کے منسوخ ہونے میں اور صریح تر اس سے وہ حدیث ہے جو ابن ابی لیلیٰ سے پہلے گزری۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے ہو سو معاف کیا تم کو اور درگزر کی تم سے سو اب ملو ان سے اور طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھا ہے۔

٤١٤٨ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوْا لَا يَقْرَبُوْنَ النِّسَآءَ رَمَضَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ رِجَالٌ يَخُوْنُوْنَ أَنْفُسَهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿عَلِمَ اللّٰهُ

۴۱۴۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا روزہ اترا تو لوگ سارا رمضان اپنی عورتوں سے جماع نہیں کرتے تھے اور بعض لوگ اپنی چوری کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ تعالیٰ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے ہو، آخر آیت تک۔

أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ﴾.

فائدہ: روزے کے بیان میں بھی براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے گزر چکا ہے کہ جب اصحاب سو جاتے تھے تو پھر کھاتے پیتے نہیں تھے اور یہ کہ یہ آیت اس باب میں اتری اور میں نے وہاں بیان کیا ہے کہ آیت دونوں امروں میں اتری اور ظاہر سیاق باب کی حدیث کا یہ ہے کہ جماع تمام رات دن میں منع تھا برخلاف کھانے پینے کے کہ اس کی رات کو اجازت تھی سونے سے پہلے لیکن باقی حدیثیں جو اس باب میں وارد ہیں دلالت کرتی ہیں اوپر نہ ہونے فرق کے کہ جماع بھی رات کو جائز تھا پس محمول ہوگا یہ قول اس کا کہ عورتوں سے جماع نہیں کرتے تھے اکثر اوقات پر یعنی کبھی کبھی کرتے تھے واسطے تطبیق کے حدیثوں میں اور یہ جو کہا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے تو ان میں سے ہیں عمر رضی اللہ عنہ اور کعب رضی اللہ عنہ پس روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ روزہ تین حالوں پر بدلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو ہر مہینے روزے رکھتے اور عاشورے کا روزہ رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ فرض کیا اور یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! تم پر روزہ لکھا گیا پس ذکر کی حدیث یہاں تک کہ کہا کہ کھاتے تھے پیتے تھے اور عورتوں سے صحبت کرتے تھے جب تک نہ سوتے پھر جب سو جاتے تو باز رہتے پھر ایک انصاری مرد نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گیا سو صبح کو اٹھا حالت تکلیف میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سونے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا عورتوں سے آخر تک اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان میں لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ جب کوئی دن کو روزہ رکھتا اور شام کو سو جاتا تو اس پر کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا یہاں تک کہ اگلے دن روزہ کھولتا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشاء کے بعد باتیں کر کے پھرے اور اپنی عورت سے جماع کرنا چاہا اس نے کہا کہ میں سو گئی تھی کہا تو جھوٹی ہے پھر اس سے جماع کیا اور اسی طرح کعب رضی اللہ عنہ نے کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿يَتَّقُوْنَ﴾ ﴿الْعَاكِفُ﴾ الْمُقِيْمُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید دھاری سیاہ سے فجر کی پھر پورا کرو روزہ رات تک اور نہ لگو اُن سے جب اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یتقون تک عاکف کے معنی ہیں مقیم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿سَوَآءَ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ﴾ یعنی برابر ہے اس میں رہنے والا اور گنوار۔

٤١٤٩ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ أَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ حَتّٰى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبِيْنَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادِيْ عِقَالَيْنِ قَالَ إِنَّ وِسَادَكَ إِذًا لَعَرِيْضٌ أَنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ.

۴۱۴۹۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اونٹ باندھنے کی رسی ایک سفید اور ایک سیاہ لی سو میں نے کچھ رات گئے اس کو دیکھا سو وہ دونوں مجھ کو صاف نظر نہ آئیں سو جب صبح ہوئی تو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اپنے تکیے کے نیچے دو رسیاں رکھی تھیں یعنی سو مجھ کو صاف نظر نہیں آئیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا تکیہ بہت چوڑا ہے اگر سفید اور سیاہ رسی تیرے تکیے کے نیچے ہے یعنی اگر دونوں خط تیرے تکیے کے نیچے ہیں تو کوئی چیز اس سے زیادہ چوڑی نہیں یعنی تو احمق ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا مطلب سفید اور سیاہ رسی سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

٤١٥٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا ﴿الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ أَهُمَا الْخَيْطَانِ قَالَ إِنَّكَ لَعَرِيْضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

۴۱۵۰۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے کیا وہ دونوں دھاگے ہیں؟ فرمایا البتہ تیرا سر پچھلی طرف سے بہت چوڑا ہے یعنی تو احمق ہے اگر تو بھی دونوں رسیاں دیکھے بلکہ وہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

٤١٥١ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ وَأُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يُنْزَلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ

۴۱۵۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو سفید رسی سیاہ رسی سے اور نہ اتری من الفجر یعنی اتنا جملہ اس کے ساتھ نہ اترا اور بعض مردوں کا حال یہ تھا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تھے تو کوئی اُن میں سے اپنے پاؤں میں سفید رسی اور سیاہ رسی باندھتا اور ہمیشہ کھاتا رہتا یہاں تک کہ دونوں اس کو صاف نظر آتیں سو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد من الفجر اتارا یعنی سفید اور سیاہ دھاری فجر کی سو انہوں نے معلوم کیا کہ

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَهُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ.

مراد رات اور دن کی سیاہی اور سفیدی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نیکی یہ نہیں کہ آؤ گھروں میں چھت پر سے یعنی حالت احرام میں لیکن نیکی وہ ہے جو بچتا رہے اور آؤ گھروں میں دروازوں سے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پہنچو۔

٤١٥٢ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانُوْا إِذَا أَحْرَمُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

۴۱۵۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ جب احرام باندھتے تو اپنے گھروں میں چھت پر سے آتے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نیکی نہیں کہ آؤ گھروں میں ان کی چھت سے الخ۔

فائدہ: ذکر کی بخاری نے یہ حدیث براء رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب نزول اس آیت کے اور پہلے گزر چکی ہے اس کی شرح حج میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور ہو جائے دین محض اللہ کے واسطے پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر۔

٤١٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِيْ فَقَالَا أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَّكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ

۴۱۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنے میں دو مرد اس کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ بیشک لوگ البتہ ہلاک ہوئے یا کہ وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اختلاف اور فساد سے اور تو عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے سو کیا چیز مانع ہے تجھ کو نکلنے سے کہ تو نکل کر اس فتنے وفساد کو ہٹائے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منع کرتا ہے مجھ کو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا خون حرام کیا ہے ان دونوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فتنہ؟ سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا

وَأَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ فُلَانٌ وَّحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ تَحُجَّ عَامًا وَّتَعْتَمِرَ عَامًا وَّتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيْهِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ إِيْمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَأَدَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ ﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهِ إِمَّا قَتَلُوْهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُوْنَهُ حَتّٰى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ قَالَ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَأَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا أَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ أَنْ تَعْفُوْا عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ

ہم ان سے لڑے یہاں تک کہ نہ باقی رہا فتنہ فساد اور ہوا دین محض اللہ کے واسطے سو تم چاہتے ہو کہ لڑوں تا کہ فساد ہو اور ہو دین غیر اللہ کے واسطے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہا نافع نے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کس سبب سے تو ایک سال حج کرتا ہے اور ایک سال عمرہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں لڑتا البتہ تو نے جانا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رغبت دلائی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بھائی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے پر اور پانچ نماز پر اور رمضان کے روزے پر اور زکوٰۃ کے ادا کرنے پر اور خانے کعبے کے حج کرنے پر، اس نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا تو نہیں سنتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر اگر سرکشی کرے ایک دوسرے پر تو لڑو اس سے جو زیادتی کرے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا اور اس وقت اسلام کم تھا اور مرد اپنے دین میں مبتلا ہوتا تھا یا اس کو مار ڈالتے تھے یا اس کو دکھ دیتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا اور نہ باقی رہا کوئی فساد اس مرد نے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ سے تو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا اور تم نے اس سے معاف کرنے کو برا جانا اور علی رضی اللہ عنہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچیرا بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہے پس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس کہا کہ یہ ہے گھر اس کا جہاں تم دیکھتے ہو۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ فَقَالَ هٰذَا بَيْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتا جو کوئی امام کی فرمانبرداری سے نکلے اس کے ساتھ لڑنے کو اس نے جہاد کہا اور اس کو اور کفار کے جہاد کو برابر کیا باعتبار اپنے اعتقاد کے اگرچہ ٹھیک اس کے غیر کے نزدیک اس کا خلاف ہے اور یہ کہ جو وارد ہوا ہے جہاد کی ترغیب میں وہ خاص ہے ساتھ لڑائی کفار کے برخلاف لڑائی باغیوں کے اس واسطے کہ وہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ثواب کفار کے جہاد کے ثواب کے برابر نہیں خاص کر جب کہ اس کا باعث دنیا کا لالچ ہو اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب عبدالملک بن مروان ملک کا حاکم بنا تو اس وقت مکے میں لوگوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ مکے میں خلیفہ ہوئے عبدالملک نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت طلب کی اس نے نہ مانا عبدالملک نے حجاج کو لشکر دے کر مکے میں بھیجا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں جا کر مار ڈالے سو نابکار نے مکے میں آ کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا اور بہت فساد کیا اور یہ واقعہ ۷۳ھ ہجری میں تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اَلتَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور تہلکہ اور ہلاک کے ایک معنی ہیں۔

٤١٥٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ ﴿وَأَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ.

۴۱۵۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر کہ خرچ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں الخ کہا اتری یہ آیت خرچ کرنے میں۔

فائدہ: یعنی بیچ نہ خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے مسلم کی روایت میں مفصل آ چکا ہے روایت کی ہے مسلم وغیرہ نے ابو ایوب وغیرہ سے کہ ہم قسطنطنیہ میں تھے سو روم والوں کی ایک بڑی جماعت نکلی تو ایک مسلمان نے رومیوں کی جماعت پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان میں داخل ہوا پھر پھر کر سامنے آیا سو لوگ چلائے کہ سبحان اللہ اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تم اس آیت کو اس معنی پر محمول کرتے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ آیت ہم گروہ انصار کے حق میں اتری جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے مددگار بہت ہوئے تو ہم نے آپس میں پوشیدہ کہا کہ ہمارے مال املاک ضائع ہوئے سو اگر ہم

ان میں ٹھہریں اور جو ان سے ضائع ہوا اس کو درست کریں تو خوب ہو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سو تھا مراد ہلاکت سے اس آیت میں ٹھہرنا ہمارا جو ہم نے چاہا اور صحیح ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین سے مانند اس کے اس آیت کی تاویل میں اور ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ انصار صدقہ کیا کرتے تھے ایک سال قحط پڑا اور وہ خیرات کرنے سے باز رہے تو یہ آیت اتری اور ابن جریر وغیرہ نے براء سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اس مرد کے حق میں اتری جو گناہ کرتا ہے سو اپنا ہاتھ ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہیں اور پہلا سبب نزول کا ظاہر تر ہے واسطے شروع کرنے آیت کے ساتھ ذکر خرچ کرنے کے پس وہی معتمد ہے اس کے نزول میں لیکن عبرت واسطے عموم لفظ کے ہے۔

مسئلہ: بہر حال حملہ کرنا ایک کا بہت پر سو تصریح کی ہے جمہور نے اس کے ساتھ کہ اگر ہو یہ واسطے بہت دلاوری اس کی کے اور گمان اس کے کی کہ وہ اس کے ساتھ دشمن کو ڈرائے گا یا ابھارے کرے گا مسلمانوں کو اوپر ان کے یا مانند اس کے مقاصد صحیحہ سے تو یہ بہتر ہے اور اگر نمود ہو تو یہ منع ہے خاص کر جب کہ مترتب ہو اس پر سستی مسلمانوں کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو تم میں بیمار ہو یعنی حالت احرام میں یا اس کو سر میں دکھ ہو تو بدلہ ہے۔

٤١٥٥ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ فِدْيَةٍ مِّنْ صِيَامٍ فَقَالَ حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ طَعَامٍ وَّاحْلِقْ رَأْسَكَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً.

۴۱۵۵۔ حضرت عبداللہ بن معقل سے روایت ہے کہ میں اس کوفہ کی مسجد میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اس سے فدیہ میں روزے رکھنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس اٹھایا گیا یعنی حالت احرام میں اور جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہو گی کیا تجھ کو ایک بکری نہ ملے گی؟ میں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تو تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا ہر محتاج کو ڈیڑھ سیر اور آدھی چھٹانک گندم دے اور اپنا سر منڈا ڈال سو یہ آیت خاص میرے حق میں اتری اور وہ تمہارے واسطے عام ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو فائدہ لے عمرہ سے حج کے ساتھ ملا کر تو لازم ہے اس پر جو آسان ہو قربانی سے۔

٤١٥٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْمُتْعَةِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْاٰنٌ يُّحَرِّمُهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهٖ مَا شَآءَ.

۴۱۵۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری آیت تمتع کی قرآن میں سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا اور نہیں اترا قرآن جو اس کو حرام کرے اور نہ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہاں تک کہ فوت ہوئے کہا ایک مرد نے اپنی رائے سے جو چاہا یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہ وہ حج اور عمرہ جمع کرنے کو منع کرتے تھے۔

فائدہ: ذکر کی بخاری نے اس باب میں حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب نزول اس آیت کے اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾.

باب ہے اس بیان میں اس آیت کے کہ کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا یعنی حج کے موسم میں۔

٤١٥٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوْا أَنْ يَّتَّجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ.

۴۱۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز جاہلیت کے وقت کے بازار تھے کہ لوگ حج کے موسم میں ان میں تجارت کیا کرتے تھے سو انہوں نے گناہ جانا یعنی اسلام لانے کے بعد تجارت کرنے کو حج کے موسم میں تو یہ آیت اتری کہ نہیں تم پر گناہ کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا حج کے موسم میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر پھرو جہاں سے سب لوگ پھریں یعنی عرفات سے نہ مزدلفہ سے۔

٤١٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

۴۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو ان کا دین رکھتا تھا مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے یعنی نہ عرفات میں

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ قُرَيْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَآئِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

اور لوگ قریش کو حمس کہتے تھے یعنی اپنے دین میں سخت اور باقی سب عرب کے لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے سو جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات میں آئیں پھر وہاں ٹھہریں پس اس سے پھریں سو یہی مراد ہے اس آیت سے پھر پھرو جہاں سے لوگ پھرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤١٥٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَطَّوَّفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتّٰى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا رَكِبَ إِلٰى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهٗ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ أَيَّ ذٰلِكَ شَآءَ غَيْرَ أَنَّهٗ إِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ لَهٗ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ كَانَ اٰخِرُ يَوْمٍ مِّنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتّٰى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ يَّكُوْنَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوْا مِنْهَا حَتّٰى يَبْلُغُوْا جَمْعًا الَّذِيْ يَبِيْتُوْنَ بِهٖ ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوْا ثُمَّ أَفِيْضُوْا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوْا

۴۱۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طواف کرے مرد خانے کعبے کا جب تک کہ حلال ہو یعنی کعبے میں مقیم ہو یا عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا ہو یہاں تک کہ حج کا احرام باندھے سو جب عرفہ کی طرف سوار ہو تو قربانی دے جو آسان ہو اس کو اونٹ یا گائے یا بکری جو اس کو اس سے میسر ہو جس کو چاہے لیکن اگر اس کو قربانی میسر نہ ہو تو لازم ہے اس پر تین روزے حج کے دنوں میں اور ان تین روزوں کا وقت عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ سے پہلے ہے اور اگر تینوں دن سے پچھلا دن عرفہ کا ہو تو نہیں ہے اس پر کچھ گناہ پھر چاہیے کہ چلے یہاں تک کہ عرفات میں کھڑا ہو عصر کی نماز سے یہاں تک کہ اندھیرا ہو پھر چاہیے کہ چلیں عرفات سے جب کہ اس سے پھریں یہاں تک کہ پہنچیں مزدلفہ میں جس میں نیکی طلب کی جاتی ہے پھر چاہیے کہ یاد کریں اللہ کو بہت یا کہا تکبیر اور تہلیل بہت کہیں، راوی کو شک ہے پہلے اس سے کہ صبح کرو پھر چلو مزدلفہ سے اس واسطے کہ لوگ پھرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر پھرو جہاں سے لوگ پھرتے ہیں اور بخشش مانگو اللہ

يُفِيْضُوْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ حَتّٰى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ.

سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان یہاں تک کہ تم جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عصر کی نماز سے اندھیرا ہونے تک یعنی حاصل ہو اندھیرا ساتھ ڈوبنے سورج کے اور قولہ عصر کی نماز سے تو احتمال ہے کہ مراد اس کے اول وقت سے ہو اور یہ وقت ہونے سائے چیز کے ہے مثل اس کی اور ہوگا یہ وقت بعد گزر جانے وقت قیلولہ کے اور تمام ہونے راحت کے تا کہ وقوف کرے خوش دل سے اور احتمال ہے کہ مراد عصر کی نماز کے بعد ہو اور حالانکہ وہ پڑھی جاتی ہے نماز ظہر کے بعد جمع تقدیم کے ساتھ اور واقع ہو وقوف اس کے بعد سو اس میں اشارہ ہے طرف لینے افضل چیز کو یعنی اندھیرا ہونے تک وقوف کرنا افضل ہے نہیں تو وقت وقوف کا دراز ہوتا ہے فجر تک اور یہ جو کہا کہ حتي ترموا الجمرة تو یہ غایت ہے قول اس کے کی ثم افيضوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کوئی ان میں وہ ہے جو کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

٤١٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

۴۱۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے یعنی اپنی دعا میں کہ اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں نعمت اور آخرت میں نعمت اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ وَقَالَ عَطَآءٌ اَلنَّسْلُ الْحَيَوَانُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے وہ سخت جھگڑالو ہے اور کہا عطاء نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ﴾ کے کہ نسل کے معنی ہیں حیوان یعنی اور ہلاک کرتا ہے کھیتی اور جانوروں کو۔

٤١٦١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۴۱۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں دشمن بڑا سخت جھگڑالو ہے اور کہا عبداللہ نے حدیث بیان کی مجھ سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابن جریج نے الخ۔

حَدَّثَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: غرض اس سے ثابت کرنا سماع سفیان کا ہے ابن جریج سے کہ پہلی سند میں اس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَأْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ﴾ إِلٰی ﴿قَرِیْبٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ بہشت میں چلے جاؤ اور ابھی تم پر نہیں آئے احوال ان کے جو تم سے آگے گزرے پہنچی ان کو سختی اور تکلیف قریب تک۔

٤١٦٢ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِی مُلَیْکَةَ یَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿حَتّٰی إِذَا اسْتَیْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا﴾ خَفِیْفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ وَتَلَا ﴿حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ﴾ فَلَقِیْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ فَذَکَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَعَاذَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا وَعَدَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ مِنْ شَیْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهٗ کَائِنٌ قَبْلَ أَنْ یَّمُوْتَ وَلٰکِنْ لَّمْ یَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتّٰی خَافُوْا أَنْ یَّکُوْنَ مَنْ مَّعَهُمْ یُکَذِّبُوْنَهُمْ فَکَانَتْ تَقْرَؤُهَا ﴿وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ کُذِّبُوْا﴾ مُثَقَّلَةً.

۴۱۶۲۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آیت: ﴿حَتّٰی إِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ﴾ الخ میں کذبوا ساتھ تخفیف ذال کے ہے بغیر تشدید کے یعنی جب ناامید ہوئے پیغمبر لوگ مدد سے اور گمان کیا انہوں نے کہ وہ جھوٹ کہے گئے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا کہ وہ کافروں پر فتح پائیں گے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کو اس جگہ لے گیا یعنی سمجھا اس نے اس سے جو سورہ بقرہ کی آیت سے سمجھا یعنی اور وہ سورہ بقرہ کی آیت یہ ہے پڑھی یہ آیت یہاں تک کہ کہے رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے کہ کب آئے گی مدد اللہ کی خبردار! بیشک اللہ کی مدد قریب ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان دونوں آیتوں سے یہی معنی سمجھے کہ پیغمبروں نے مدد کو دور گمان کیا اور اس میں دیر جانی کہ اب اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں آئے گی۔ ابن ابی ملیکہ کہتا ہے سو میں عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور میں نے اس سے یہ ذکر کیا سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ قسم ہے اللہ کی نہیں وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کسی چیز کا کبھی مگر کہ رسول نے یقیناً جانا یہ کہ وہ ہونے والا ہے اس کے

مرنے سے پہلے لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ رہا یہ ابتلا ساتھ رسولوں کے یہاں تک کہ وہ ڈرے اس سے کہ ان کے ساتھ والے ان کو جھٹلا دیں پھر کافر ہو جائیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کو تشدید ذال کے ساتھ پڑھتی تھیں ﴿فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ یوسف میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو الخ

فائدہ: اختلاف ہے انی کے معنی میں سو بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کیف یعنی جس طرح چاہو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں حیث یعنی جہاں سے چاہو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں متی یعنی جب چاہو اور باعتبار اس اختلاف کے اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ (فتح)

٤١٦٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِيْ فِيْمَ أُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ أُنْزِلَتْ فِيْ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰى وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنِيْ أَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﴿فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ قَالَ يَأْتِيْهَا فِيْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

۴۱۶۳۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب قرآن پڑھتے تو کوئی کلام نہ کرتے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوتے سو میں نے ایک دن قرآن ان پر پکڑ رکھا (یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کو حافظوں کی طرح یاد پڑھنے لگے) سو انہوں نے سورۂ بقرہ پڑھی یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچے کہا تو جانتا ہے کہ یہ آیت کس چیز میں اتری؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا فلاں فلاں امر میں اتری پھر بدستور گزرے اور عبدالصمد سے روایت ہے کہ اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ایوب نے اس نے روایت کی نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جماع کرے اس سے بیچ اس کے۔ اور روایت کیا ہے اس کو محمد بن یحییٰ بن سعید نے اپنے باپ سے

اس نے عبیداللہ سے اس نے نافع رحمہ اللہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: صحیح بخاری کے سب نسخوں میں اسی طرح واقع ہوا ہے یاتیھا فی یعنی جماع کرے عورت سے اس میں۔ نہیں ذکر کیا گیا مابعد ظرف کا اور وہ مجرور ہے یعنی نہیں مذکور ہوا کہ عورت کی کس چیز میں جماع کرے اگلے فرج میں یا پچھلے فرج میں یعنی دبر میں اور حمیدی نے کہا کہ مراد اگلی شرم گاہ ہے اور یہ نہیں ہے یہ تفسیر موافق واسطے اس چیز کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نفس روایت میں آئی تھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نفس روایت میں صریح آچکا ہے کہ مراد اس آیت میں اجازت دبر میں جماع کرنے کی ہے پس روایت کی ہے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند اور تفسیر میں ساتھ سند مذکور کے اور کہا بدلے قول اس کے کی یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچے یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو' کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کس چیز میں اتری؟ میں نے کہا نہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری یہ آیت بیچ حق جماع کرنے کے عورتوں سے ان کی دبر میں یعنی پچھلی شرم گاہ میں اور اسی طرح روایت کیا ہے طبرانی وغیرہ نے اوسط وغیرہ میں اور ابن جریر وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے دبر میں جماع کیا لوگوں نے اس پر انکار کیا تو یہ آیت اتری اور یہ سبب اس آیت کے نزول میں مشہور ہے اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخشے اس کو وہم ہوا یہ انصار کا گروہ یہود کے ساتھ تھے ان کے ساتھ ملتے جلتے تھے ان کے بہت کام لیتے تھے اور یہود اپنی عورتوں سے صرف ایک جانب سے جماع کرتے تھے سو انصار نے بھی ان سے یہ فعل سیکھا اور قریش لذت اٹھاتے تھے اپنی عورتوں سے آگے سے اور پیچھے سے اور چت لٹا کر سو ایک قریشی مرد نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح کرنے لگا وہ عورت باز رہی یہ خبر لوگوں میں مشہور ہوئی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور یہ محمول کرنا آیت کا موافق ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہے باب میں بیچ سبب اس آیت کے اور کہا شافعی نے کہ آیت دونوں معنوں کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ جس جگہ چاہے جماع کرے خواہ قبل میں یا دبر میں اس واسطے کہ انّٰی ساتھ معنی این کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کھیتی کی جگہ ہو لیکن حدیث خزیمہ کی ثابت ہے تحریم میں پس قوی ہے حرام ہونا اس کا اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس مسئلے میں اور جو دبر میں جماع کرنے کو جائز جانتا ہے اس نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اور جو حرام جانتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جیسے کہ باب کی حدیث میں ہے جو آتی ہے اور عموم جب نکلے اپنے سبب پر تو بند کیا جاتا ہے نزدیک اس کے نزدیک بعض اہل اصول کے اور اکثر اہل اصول کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خاص سبب کا اور یہ چاہتا ہے اس کو کہ آیت حجت ہو جواز میں یعنی عورت سے دبر میں

جماع کرنا جائز ہو لیکن وار ہوئی ہیں بہت حدیثیں ساتھ منع کے پس ہوں گی مخصص واسطے عموم قرآن کے اور بیچ تخصیص عموم قرآن کے ساتھ بعد خبر احاد کے اختلاف ہے اور بخاری اور ذہلی اور بزار اور نسائی وغیرہ ایک جماعت اماموں کا یہ مذہب ہے کہ منع میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی مین کہتا ہوں لیکن ان کے طریقے بہت ہیں پس مجموع ان کا صالح ہے واسطے حجت پکڑنے کے ساتھ ان کے اور تائید کرتا ہے حرام ہونے کی یہ امر کہ اگر اباحت کی حدیثوں کو مقدم کریں تو لازم آئے گا کہ وہ مباح ہوا بعد حرام ہونے کے اور اصل عدم اس کا ہے اور جن حدیثوں کی سند صالح ہے ان میں سے ایک حدیث خزیمہ بن ثابت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں نظر کرتا اس کی طرف جو اپنی عورت کی دبر میں جماع کرے روایت کیا ہے اس کو احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور جب یہ حدیث حجت پکڑنے کے لائق ہے تو صلاحیت رکھتی ہے یہ کہ آیت کے عموم کو خاص کرے اور محمول کرے آیت کو اوپر غیر اس محل کے اس بنا پر کہ انّٰی معنی حَیْثُ کے ہے اور یہی متبادر ہے طرف سیاق کے اور بے پرواہ کرتا ہے یہ حمل کرنے اس کے سے اور معنی پر جو متبادر نہ ہوں، واللہ اعلم۔ (فتح) اور روایت کیا ہے حاکم نے شافعی کے مناقب میں شافعی سے مناظرہ جو اس کے اور امام محمد بن حسن صاحب اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اس امر میں واقع ہوا اور یہ کہ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حجت پکڑی اس کی کہ کھیتی تو فقط اگلے ہی شرم گاہ میں ہوتی ہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ اگلی شرم گاہ کے سوا جو چیز ہے وہ حرام ہوگی؟ محمد نے کہا ہاں تو کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھلا بتلاؤ تو کہ اگر اس کی دونوں پنڈلیاں یا اس کے شکن میں جماع کرے تو کیا اس میں بھی کھیتی ہے؟ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں کہا پس کیا حرام ہے؟ کہا نہیں، شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر تو کس طرح حجت پکڑتا ہے ساتھ اس چیز کے جس کا تو قائل نہیں اور شاید امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قدیم قول میں جواز کے قائل تھے اور جدید میں تو اس کو صریح حرام کہا ہے شاید الزام دیا ہو محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ مناظرہ کے اگرچہ اس کے قائل نہ تھے اور اصل مذہب ان کا تحریم ہے۔ (فتح)

٤١٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَّرَآئِهَا جَآءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾.

۴۱۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جب مرد اپنی عورت سے جماع کرے اس کے پیچھے کی طرف سے اگلی شرم گاہ میں تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے سو اتری یہ آیت کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح سے چاہو۔

فائدہ: اس سیاق سے کبھی وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے اسماعیلی نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے بارکۃ مدبرۃ فی فرجھا من ورائھا یعنی اس

حال میں کہ بیٹھی ہو پیٹھ دے کر اس کی اگلی شرم گاہ میں پیچھے کی طرف سے اور مسلم میں یہ لفظ ہے کہ جب تو جماع کرے اپنی عورت سے اس کی پچھلی طرف سے اس کی اگلی طرف میں اور اس کی ایک اور روایت میں یہ لفظ ہے اذا اتیت المرأة من دبرها فحملت یعنی جب تو عورت سے جماع کرے اس کی پچھلی طرف سے پس حاملہ ہو جائے اور قول اس کا پس حاملہ ہو جائے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اگلی جانب میں جماع کرے نہ پچھلی جانب میں اور یہ سب رد کرتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تاویل کو جس کے ساتھ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر رد کیا اور البتہ جھٹلایا اللہ تعالیٰ نے یہود کو ان کے گمان میں اور مباح کیا واسطے مردوں کے کہ فائدہ لیں اپنی عورتوں سے جس طرح چاہیں اور جب مجمل اور مفسر معارض ہو تو مفسر کو مقدم کیا جاتا ہے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مفسر ہے پس وہ اولیٰ ہے ساتھ عمل کرنے کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور زہری نے اس کی تفسیر میں کہا فی صمام واحد یعنی ایک سوراخ میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہوں آپس میں۔

٤١٦٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ كَانَتْ لِيْ أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبٰى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

۴۱۶۵۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو اس کے خاوند نے طلاق دی پھر چھوڑا اس کو یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی پھر اس کے خاوند نے اس سے نکاح کا پیغام بھیجا سو معقل رضی اللہ عنہ نے نہ مانا سو یہ آیت اتری کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے۔

فائدہ: اتفاق کیا ہے اہل تفسیر نے اس پر کہ مخاطب ساتھ اس کے عورت کے ولی لوگ ہیں ذکر کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اس مرد کے حق میں ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دے اور اس کی عدت گزر جائے پھر اس کے خاوند کو ظاہر ہو کہ اس سے رجوع کرے اور عورت بھی چاہے تو

اس کا ولی اس کو نہ روکے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾. ﴿يَعْفُوْنَ﴾ يَهَبْنَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں وہ انتظار کریں اپنے آپ چار مہینے اور دس دن خبیر تک۔ اور یعفون کے معنی ہیں کہ بخشیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿إِلَّا أَنْ يَّعْفُوْنَ﴾ اور یہ رائے حمیدی کی ہے برخلاف محمد بن کعب کے کہ اس نے کہا کہ مراد بخشا مردوں کا ہے۔

٤١٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْاٰيَةُ الْاُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهٖ.

۴۱۶۶۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منسوخ کیا اس کو دوسری آیت نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو نے اس کو کیوں لکھا؟ یعنی اور حالانکہ تو نے پہچانا کہ وہ منسوخ ہے یا کہا سو تو نے اس کو لکھے کیوں رہنے دیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا۔

فائدہ: ایک روایت میں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ یعنی جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں لازم ہے اُن پر وصیت کرنا اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر ڈالا یعنی جو آیت کہ باب میں ہے کہ چار مہینے اور دس دن انتظار کریں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ جواب دیا کہ میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ قرآن کی آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے یعنی شارع کے حکم سے ہے اپنی رائے سے نہیں اور شاید عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ گمان تھا کہ جس آیت کا حکم منسوخ ہے وہ نہ لکھی جائے سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ جواب دیا کہ یہ لازم نہیں اور پیروی توقیف کی ہے اور واسطے اس کے کئی فائدے ہیں ثواب تلاوت کا اور حکم بجا لانا اس پر کہ سلف میں سے بعض وہ شخص ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ وہ منسوخ نہیں اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا سال سے بعض اس کا اور باقی رہا بعض وصیت کا واسطے اس کے اگر چاہے ٹھہرے جیسے کہ باب میں ہے مجاہد سے لیکن جمہور اس کے برخلاف ہیں اور یہ وہ جگہ ہے کہ واقع ہوا ہے اس میں ناسخ مقدم ترتیب تلاوت میں منسوخ پر اور تحقیق کہا گیا ہے کہ نہیں واقع ہوئی ہے نظیر اس کی مگر اسی جگہ میں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی اور کامیاب ہوا میں سوائے اس کے اور کئی جگہوں پر ایک جگہ تو ان میں سے سورہ بقرہ میں ہے اور وہ یہ ہے ﴿فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ اس واسطے کہ وہ محکم ہے تطوع میں تخصیص کرنے والی ہے واسطے عموم آیت ﴿وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ﴾ کے اور یہ بھی تلاوت میں مقدم ہے منسوخ پر اور اس کے سوائے اور بھی کئی جگہ ہیں جن کو میں نے اور جگہ ذکر کیا ہے۔ (فتح)

۴۱۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ کَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَّصِیَّةً إِنْ شَآءَتْ سَکَنَتْ فِیْ وَصِیَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿غَیْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ کَمَا هِیَ وَاجِبٌ عَلَیْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُّجَاهِدٍ وَّقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْأٰیَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَیْثُ شَآءَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿غَیْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَالَ عَطَآءٌ إِنْ

۴۱۶۷۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں کہا مجاہد نے تھی یہ عدت کہ عدت گزارتی عورت اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس واجب یعنی جاہلیت کے وقت عرب میں رسم تھی کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس ایک سال عدت بیٹھتی اور وہ اس کو واجب جانتے تھے کہ اپنے خاوند ہی کے گھر میں سال تک رہے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی عورتوں کو تو لازم ہے وصیت کرنا اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا سو اگر نکلیں تو نہیں تم پر اے اولیا شوہر کے کچھ گناہ اس چیز میں کہ کریں اپنی جانوں میں موافق دستور کے کہا ٹھہرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے تمام سال کے سات مہینے اور بیس راتیں وصیت اگر چاہے تو اپنی وصیت یعنی سات مہینے بیس دن میں رہے اور اگر چاہے تو نکلے اور یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے نہ نکال دینا اور اگر نکلیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں پس عدت یعنی چار مہینے دس دن بدستور واجب ہے اوپر اس کے گمان کیا ہے اس کو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے اور کہا عطاء نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منسوخ کیا

شَآءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَآءٌ ثُمَّ جَآءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ عِدَّتَهَا فِيْ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ نَحْوَهُ.

اس آیت نے اس کے عدت بیٹھنے کو نزدیک اپنے لوگوں کے سو عدت گزارے جہاں چاہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ نکال دینا کہا عطاء نے اگر چاہے تو عدت بیٹھے اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکلے واسطے اس آیت کے سو نہیں کوئی گناہ تم پر اس چیز میں کہ کریں، عطاء نے کہا پھر میراث کا حکم اترا یعنی چوتھائی یا آٹھواں حصہ اور رہنا منسوخ ہوا سو عدت گزارے جس جگہ چاہے اور نہیں واجب ہے واسطے اس کے مکان دینا رہنے کو اور روایت ہے محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ورقاء نے ابن ابی نجیح سے اس نے مجاہد سے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے اابن ابی نجیح نے اس نے روایت کی عطاء سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا منسوخ کیا اس آیتنے اس کی عدت کا ٹنے کو نزدیک گھر والوں اپنے کے پس عدت کاٹے جس جگہ چاہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے نہ نکال دینا مانند اس کے۔

٤١٦٨ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى مَجْلِسٍ فِيْهِ عُظْمٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَفِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلٰى فَذَكَرْتُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فِيْ شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰكِنَّ عَمَّهُ كَانَ لَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَجَرِيْءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلٰى رَجُلٍ فِيْ جَانِبِ الْكُوْفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهُ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيْتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ

۴۱۶۸۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا جس میں انصار کے بزرگ تھے اور ان میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھا (سو ذکر کیا لوگوں نے اس کے واسطے حاملہ عورت کو کہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد جنے سو عبدالرحمٰن نے کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت میں زیادہ دراز ہو) سو ذکر کی میں نے حدیث عبدالرحمٰن کی بیچ حال سبیعہ بنت حارث کے (یعنی اور وہ حدیث یہ ہے کہ اس کا خاوند مر گیا اور وہ حاملہ تھی سو اس نے چالیس دن کے بعد بچہ جنا اور حضرت ﷺ سے نکاح کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی) سو عبدالرحمٰن نے کہا کہ لیکن اس کا چچا یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا قائل نہ تھا' ابن سیرین کہتا ہے سو

مَسْعُوْدٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيْتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ.

میں نے کہا کہ البتہ میں دلیر ہوں اگر میں نے جھوٹ بولا ایک مرد پر جو کوفے کی جانب میں ہے یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ وہ کوفے میں رہتے تھے اور اپنی آواز بلند کی کہا ابن سیرین نے پھر میں نکلا اور مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملا میں نے کہا کس طرح تھا قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس عورت کے حق میں جس کا خاوند مر جائے اور حالانکہ وہ حاملہ ہو؟ سو اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ کیا تم اس کے واسطے شدت ٹھہراتے ہو اور اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے ؟ البتہ اتری سورہ نساء چھوٹی لمبی کے بعد۔

فائدہ: مراد سورہ نساء چھوٹی سے سورہ طلاق ہے کہ آیت ﴿أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ اس میں واقع ہے اور لمبی سے مراد سورہ بقرہ ہے کہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ﴾ الخ اس میں ہے اور یہ جو کہا کہ ٹھہراتے ہو تم اس پر شدت الخ یعنی اگر مدت وضع حمل کے چار مہینے دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں تم اس پر شدت اور سختی کو جائز رکھتے ہو کہ جب بچہ جنے تب ہی عدت سے باہر آئے گو چار مہینے دس دن کے بعد کتنی مدت پیچھے بچہ جنے اور اگر چار مہینے دس دن سے کم میں بچہ جنے تو اس صورت میں تم اس کو حلال کیوں نہیں جانتے اور اس کو دوسرے نکاح کی اجازت کیوں نہیں دیتے اور باقی شرح اس کی سورہ طلاق کی تفسیر میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت میں زیادہ دراز ہو یعنی اگر چار مہینے دس دن سے کچھ مدت پیچھے بچہ جنے تو عدت اس کی وضع حمل ہے اور اگر چار مہینے دس دن سے پہلے بچہ جنے تو عدت اس کی چار مہینے دس دن ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نگہبانی کرو سب نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر۔

فائدہ: وسطیٰ تانیث ہے اوسط کی اور اوسط کے معنی ہیں اعدل ہر چیز سے اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ درمیان ہونا دو چیزوں کے اس واسطے کہ فعلیٰ کے معنی تفضیل ہیں اور نہیں بنا کیا جاتا اسم تفضیل مگر اس چیز سے جو قبول کرے زیادتی اور نقصان کو اور وسط بمعنی خیار اور عدل کے ان کو قبول کرتا ہے برخلاف توسط کے کہ وہ ان کو قبول نہیں کرتا۔

٤١٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۱۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کافروں نے ہم کو بیچ والی نماز سے روکا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اللہ ان کی قبروں کو اور

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ أَوْ أَجْوَافَهُمْ شَكَّ يَحْيٰى نَارًا.

گھروں کو یا فرمایا ان کے پیٹوں کو (یہ یحییٰ راوی کا شک ہے) آگ سے بھرے۔

فائدہ: یعنی روکا اس کے پڑھنے سے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ہم کو عصر کی نماز سے باز رکھا اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے اس کو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور اختلاف ہے سلف کو کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے؟ اور دمیاطی نے اس مسئلے میں ایک رسالہ لکھا ہے اس میں اس نے سب اقوال کو جمع کیا ہے علماء سلف کے اس میں بیس اقوال ہیں اول یہ کہ وہ صبح کی نماز ہے یہ قول انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ہے، دوم یہ ہے وہ ظہر کی نماز ہے یہ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے، سوم یہ کہ وہ عصر کی نماز ہے یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے، چہارم یہ کہ مغرب کی نماز ہے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے، پنجم یہ کہ وہ سب نمازیں ہیں یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے، چھٹا یہ کہ وہ جمعہ کی نماز ہے یہ قول ابن حبیب مالکی کا ہے، ساتواں یہ کہ وہ ظہر ہے سب دنوں میں اور جمعہ ہے جمعہ کے دن، آٹھواں یہ کہ وہ عشاء کی نماز ہے، نواں یہ کہ وہ صبح اور عشاء کی نماز ہے، دسواں یہ کہ وہ صبح اور عصر کی نماز ہے، یارھواں یہ کہ وہ جماعت کی نماز ہے، بارھواں یہ کہ وہ وتر ہیں، تیرھواں یہ کہ وہ خوف کی نماز ہے، چودھواں یہ کہ وہ عید الاضحیٰ یعنی قربانی کی عید کی نماز ہے، پندرھواں یہ کہ وہ عید الفطر کی نماز ہے، سولہواں یہ کہ وہ چاشت کی نماز ہے، سترھواں یہ کہ وہ ایک نماز غیر معین ہے پانچ نمازوں سے، اٹھارواں یہ کہ وہ صبح کی نماز ہے یا عصر کی ساتھ شک کے اور یہ غیر ہے اس قول کا جو پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں تعیین یقین ہے کہ ہر ایک کو دونوں میں سے نماز وسطیٰ کہا جاتا ہے، انیسواں یہ کہ توقف ہے یعنی معلوم نہیں کون ہے، بیسواں یہ کہ رات کی نماز ہے اور قوی یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے واسطے تصریح کرنے کے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیث میں روایت کی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح روایت کی ہے مالک نے حفصہ سے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ عصر کے سوا اور نماز ہے تو ان کی حجت یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیث میں وصلاۃ العصر کا لفظ واؤ عطف کے ساتھ واقع ہے اور عطف چاہتا ہے مغایر کو اور جواب یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث

سند میں صحیح تر ہے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث معارض ہے ساتھ اس کے کہ عروہ کی روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قرآن میں وھی صلوۃ العصر کا لفظ واقع تھا پس احتمال ہے کہ اس میں واؤ زائد ہو اور ساتھ اس کے کہ قول اس کا والصلوۃ الوسطیٰ والعصر نہیں پڑھا ہے اس کو اس طرح قرآن میں کسی نے اور ترجیح ہے اس قول کو اس کے ساتھ کہ عصر کی نماز حدیث مرفوع میں صریح آ چکی ہے اور روایت کی ہے ترمذی اور نسائی نے زر بن حبیش کے طریق سے کہ ہم نے عبیدہ سے کہا کہ پوچھ علی رضی اللہ عنہ سے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کون سی نماز ہے؟ سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم گمان کرتے تھے کہ صبح کی نماز ہے یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ خندق کے دن فرماتے تھے کہ کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ سے باز رکھا عصر کی نماز سے اور یہ روایت دور کرتی ہے اس شخص کے گمان کو جو گمان کرتا ہے کہ لفظ صلوۃ العصر کا مدرج ہے یعنی راویوں سے اور حالانکہ یہ لفظ نص ہے اس میں کہ ہونا اس کا عصر کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے ہے اور یہ کہ شبہ اس کا جو کہتا ہے کہ وہ صبح کی نماز ہے قوی ہے لیکن معتمد بہ قول ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور یہی قول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اور یہی صحیح ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے اور قول احمد کا اور جس کی طرف میل کی ہے اکثر شافعیہ نے واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہا ترمذی نے کہ یہی قول ہے ابن حبیب اور ابن عربی وغیرہ کا مالکیہ سے اور نیز تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو مسلم نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا اتری یہ آیت: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾ سو ہم نے اس کو پڑھا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر منسوخ ہوئی اور اتری یہ آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ ایک مرد نے کہا سو اب وہ عصر کی نماز ہے؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تجھ کو خبر دی کہ کس طرح اتری اور یہ جو کہا کہ اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے تو اس صورت میں جواز بددعا کا ہے مشرکوں پر ساتھ مثل اس کے اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ یہ شامل ہے دعا کو جو صادر ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص پر جو اس کا مستحق ہو اور وہ شخص وہ ہے جو شرک کی حالت میں مرے اور نہیں واقع ہوئی ایک شق یعنی گھروں کا آگ سے بھرنا اور بہر حال قبروں کا آگ سے بھرنا سو واقع ہوا ہے اس کے حق میں جو مرا ان سے مشرک ہو کر اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے انہیں رہنے والوں پر یعنی مراد وہ ہیں جو ان میں رہتے ہیں اور وہ کافر ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ أَيْ مُطِيْعِيْنَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے قانتین کے معنی ہیں فرمانبردار۔

٤١٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ

۴۱۷۰۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے کوئی ہم میں سے اپنے بھائی سے اپنی حاجت میں کلام کرتا تھا یہاں تک کہ اتری یہ آیت کہ نگہبانی

أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِيْ حَاجَتِهِ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ.

کرو نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے سو ہم کو چپ رہنے کا حکم ہوا۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے سو اگر تم کو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا سوار اور جس وقت امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جیسا کہ تم کو سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿كُرْسِيُّهُ﴾ عِلْمُهُ.

یعنی اور کہا ابن جبیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ﴾ کہ کرسی کے معنی ہیں علم اس کا۔

يُقَالُ ﴿بَسْطَةً﴾ زِيَادَةً وَّفَضْلًا.

یعنی کہا جاتا ہے آیت ﴿بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾ کی تفسیر میں کہ بسطة کے معنی ہیں زیادتی اور فضیلت۔

﴿أَفْرِغْ﴾ أَنْزِلْ.

یعنی افرغ کے معنی ہیں اتار۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا﴾۔

﴿وَلَا يَؤُوْدُهٗ﴾ لَا يُثْقِلُهٗ.

یعنی ﴿لَا يَؤُوْدُهٗ﴾ کے معنی ہیں نہیں بھاری ہوتی اوپر اس کے نگہبانی ان کی۔

اٰدَنِيْ أَثْقَلَنِيْ.

آدنی کے معنی ہیں مجھ پر بھاری گزرا۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَلَا يَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾۔

وَالْأٰدُ وَالْأَيْدُ الْقُوَّةُ.

یعنی آد اور اید کے معنی ہیں قوت۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْأَيْدِ﴾۔

اَلسِّنَةُ نُعَاسٌ.

یعنی معنی سنة کے آیت ﴿لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ﴾ میں اونگھ کے ہیں۔

﴿فَبُهِتَ﴾ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ.

یعنی اور آیت ﴿فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ﴾ میں بهت کے معنی ہیں اس کی کوئی حجت نہ رہی یعنی لا جواب ہو گیا۔

﴿خَاوِيَةٌ﴾ لَا أَنِيْسَ فِيْهَا.

یعنی خاوية کے معنی ہیں کوئی اس کا ہمدم نہ تھا یعنی

آیت ﴿وَهِيَ خَاوِيَةٌ﴾ میں۔

عُرُوشُهَا أَبْنِيَتُهَا.

یعنی عروشھا کے معنی ہیں اپنی بنیادوں پر یعنی آیت ﴿عَلٰى عُرُوشِهَا﴾ میں۔

﴿نُنْشِزُهَا﴾ نُخْرِجُهَا.

یعنی معنی ننشزھا کے آیت ﴿كَيْفَ نُنْشِزُهَا﴾ میں کہ کس طرح ہم اس کو نکالتے ہیں۔

﴿إِعْصَارٌ﴾ رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ.

یعنی آیت ﴿إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ﴾ میں اعصار کے معنی ہیں آندھی سخت جو زمین سے آسمان کو چلتی ہے مانند ستون کے کہ اس میں آگ ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿صَلْدًا﴾ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿فَتَرَكَهُ صَلْدًا﴾ کہ صلدا کے معنی ہیں کہ اس پر کچھ چیز نہیں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿وَابِلٌ﴾ مَطَرٌ شَدِيدٌ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فَأَصَابَهَا وَابِلٌ﴾ کہ وابل کے معنی ہیں سخت مینہ۔

اَلطَّلُّ النَّدٰى وَهٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ.

یعنی طل کے معنی اس آیت میں ﴿فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ﴾ تری ہیں اور یہ مثال مسلمانوں کے عمل کی ہے کہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے اگر اخلاص کے ساتھ ہو اور دور ہوتا ہے اگر ریا کے ساتھ ہو۔

﴿يَتَسَنَّهْ﴾ يَتَغَيَّرْ.

یعنی آیت ﴿لَمْ يَتَسَنَّهْ﴾ کے معنی ہیں کہ متغیر نہیں ہوا۔

٤١٧١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَّتَكُونُ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا فَإِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ

۴۱۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی ان سے خوف کی نماز کی کیفیت پوچھتا تھا تو کہتے تھے کہ آگے بڑھے امام اور ایک گروہ آدمیوں سے سو امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور ان میں ایک گروہ ان کے دشمن کے درمیان رہے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی یعنی دشمن کے مقابلے میں رہیں تاکہ دشمن حملہ نہ کرے سو جب امام کے ساتھ والے ایک رکعت پڑھ چکیں تو یہ پیچھے ہٹ جائیں اُن لوگوں کی جگہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں اور آگے بڑھیں جنہوں

وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَّنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ قَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَّا أُرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے نماز نہیں پڑھی سو وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر پھرے امام یعنی نماز سے ساتھ سلام کے حالانکہ اس نے دونوں رکعت پڑھ لی ہیں پھر ہر ایک دونوں گروہ میں سے کھڑا ہو اور اپنی اپنی ایک رکعت جدا پڑھیں اس کے بعد کہ امام نماز سے پھرے تو ہر ایک گروہ کے دونوں میں سے دو دو رکعت نماز ہوگی اور اگر خوف اس سے بھی زیادہ سخت ہو یعنی جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں تو پیادہ نماز پڑھیں کھڑے اپنے قدموں پر یا سوار قبلے کی طرف منہ ہو یا نہ ہو کہا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں گمان کرتا میں کہ ذکر کیا ہو اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مگر حضرت ﷺ سے۔

بَابٌ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ تم میں مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں۔

٤١٧٢ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِيْ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهٖ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

۴۱۷۲۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ آیت جو سورۂ بقرہ میں ہے کہ جو لوگ مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں غیر اخراج تک البتہ منسوخ کر ڈالا ہے اس کو دوسری آیت نے تم اس کو قرآن میں کیوں لکھتے ہو؟ کہا اے بھتیجے! میں اس کو چھوڑتا ہوں کہ میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا' کہا حمید نے یا مثل اس کے کہا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے رب! دکھا مجھ کو کیسے تو زندہ کرتا ہے مردوں کو؟۔

﴿فَصُرْهُنَّ﴾ قَطِّعْهُنَّ.

یعنی آیت ﴿فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر۔

٤١٧٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾.

۴۱۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! دکھا مجھ کو کیسے تو زندہ کرتا ہے مردے کو کہا کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ دل کو تسکین ہو۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّأَعْنَابٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا کوئی تم میں سے چاہتا ہے کہ اس کے واسطے باغ ہوں تتفکرون تک۔

٤١٧٤ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمًا لِّأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْأٰيَةَ نَزَلَتْ ﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ﴾ قَالُوا اللّٰهُ أَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُوْلُوْا نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَّا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ أَخِي قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا

۴۱۷۴۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہا کہ کس چیز میں تم گمان کرتے ہو اس آیت کو کیا دوست رکھتا ہے تم میں سے کوئی یہ کہ ہو اس کا باغ؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ خوب جانتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر کہا کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے' سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے جی میں اس سے کچھ چیز ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اے بھتیجے! کہہ اور اپنے آپ کو ناچیز نہ جان، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بیان کی گئی ہے مثال واسطے عمل کے، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کون سا عمل؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واسطے عمل کے، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے مرد مالدار کے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ شیطان کو اس کے واسطے اٹھاتا ہے سو

لِّعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ أَيُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِّعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَّعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِي حَتّٰى أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ.

گناہ کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کے نیک عملوں کو ڈبو دیتا ہے یعنی فنا کر ڈالتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ کیا کوئی تم میں چاہتا ہے کہ عمر بھر نیک عمل کیا کرے یہاں تک کہ جب اس کی عمر تمام ہو تو اس کو بدبختوں کے عمل کے ساتھ ختم کرے سو اس کو فاسد کرے اور اس حدیث میں دقت فہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور قریب ہونے مرتبے اس کے عمر رضی اللہ عنہ سے اور مقدم کرنا اس کا اس کو لڑکپن سے اور ترغیب عالم کی اپنے شاگرد کو ساتھ کلام کرنے کے روبرو اس شخص کے جو اس سے عمر میں بڑا ہو جب کہ اس میں کوئی لیاقت پہچاننے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اس کی خوش دلی سے اور ترغیب اس کی سے علم میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر۔

يُقَالُ أَلْحَفَ عَلَيَّ وَأَلَحَّ عَلَيَّ وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ ﴿فَيُحْفِكُمْ﴾ يُجْهِدْكُمْ.

کہا جاتا ہے أَلْحَفَ عَلَيَّ وَأَلَحَّ عَلَيَّ وَأَحْفَانِي بِالْمَسْأَلَةِ یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور فیحفکم کے معنی ہیں کوشش کرے تمہارے سوال میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے جو سورہ محمد میں ہے ﴿إِنْ يَسْأَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا﴾ یعنی اگر تم سے تمہارے مال مانگے اور سوال میں مبالغہ اور کوشش کرے تو تم بخیل ہو جاؤ اور الحافا مصدر ہے بیچ جگہ حال کے اور کیا مراد نفی سوال کی ہے یعنی لوگوں سے بالکل نہیں مانگتے یا مراد یہ ہے کہ خاص لپٹ کر نہیں مانگتے؟ پس نہ نفی ہو گی سوال کی بغیر الحاف کے اس میں احتمال ہے اور دوسرا احتمال اکثر ہے استعمال میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر سوال کریں تو لپٹ کر نہیں مانگتے پس نہ لازم پکڑے گا ترک کو۔ (فتح)

٤١٧٥ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيْكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِي تَرُدُّهُ

۴۱۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج وہ نہیں جس کو ایک چھوہارا اور دو چھوہارے اور ایک لقمہ اور دو لقمے کی طمع در بدر پھرائے حقیقت میں بیچارہ محتاج تو وہ ہے جو حرام سوال سے رکا رہے اگر تم چاہو تو اس مطلب کو قرآن سے پڑھو کہ لائق دینے کے وہ لوگ ہیں کہ باوجود محتاجی کے لوگوں سے سوال نہیں کرتے لپٹ کر۔

التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلَهُ ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور حلال کیا اللہ نے سودا اور حرام کیا سود۔

اَلْمَسُّ الْجُنُوْنُ.

یعنی اور مس کے معنی ہیں جنون۔

فائدہ: یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سود کھانے والا قیامت کے دن دیوانہ اٹھایا جائے گا۔

٤١٧٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا قَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں اتریں سود کے حق میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں پر پڑھا پھر شراب کی تجارت حرام کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حلال کیا اللہ تعالیٰ نے سودا اور حرام کیا سود تو احتمال ہے کہ ہو تمام اعتراض کفار کے سے اس واسطے کہ انہوں نے کہا ﴿إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾ یعنی پس کیوں حلال ہوا یہ اور کیوں حرام ہوا وہ اور احتمال ہے کہ ہو رد اوپر ان کے اور ہو اعتراض ان کا ساتھ حکم عقل کے اور رد اوپر ان کے ساتھ حکم شرع کے جس کے حکم کو کوئی پیچھے ہٹانے والا نہیں اور اکثر مفسرین دوسرے احتمال پر ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر شراب کی تجارت حرام کی تو اس کی توجیہ بیع میں گزر چکی ہے اور یہ کہ شراب کی تجارت کا حرام ہونا واقع ہوا ہے شراب کے حرام ہونے سے بہت مدت پیچھے پس حاصل ہوگا ساتھ اس کے جواب اس شخص کا جو حدیث میں اشکال کرتا ہے اس کے ساتھ کہ سود کی آیتیں ان آیتوں میں ہیں کہ پیچھے اتریں اور شراب بہت مدت اس سے پہلے حرام ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُذْهِبُهُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے لے جاتا ہے اس کو۔

٤١٧٧ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے سو ان کو لوگوں پر پڑھا مسجد میں سو شراب کی تجارت حرام کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ فَاعْلَمُوْا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تم نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور فاذنوا کے معنی ہیں جانو۔

٤١٧٨ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ان پر پڑھا مسجد میں اور شراب کی تجارت حرام کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَّأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر مفلس ہو تو لازم ہے مہلت دینی جب تک کشائش پائے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم کو سمجھ ہے۔

فائدہ: یہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی اگر ہو جس پر سود کا قرض ہو تنگ دست تو اس کو مہلت دو مال دار ہونے تک۔

٤١٧٩ ـ وَ قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ

۴۱۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ہم پر پڑھا پھر شراب کی سوداگری حرام کی۔

عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرو اس دن سے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

٤١٨٠ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الرِّبَا.

۴۱۸۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پچھلی آیت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری سود کی آیت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور شاید ارادہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ تطبیق دے درمیان دونوں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے اور ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے کہ اخیر آیت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾ ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے اس سے ساتھ کئی طریقوں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد نو دن زندہ رہے اور اس کے غیر سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اکیس دن زندہ رہے اور طریق تطبیق کا دونوں قول کے درمیان یہ ہے کہ یہ آیت خاتمہ ہے ان آیتوں کا جو سود کے حق میں اتریں اس واسطے کہ وہ ان پر معطوف ہے اور بہر حال جو براء رضی اللہ عنہ سے آئندہ آئے گا کہ اخیر آیت جو اتری ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ہے سو اس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ دونوں آیتیں اکٹھی اتریں پس صادق آتا ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے پچھلی ہے بہ نسبت اپنے ماسوا کے اور احتمال ہے کہ ہو آخر آیت سورۂ نساء کی آیت میں مقید اس چیز کے ساتھ کہ متعلق ہے ساتھ میراث کے مثلاً برخلاف آیت بقرہ کے اور احتمال ہے عکس کا اور اول کو ترجیح ہے واسطے اس کے کہ بقرہ کی آیت میں ہے اشارہ طرف معنی وفات کے جو مستلزم ہے واسطے خاتمے نزول کے اور حکایت کی ہے ابن عبدالسلام نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت مذکورہ کے اترنے کے بعد اکیس دن زندہ رہے۔

تنبیہ: مراد ساتھ آخری آیت کے سود میں تاخر نزول ان آیتوں کا ہے جو سود کے ساتھ متعلق ہیں سورۂ بقرہ سے اور بہر حال حکم سود کے حرام ہونے کا سو اس کا نازل ہونا اس سے پہلے ہے ساتھ مدت دراز کے اس بنا پر کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا سورۂ آل عمران میں احد کے قصے کے بیچ میں کہ اے ایمان والو نہ کھاؤ سود دو گنے پر دوگنا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ظاہر کرو تم اپنے جی کی بات یا اس کو چھپاؤ حساب لے گا تم سے اللہ پھر

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

٤١٨١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ مَّرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ الْآيَةَ.

۴۱۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق منسوخ ہوئی یہ آیت اگر تم ظاہر کرو اپنے جی کی بات یا اس کو چھپاؤ حساب لے گا تم سے اللہ، آخر آیت تک۔

فائدہ: مجھ کو اس میں توقف ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس آیت کے منسوخ ہونے کی خبر نہیں ہوئی چنانچہ طبری نے سند صحیح کے ساتھ مرجانہ سے روایت کی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ الآیۃ سو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے مؤاخذہ کیا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے پھر رونے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کے رونے کی آواز سنی سو میں اٹھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور میں نے ان سے ذکر کیا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا جب کہ اس کو پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخشے البتہ غمناک ہوئے اصحاب جب کہ یہ آیت اتری سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر بقدر اس کی طاقت کے اور اسی طرح روایت کی ہے احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے اس قصے کو نہ پہچانتے ہوں پھر جب ان کو تحقیق ہوا تو اس کے ساتھ جزم کیا پس ہو گی مرسل صحابی کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اترا اس کی طرف اس کے رب سے یعنی اخیر سورہ تک۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِصْرًا﴾ عَهْدًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا﴾ کے کہ اصر کے معنی ہیں عہد و پیمان۔

فائدہ: یہ تفسیر ساتھ لازم کے ہے اس واسطے کہ عہد کو پورا کرنا سخت ہے اور ایک روایت میں ابن جریج سے ہے کہ عہد جس کے ساتھ باہم قائم نہ ہو سکے۔

وَيُقَالُ ﴿غُفْرَانَكَ﴾ مَغْفِرَتَكَ ﴿فَاغْفِرْ

اور کہا جاتا ہے کہ ﴿غفرانك﴾ کے معنی ہیں تیری مغفرت

لَنَا﴾. یعنی ہم کو بخش دے پس یہ مصدر ہے بیچ جگہ امر کے

٤١٨٢ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسِبُهُ ابْنَ عُمَرَ ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ قَالَ نَسَخَتْهَا الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا.

۴۱۸۲۔ حضرت مروان اصفر سے روایت ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ کے ایک صحابی سے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ آیت ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ کہ اس کو پچھلی آیت نے منسوخ کر دیا ہے یعنی ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ نے۔

فائدہ: اس کا بیان ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے اور مراد اس کی اس قول سے کہ اس کو منسوخ کر دیا ہے کہ دور کیا اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت شدت اور سختی سے اور بیان کیا آیت نے کہ اگرچہ اس گناہ کے ساتھ محاسبہ واقع ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ مؤاخذہ واقع نہیں ہوا اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے واسطے بھاگنے کے اثبات دخول نسخ سے خبروں میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اگرچہ وہ خبر ہے لیکن وہ شامل ہے حکم کو اور جو چیز کہ خبروں سے حکم کو شامل ہو اس میں نسخ کا داخل ہونا ممکن ہے مانند اور احکام کے اور نسخ تو صرف اس چیز میں داخل نہیں ہوتا جو محض خبر ہو حکم کو متضمن نہ ہو مانند خبر دینے کے اس چیز سے کہ پہلے گزر چکی ہے اگلی امتوں کے نبیوں سے اور مانند اس کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ نسخ کے حدیث میں تخصیص ہو اس واسطے کہ متقدمین تخصیص پر بھی نسخ کا لفظ بولتے ہیں بہت وقت یا مراد محاسبہ سے ساتھ اس چیز کے کہ چھپاتا ہے اس کو آدمی وہ چیز ہے جس پر پکا ارادہ کرے اور اس میں شروع ہو سوائے اس چیز کے کہ اس کے دل میں گزرے اور اس پر ٹھہرے نہیں۔ (فتح)

سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ

سورۃ آل عمران

تُقَاةٌ وَّتَقِيَّةٌ وَّاحِدَةٌ.

یعنی تُقَاةٌ وَّتَقِيَّةٌ دونوں لفظ مصدر ہیں ساتھ معنی بچاؤ اور ڈھال کے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾۔

﴿صِرٌّ﴾ بَرْدٌ.

یعنی آیت ﴿كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ﴾ میں صر کے معنی ہیں شدت سردی کی۔

﴿شَفَا حُفْرَةٍ﴾ مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا.

یعنی آیت ﴿وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ﴾ میں شفا حفرۃ کے معنی ہیں کنارہ گڑھے کا مثل کنارے کچے کنوئیں

کے یعنی اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔

﴿تُبَوِّئُ﴾ تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا.

یعنی آیت ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ﴾ میں تبوئ کے معنی ہیں کہ تو لشکر اور لڑائی کی جگہ ٹھہرتا تھا۔

وَالْمُسَوَّمُ الَّذِي لَهُ سِيمَاءٌ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوفَةٍ أَوْ بِمَا كَانَ.

یعنی آیت ﴿مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ﴾ میں مسوم وہ ہے کہ اس کے واسطے نشانی ہو علامت سے یا پشم سے یا جو چیز کہ ہو۔

﴿رِبِّيُّونَ﴾ الْجَمِيعُ وَالْوَاحِدُ رِبِّيٌّ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ﴾ کے ربیون جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد ربی ہے۔

﴿تَحُسُّونَهُمْ﴾ تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ﴾ کے کہ ان کو جڑ سے اکھاڑتے ہو قتل کرکے۔

﴿غُزًّا﴾ وَاحِدُهَا غَازٍ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿أَوْ كَانُوا غُزًّا﴾ کے کہ غزا جمع ہے یعنی غازی لوگ اس کا واحد غازی ہے

﴿سَنَكْتُبُ﴾ سَنَحْفَظُ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے آیت ﴿سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا﴾ کی تفسیر میں کہ سنکتب کے معنی ہیں کہ ہم یاد رکھیں گے۔

﴿نُزُلًا﴾ ثَوَابًا وَيَجُوزُ وَمُنْزَلٌ مِنْ عِنْدِ اللهِ كَقَوْلِكَ أَنْزَلْتُهُ.

یعنی آیت ﴿نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللهِ﴾ میں نزلا کے معنی ہیں ثواب اور جائز ہے پڑھنا مُنْزَلٌ مِّنْ عِنْدِ اللهِ یعنی اتارا گیا اللہ کی طرف سے مانند قول تیرے کے کہ میں نے اس کو اتارا یعنی جائز ہے کہ مصدر ساتھ معنی اسم مفعول کے ہو اور نصب نزلا کی بنا بر مصدر مؤکد کے ہے یا حال کے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ الْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ آیت ﴿وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ﴾ کے کہ مسومۃ کے معنی ہیں موٹے خوبصورت۔

فائدہ: کہا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہ مسومۃ کے معنی ہیں چرنے والے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿وَحَصُورًا﴾ لَا يَأْتِي

یعنی اور کہا ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیچ آیت ﴿وَحَصُورًا وَنَبِيًّا

النِّسَآءَ. ﴿مِّنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ کے کہ اس کے معنی ہیں کہ عورتوں کے پاس نہ آئے۔

فائدہ: اصل حصر کے معنی ہیں جس کہا جاتا ہے اس کو جو عورتوں کے پاس نہ جائے عام تر اس سے ہو یہ اس کی طبع سے مانند نامرد کی یا اس کے نفس کے مجاہدہ سے ہو اور یہی ممدوح اور مراد ساتھ وصف سید کے یحییٰ علیہ السلام ہیں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَيَاْتُوْكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ کہ فورھم کے معنی ہیں آئیں تمہارے پاس کافر اپنے غصے اور جوش سے دن بدر کے۔

فائدہ: کہا عکرمہ نے کہ یہ جوش ان کا تھا دن اُحد کے غضبناک ہوئے واسطے اس چیز کے کہ پہنچی ان کو دن بدر کے تکلیف سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ مِنَ النُّطْفَةِ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَّيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ کے کہ منی نکلتی ہے اس حال میں کہ بے جان ہوتی ہے اور اس سے زندہ پیدا ہوتا ہے یعنی بچہ پیدا ہوتا ہے یعنی اور اس طرح منی بے جان ہے اور زندہ آدمی سے نکلتی ہے۔

اَلْاِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ أُرَاهُ إِلٰى أَنْ تَغْرُبَ.

یعنی آیت ﴿فَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ کے معنی ہیں اول فجر یعنی اول دن اور عشی کے معنی ہیں جھکنا آفتاب کا یہاں تک کہ میرا گمان ہے کہ اس نے کہا کہ ڈوب جائے۔

بَابٌ ﴿مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْحَلَالُ وَالْحَرَامُ ﴿وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖ إِلَّا الْفَاسِقِيْنَ﴾ وَكَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ وَكَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اس کی بعض آیتیں کھلی ہیں یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد محکم سے حلال اور حرام ہے اور بعض آیتیں کئی معنی مشتبہ کا احتمال رکھتی ہیں آپس میں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں مانند اس آیت کے کہ نہیں گمراہ کرتا اس کے ساتھ مگر گنہگاروں کو اور مانند اس آیت کے کہ ٹھہراتا ہے اللہ غضب اور رسوائی کو ان لوگوں پر جو نہیں سمجھتے اور مانند اس آیت کے کہ جنہوں نے راہ پائی زیادہ کی ان کو ہدایت۔

فائدہ: یہ تینوں آیتیں متشابہات کی مثال ہیں۔

فائدہ: روایت کی عبد بن حمید نے مجاہد سے بیچ تفسیر آیت: ﴿مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ﴾ کی کہا محکم وہ ہے کہ اس میں حلال اور حرام کا کھلم کھلا بیان ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ متشابہ ہے بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے یعنی معنی میں ایک دوسرے کے موافق ہیں جو معنی کہ ایک سے معلوم ہوتے ہیں تو گویا ایک کے معنی دوسرے کے معنی کو سچا کرتے ہیں۔

﴿زَيْغٌ﴾ شَكٌّ ﴿اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ﴾ الْمُشْتَبِهَاتِ.

یعنی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ﴾ میں زیغ کے معنی شک ہیں اور فتنے کے معنی ہیں متشابہات یعنی واسطے سبب طلب کرنے متشابہات کے۔

فائدہ: یعنی تا کہ مبتلا کریں لوگوں کو ان کے دین سے واسطے قادر ہونے ان کے اوپر تحریف ان کی کے طرف مقاصد فاسدہ اپنے کے مانند حجت پکڑنے نصاریٰ کے ساتھ اس کے کہ قرآن ناطق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہے اور چھوڑ دیا ہے انہوں نے اس آیت کو ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ﴾ اور مثل اس آیت کے ﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ﴾۔ (فتح)

﴿وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ يَعْلَمُوْنَ ﴿يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾.

یعنی اور جو مضبوط علم والے ہیں سو اس کے معنی کو جانتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس پر۔

فائدہ: یہ جو مجاہد کا مذہب ہے اس آیت کی تفسیر میں یہ چاہتا ہے کہ واؤ والراسخون میں عاطفہ ہو اوپر معمول استثناء کے اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پڑھتے تھے ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ﴾ یعنی نہیں جانتا اس کے معنی کو مگر اللہ تعالیٰ اور کہتے ہیں مضبوط علم والے کہ ہم اس پر ایمان لائے پس یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دلالت کرتی ہے کہ واؤ واسطے استیناف کے ہے یعنی یہاں سے کلام از سر نو شروع ہوتا ہے اس واسطے کہ اس روایت کے ساتھ اگرچہ قرأت ثابت نہیں ہوتی لیکن کم سے کم اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ہو یہ خبر ساتھ سند صحیح کے طرف ترجمان قرآن کے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سو مقدم کیا جائے گا کلام اس کا دوسروں کی کلام پر اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ آیت نے دلالت کی ہے اوپر مذمت اُن لوگوں کے جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں واسطے وصف کرنے ان کے ساتھ زیغ کے اور طلب کرنے فتنے کے اور تصریح کی ہے موافق اس کے باب کی حدیث نے اور دلالت کی ہے آیت نے اوپر مدح اُن لوگوں کے جنہوں نے سپرد کیا علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف کہ جیسے کہ مدح کی اللہ نے غیب کے ساتھ ایمان لانے والوں کے۔ (فتح)

٤١٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰٓئِكِ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ.

۴۱۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب بعض آیتیں اس کی پکی ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی سو جن کے دل میں شک ہے وہ پیروی کرتے ہیں اس کی جو اس سے ایک دوسرے کی مانند ہیں واسطے طلب کرنے فتنے کے اور طلب کرنے مراد اس کی کے اولوا الالباب تک، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو ان کو دیکھے جو پیروی کرتے ہیں قرآن کی متشابہ آیتوں کی تو وہ لوگ وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نام لیا یعنی گمراہ ہیں سو ان سے بچو یعنی ان کی صحبت سے پرہیز کرو اور ان کی بات نہ سنو۔

فائدہ: کہا ابو البقاء نے کہ اصل متشابہ کا یہ ہے کہ ہو درمیان دو کے سو جب بہت چیزیں متشابہ جمع ہوں تو ہوگی ہر ایک ان میں سے متشابہ واسطے دوسری کے پس صحیح ہوگا وصف اس کا ساتھ اس کے کہ وہ متشابہ ہے اور نہیں ہے یہ مراد کہ ایک آیت فی نفسہ متشابہ ہے کہا طبری نے کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور بعض نے کہا کہ اس امت کی مدت کے بارے میں اور دوسری وجہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے امر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے واسطے بیان کر دیا ہے پس وہ معلوم ہے واسطے امت آپ کی کے برخلاف امر اس امت کے اس واسطے کہ اس کا علم بندوں سے پوشیدہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ یہ امت کب تک رہے گی اور اس کی عمر کتنی ہے اور کہا اس کے غیر نے کہ محکم قرآن کی وہ آیت ہے جس کے معنی صاف کھلے ہوں اور متشابہ اس کی نقیض ہے اور نام رکھا گیا محکم واسطے ظاہر ہونے مفردات کلام اس کی کے اور مضبوط ہونے ترکیب اس کی کے اور بعض کہتے ہیں کہ محکم وہ ہے جس کی مراد پہچانی جائے یا ساتھ ظاہر ہونے کے یا ساتھ تاویل کے اور متشابہ وہ جس کا علم اللہ ہی کو معلوم ہے مانند قائم ہونے قیامت کے اور نکلنے

دجال کے اور مانند حروف مقطعات کے سورتوں کی ابتدا میں اور محکم اور متشابہ کی تفسیر میں اور بھی بہت قول ہیں جو دس تک پہنچتے ہیں اور جن کو میں نے ذکر کیا یہ مشہور تر ہیں ان سب میں اور قریب تر ہیں طرف صواب کے اور کہا ابو منصور بغدادی نے کہ صحیح ہمارے نزدیک اخیر قول ہے اور کہا سمعانی نے کہ یہی ہے احسن اور مختار قول اوپر طریق اہل سنت کے اور پہلے قول پر چلے ہیں متاخرین اور کہا طیبی نے کہ مراد ساتھ محکم کے وہ چیز ہے کہ اس کے معنی صاف کھلے ہوں اور متشابہ اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ وہ لفظ کہ معنی کو قبول کرے یا نہ کرے اپنے معنی کے غیر کو قبول کرتا ہے یا نہیں دوسری قسم یعنی جو اور معنی کو قبول نہ کرے وہ نص ہے اور پہلی قسم جو معنی کو قبول کرے خالی نہیں اس سے کہ یا تو اس کی دلالت اس معنی پر راجح ہوگی یا نہیں پہلی قسم کا نام ظاہر ہے اور دوسری قسم یا اس کے مساوی ہوگی یا نہ ہوگی اول مجمل ہے اور ثانی مؤول ہے پس مشترک وہ نص ہے اور ظاہر وہ محکم ہے اور جو مجمل اور مؤول کے درمیان مشترک ہے وہ متشابہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ بعض قرآن کا محکم ہے اور بعض متشابہ ہے اور نہیں معارض ہے یہ اس آیت کے ﴿اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ﴾ اس واسطے کہ مراد ساتھ احکام کے یہ ہے کہ اس کی نظم مضبوط ہے اور یہ کہ سب حق ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے اور مراد ساتھ متشابہ کے ایک دوسرے کی مانند ہو حسن سیاق اور نظم میں بھی اور نہیں مراد ہے متشابہ ہونا اس کے معنی کا اس کے سامع پر اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ محکم کے بھی دو معنی ہیں اور متشابہ کے بھی دو معنی ہیں اور کہا خطابی نے کہ متشابہ دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ جب پھیری جائے محکم کی طرف اور اعتبار کیا جائے اس کے ساتھ تو پہچانے جائیں اس کے معنی اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کی حقیقت کے معلوم کرنے کی طرف کوئی راہ نہیں اور یہ قسم وہی ہے جس کے پیچھے گمراہی والے لگتے ہیں سو اس کی مراد کو تلاش کرتے ہیں اور اس کی تہہ کو نہیں پہنچتے سو اس میں شک کرتے ہیں سو گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

٤١٨٤ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهٗ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُوْلُ

۴۱۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ شیطان اس کو چھو لیتا ہے جب کہ وہ پیدا ہوتا ہے سو وہ رو اٹھتا ہے چلا کر شیطان کے چھونے سے مگر مریم اور ان کے بیٹے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے ہاتھ نہیں لگایا پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو یہ مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ کہا ام مریم نے کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنِّي أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور البتہ طعن کیا ہے صاحب کشاف نے اس حدیث کے معنی پر اور توقف کیا ہے اس کی صحت میں پس کہا کہ اگر صحیح ہو یہ حدیث تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر لڑکے کے گمراہ کرنے میں شیطان طمع کرتا ہے مگر مریم اور اس کے بیٹے میں اس واسطے کہ وہ دونوں معصوم تھے اور اسی طرح جوان دونوں کی صفت میں ہو واسطے دلیل اس آیت کے ﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ یعنی جو تیرے خالص بندے ہیں ان پر میرا قابو نہ چلے گا اور چلا اٹھنا لڑکے کا شیطان کے ہاتھ لگانے سے خیال دلانا ہے واسطے طمع کرنے اس کے بیچ اس کے جیسے وہ اس کو چھوتا ہے اور اپنا ہاتھ اس پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو میں بہکاتا ہوں اور بہر حال صفت چھونے کی پس نہیں اور اگر شیطان لوگوں کے چھونے پر مالک ہو تو البتہ بھر جائے دنیا چلانے سے اور کلام اس کا تعاقب کیا گیا ہے ساتھ کئی وجہ کے اور جس کو لفظ حدیث کا چاہتا ہے اس کے معنی میں کوئی اشکال نہیں اور نہیں مخالفت ہے واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے پیغمبروں کے معصوم ہونے سے بلکہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ شیطان کو قدرت دی گئی اوپر چھونے ہر لڑکے کو وقت پیدا ہونے اس کے کی لیکن جو اللہ کے خالص بندوں سے ہو اس کو یہ چھونا بالکل نقصان نہیں کرتا اور خالص بندوں سے مریم اور اس کا بیٹا مستثنیٰ کیا گیا اس واسطے کہ وہ اپنی عادت کے موافق اس کو بھی چھونے لگا سو کوئی چیز اس کے درمیان حائل ہوئی جس نے اس کو چھونے سے روکا پس یہ وجہ ہے خاص ہونے کی اور نہیں لازم آتا اس سے غالب ہونا اس کا ان کے سوا اور خالص بندوں پر اور یہ جو کہا کہ اگر شیطان لوگوں پر مالک ہوتا الخ تو نہیں لازم آتا اس کے ہونے سے کہ ٹھہرایا گیا ہے اس کے واسطے یہ وقت پیدا ہونے بچے کے یہ کہ بدستور رہے یہ تسلط ہر ایک کے حق میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ﴾ لَا خَيْرَ ﴿أَلِيْمٌ﴾ مُؤْلِمٌ مُوْجِعٌ مِّنَ الْأَلَمِ وَهُوَ فِيْ مَوْضِعِ مُفْعِلٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر قیمت تھوڑی ان کا کچھ حصہ نہیں یعنی نیکی سے اور الیم کے معنی ہیں مؤلم یعنی فعیل ساتھ معنی فاعل کے ہے مشتق ہے الم سے اس کے معنی ہیں درد دینے والا اور وہ بیچ جگہ مفعل کے ہے۔

٤١٨٥ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ

۴۱۸۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے ساتھ قسم صبر کے یعنی

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ یَمِیْنَ صَبْرٍ لِّیَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ لَّقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ﴾ إِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَیْسٍ وَّقَالَ مَا یُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِیَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِیْ بِئْرٌ فِیْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِّیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیِّنَتُكَ أَوْ یَمِیْنُهٗ فَقُلْتُ إِذًا یَّحْلِفَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ یَّقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ وَّهُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لَّقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ.

اپنے آپ کو قسم پر بند کرے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کا مال لے سو اللہ تعالیٰ سے ملے گا اس حالت میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ بیشک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر قیمت تھوڑی اُن لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سے بات نہ کرے گا آخر آیت تک کہا ابو وائل نے سو اشعث بن قیس اندر آیا اور کہا کہ کیا حدیث بیان کی ہے تم سے ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے؟ ہم نے کہا ایسے ایسے اس نے کہا یہ آیت میرے حق میں اتری میرا ایک کنواں تھا میرے چچیرے بھائی کی زمین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا یا اس کی قسم معتبر ہوگی میں نے کہا یا حضرت اب وہ قسم کھائے گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قسم کھائے یمین صبر پر کہ اس کے ساتھ مسلمان کا مال لے اور وہ اس میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔

٤١٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ هُوَ ابْنُ أَبِیْ هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَیْمًا أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِی السُّوْقِ فَحَلَفَ فِیْهَا لَقَدْ أُعْطِیَ بِهَا مَا لَمْ یُعْطِهٖ لِیُوْقِعَ فِیْهَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ إِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ.

۴۱۸۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اسباب بازار میں کھڑا کیا یعنی اس کے بیچنے کے واسطے بازار میں کھڑا ہوا سو اس نے اس کے ساتھ قسم کھائی کہ البتہ وہ اس کے بدلے دیا گیا تھا جو نہیں دیا گیا تھا یعنی خریدار سے کہا کہ مجھ کو اتنی قیمت ملتی ہے یعنی جھوٹی قسم کھائی تا کہ کسی مسلمان کو اس میں ڈالے سو اتری یہ آیت کہ بیشک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر قیمت تھوڑی آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں شہادات میں گزر چکی ہیں اور نہیں مخالفت ہے درمیان ان دونوں کے اور محمول کیا جائے گا

اس پر کہ یہ آیت دونوں سبب میں اتری اور لفظ آیت کا عام تر ہے اس سے اسی واسطے واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ابتدا میں جو اس کو چاہتا ہے۔ (فتح)

٤١٨٧ ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ أَوْ فِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفًى فِي كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الْأُخْرٰى فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَآءُ قَوْمٍ وَّأَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوْهَا بِاللّٰهِ وَاقْرَءُوْا عَلَيْهَا ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ فَذَكَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

۴۱۸۷۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں موزہ سیتی تھیں گھر میں یا حجرے میں یعنی حجرے میں جو گھر کے اندر تھا سو دونوں میں سے ایک عورت باہر آئی اور حالانکہ اس کی ہتھیلی میں آر (موچی کے جوتا سینے کا ہتھیار) چھبوئی گئی تھی سو اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا سو یہ مقدمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اٹھایا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گواہ کے بغیر صرف دعویٰ پر لوگوں کو دلایا جائے تو بعض لوگ مردوں کے خونوں اور مالوں کا ناحق دعویٰ کریں سو لوگوں کے خون اور مال ضائع ہوں یا دلاؤ اس کو اللہ یعنی عورت مدعا علیہا کو جھوٹی قسم سے اور اس کے گناہ سے ڈراؤ' اور اس پر یہ آیت پڑھو کہ تحقیق جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر قیمت تھوڑی لوگوں نے اس کو نصیحت کی اس نے مان لیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعا علیہ پر تو قسم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے کہنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ پڑھو اس پر یہ آیت کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد پر قیمت تھوڑی اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے عمل کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر عموم آیت کا نہ خصوص سبب نزول اس کے کا اور اس میں ہے کہ جس پر قسم متوجہ ہوتی ہے وعظ کیا جائے اس کو ساتھ آیت کے اور جو اس کے مانند ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ﴾ سَوَآءٍ قَصْدٍ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے کتاب والو! آؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یعنی مسلم ہے یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں سواء کے معنی ہیں قصد یعنی برابر۔

فائدہ: روایت کی طبری نے ابوالعالیہ سے کہ مراد ساتھ کلمہ کے لا الہ الا اللہ ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے سیاق آیت

کا کہ شامل ہے اس کو قول اس کا الا نعبد و لا نسئلك و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله اس واسطے کہ بیشک یہ سب داخل ہے کلمہ حق کے نیچے اور وہ لا الہ الا اللہ ہے اور اسی بنا پر کلمہ ساتھ معنی کلام کے ہے اور یہ جائز ہے لغت میں پس بولا جاتا ہے کلمہ بہت کلموں پر اس واسطے کہ بعض بعض کے ساتھ جڑ کر ایک کلمے کی قوت میں ہو گئے ہیں برخلاف اصطلاح نحویوں کے کہ وہ کلمہ اور کلام کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ (فتح)

٤١٨٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مَّعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سُفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى إِلٰى هِرَقْلَ قَالَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُوْنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوْا أَصْحَابِيْ خَلْفِيْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَّهُمْ إِنِّيْ سَآئِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ

۴۱۸۸۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں چلا یعنی شام کو تجارت کے واسطے اس مدت میں کہ میرے اور حضرت ﷺ کے درمیان حدیبیہ میں صلح قرار پائی تھی کہا سو جس حالت میں کہ ہم شام میں تھے کہ اچانک حضرت ﷺ کا خط ہرقل بادشاہ روم کے پاس لایا گیا اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابی اس کو لایا تھا اس نے اس کو بصریٰ کے حاکم کے پاس پہنچایا اس نے اس کو ہرقل کے پاس پہنچایا سو ہرقل نے کہا کہ کیا کوئی اس جگہ ہے اس مرد کی قوم میں سے جو کہتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں؟ لوگوں نے کہا ہاں ابوسفیان نے کہا سو میں بلایا گیا مع چند مردوں قریش کے سو ہم ہرقل کے پاس اندر آئے سو اس نے ہم کو اپنے سامنے بٹھلایا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان (جو ایک زبان کو دوسری زبان میں بیان کرے) کو بلایا سو بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ کہ میں اس شخص یعنی ابوسفیان سے اس مرد کا کچھ حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے سو اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ یعنی اگرچہ دستور ہے کہ بادشاہوں کی کچہری میں کوئی کسی کو نہیں جھٹلاتا ان کی تعظیم کے واسطے لیکن ہرقل نے ان کو ایک مصلحت کے لیے اجازت دی کہا ابوسفیان نے قسم ہے اللہ کی کہ اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری کذب بیانی مشہور کریں گے تو البتہ میں حضرت ﷺ کے حق میں کچھ جھوٹ بولتا پھر بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھ کہ اس پیغمبر کا نسب تم

الَّذِیْ یَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِیٌّ فَاِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا اَنْ يُّؤْثِرُوْا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ اَيَتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ يَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُّصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قَالَ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِيْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّيْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْ حَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ

میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں نہایت شریف اور عمدہ خاندان سے ہے پھر بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں، بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا پیغمبری کے دعوے سے پہلے کبھی اس کو تم جھوٹ کی تہمت بھی لگاتے تھے میں نے کہا نہیں بادشاہ نے پوچھا کہ سردار اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا بلکہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں بادشاہ نے پوچھا بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں؟ میں نے کہا گھٹتے نہیں بلکہ بڑھتے جاتے ہیں بادشاہ نے پوچھا بھلا کوئی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے ناخوش ہو کر اس میں داخل ہونے کے بعد؟ میں نے کہا نہیں' بادشاہ نے کہا بھلا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، بادشاہ نے کہا کہ تمہاری لڑائی اس سے کس طرح ہوئی؟ یعنی کون غالب ہوا؟ میں نے کہا کہ کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں' بادشاہ نے کہا بھلا کبھی قول کر کے دغا بھی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے صلح ہوئی ہے ہم کو معلوم نہیں کہ وہ اس مدت صلح میں کیا کرنے والا ہے کہ قول سے پھر جاتا ہے یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کلام کے سواء کسی کلام میں کچھ بات نہ ملا سکا' بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں اس طرح پیغمبری کا دعویٰ کسی نے آگے بھی کیا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں' پھر بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ میں نے پوچھا کہ اس کا نسب تم میں کیسا ہے' تو نے کہا وہ ہم لوگوں میں نہایت شریف اور عالی خاندان ہے سو پیغمبر لوگ اسی طرح اپنی قوم میں شریف اور عمدہ خاندان ہوتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا

آبَآئِهِ وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضْعَفَآؤُهُمْ أَمْ
أَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ
أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ
بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ
لَّا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِّيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى
النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ
وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ
بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهُ فَزَعَمْتَ أَنْ
لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ
الْقُلُوْبِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ
فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ
حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ
أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَّنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ
وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ
الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا
يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ
هَلْ قَالَ أَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ
لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ
قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ
قَالَ بِمَ يَأْمُرُكُمْ قَالَ قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ
وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَّكُ مَا
تَقُوْلُ فِيْهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ
أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْ أَنِّيْ
أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ

کہ اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا تو نے کہا نہیں میں کہتا ہوں اگر کوئی اس کے باپ دادے میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ اپنی نبوت کے پردے میں اپنے باپ دادے کی بادشاہی چاہتا ہے اور میں نے تجھ سے اس کے تابعداروں کے حال سے پوچھا کہ غریب لوگ ہیں یا سردار، تو نے کہا بلکہ غریب ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ پہلے غریب لوگ ان کے تابع ہوتے ہیں یعنی بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ پیغمبری کے دعوے سے پہلے بھی کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو نے کہا نہیں، سو میں نے جانا کہ جب وہ آدمیوں پر جھوٹ نہیں باندھتا تو اللہ تعالیٰ پر کیونکر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تجھ سو پوچھا کہ کوئی اس کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے اس میں داخل ہونے کے بعد، تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب کہ اس کے دل میں رچ گیا یعنی ایمان کی یہی خاصیت ہے کہ اس کو تغیر نہیں ہوتا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے تابعدار بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں، تو نے کہا بڑھتے جاتے ہیں اور یہی حال ہے ایمان کا کہ اس کو ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچتا ہے اور میں نے تجھ سے کہا کیا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوتی ہے تو نے کہا کہ ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اور لڑائی تمہارے اور اس کے درمیان ڈولوں کی طرح ہوتی ہے کبھی وہ تم پر غالب آتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب ہوتے ہو سو یہی دستور ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کار ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کبھی دغا بھی کرتا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی

كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهٗ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهٗ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَ﴿يٰأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهٗ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ حِيْنَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ إِنَّهٗ لَيَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَآءَ الرُّوْمِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ دَارٍ لَّهٗ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَّكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرَّشَدِ اٰخِرَ الْأَبَدِ وَأَنْ يَّثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ إِنِّيْ

ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز دغا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس طرح پیغمبری کا دعویٰ اس سے پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے اس سے پہلے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں یوں جانتا کہ اس شخص نے بھی اگلے قول کی پیروی کی، پھر بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ سب باتیں جو تو اس کے حق میں کہتا ہے سچی ہیں تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے اور میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے لیکن مجھ کو گمان نہ تھا کہ تم عرب لوگوں میں ہوگا اور اگر میں جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے قدم دھوتا اور البتہ اس کی سلطنت میرے قدم کے نیچے تک پہنچے گی پھر بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط مانگا تو اس کو پڑھا تو اچانک اس کا یہ مضمون تھا کہ یہ خط ہے اللہ کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہِ راست پر چلا اس کے بعد میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو دین و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا یعنی ایک ثواب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا اور اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت اور تابعداروں کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہوا تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی تو ان کی گمراہی کا عذاب بھی تجھ پر ہوگا اور اے کتاب والو! آؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعض کو اللہ کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سو اگر اہل کتاب توحید

إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِيْ أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ.

سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے فرمانبردار ہیں سو جب وہ خط پڑھ چکا تو دربار میں آوازیں بلند ہوئیں اور بہت شور وغل ہوا پھر ہم بموجب حکم کے دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب ہم نکالے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ﷺ کا یہ رتبہ پہنچا کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے سو اس وقت سے ہمیشہ مجھ کو یقین رہا کہ حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا، کہا زہری نے کہ پھر ہرقل نے روم کے سردار بلا کر اپنے ایک مکان میں جمع کیے سو کہا اے گروہ روم کے اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری چاہتے ہو اور اپنی بادشاہی کا قیام چاہتے ہو تو اس پیغمبر پر ایمان لاؤ سو وہ بھڑکے اور جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے سو انہوں نے دروازے بند پائے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ سو بادشاہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ میں نے تو تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھ کو پسند تھی وہی میں نے تم سے دیکھی پھر ان لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث کے اس طریقے میں ہرقل اور ابوسفیان کے سوال اور جواب باترتیب واقع ہوئے ہیں جس طور سے کہ واقع ہوئے اور حاصل تمام سوالوں کا ثابت ہونا پیغمبری کی نشانیوں کا تمام میں سو ان میں بعض ایسی ہیں جن کو اس نے اگلی کتابوں سے لیا اور بعض ایسی ہیں جن کو عادت کے ساتھ استقرا کیا اور بدء الوحی میں جوابات بے ترتیب واقع ہوئے ہیں اور یہ جو ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اسے کہہ یعنی ابوسفیان سے میں نے تجھ سے پوچھا ترجمان کی زبان پر اس واسطے کہ ترجمان دوہراتا تھا ہرقل کی کلام کو اور دوہراتا تھا واسطے اس کے ابوسفیان کی کلام کو اور نہیں بعید ہے کہ ہرقل عربی زبان کو سمجھتا ہو لیکن اپنی زبان کے سوا اور زبان میں کلام کرنے کو عار جانتا تھا جیسے کہ جاری ہے یہ عادت عجم کے بادشاہوں کی اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ ہم کو نماز اور زکوٰۃ وغیرہ سکھلاتا ہے تو اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں مامور ہرقل کے نزدیک معروف تھیں اسی واسطے اس نے ان کے حقائق سے سوال

نہ کیا اور یہ جو کہا کہ اگر یہ سب باتیں جو تو کہتا ہے سچ ہیں تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے تو جہاد میں واقع ہوا ہے کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے اور واقع ہوا ہے بیچ امالی محاملی کے ہشام کے طریق سے اس نے روایت کی ابوسفیان سے کہ بصرے کے حاکم نے اس کو پکڑا اور وہ سوداگری میں تھے پس ذکر کیا قصہ مختصر اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے مجھ کو خبر دی کہ اگر تو محمد ﷺ کی صورت کو دیکھے تو پہچان لے گا میں نے کہا ہاں سو میں ان کے ایک عبادت خانے میں داخل کیا گیا اس میں بہت تصویریں تھیں سو مجھ کو حضرت ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی پھر میں دوسرے عبادت خانے میں داخل کیا گیا سو اچانک میں نے حضرت ﷺ کی تصویر دیکھی ساتھ تصویر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور ابونعیم کے دلائل النبوۃ میں سند ضعیف کے ساتھ روایت ہے کہ ہرقل نے ان کے واسطے ایک ڈبہ سونے کا نکالا اس پر سونے کا تالا تھا سو اس نے اس میں سے ایک ریشم لپیٹا ہوا نکالا کہ اس میں تصویریں تھیں سو ہرقل نے اس کو ان کے سامنے کیا یہاں تک کہ ان سب میں پچھلی حضرت ﷺ کی تصویر تھی تو ہم سب نے کہا کہ یہ تصویر محمد ﷺ کی ہے سو ہرقل نے ان کے واسطے ذکر کیا کہ یہ پیغمبروں کی تصویریں ہیں اور یہ ان کے خاتم ہیں اور یہ جو ہرقل نے کہا کہ مجھ کو معلوم تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھ کو معلوم تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر اس زمانے میں ظاہر ہوگا لیکن مجھ کو اس کی تعیین معلوم نہ تھی اور گمان کیا ہے بعض شارحین نے کہ اس کو گمان تھا کہ بنی اسرائیل سے ہوگا اس واسطے کہ ان میں بہت پیغمبر پیدا ہوئے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اعتماد ہرقل کا اس میں تھا اس چیز پر کہ واقف ہوا وہ اس پر اسرائیلی کتابوں سے اور وہ سب تصریح کرنے والی ہیں ساتھ اس کے کہ آخر زمانے میں جو پیغمبر ہوگا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا پس محمول ہوگا قول اس کا لم اکن اظن انه منكم یعنی قریش میں سے اور یہ کہ جو اس نے کہا کہ البتہ میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا تو بدء الوحی میں یہ لفظ ہے لتجشمت لقاءه یعنی میں تکلیف اٹھا کر اس کے پاس پہنچتا اور اختیار کرتا مشقت کو بیچ اس کے لیکن ڈرتا ہوں کہ اس سے پہلے کاٹا جاؤں اور نہیں ہے کوئی عذر واسطے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس نے حضرت ﷺ کی صفت پہچانی لیکن اس نے اپنے ملک کی حرص کی اور ریاست کے باقی رکھنے میں رغبت کی سو اس کو مقدم کیا اور صحیح بخاری میں یہ صریح آ چکا ہے کہ کہا نووی نے کہ اس قصے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جائز ہے خط و کتابت کرنا کفار سے اور بلانا ان کو اسلام کی طرف لڑنے سے پہلے اور اس میں تفصیل ہے سو جس کو دعوت اسلام کی نہ پہنچی واجب ہے ڈرانا اس کا پہلے لڑنے کے نہیں تو مستحب ہے اور ایک فائدہ واجب ہونا عمل کا ہے ساتھ خبر واحد کے ورنہ نہ ہوگا بیچ بھیجنے خط کے تنہا دحیہ کے ساتھ کوئی فائدہ اور ایک یہ کہ واجب ہے عمل ساتھ خط کے جب کہ قائم ہوں قرائن اس کے سچ ہونے پر اور یہ کہ مستحب ہے شروع کرنا خط کا ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اگرچہ جس کی طرف خط بھیجا گیا ہے کافر ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جو امر ذی شان حمد اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جائے پس وہ ناتمام ہے روایت کیا ہے اس کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں

لیکن اس کی سند صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت کے پس روایت مشہور ساتھ لفظ حمد اللہ کے ہے اور اس کے سوا جتنے الفاظ ہیں ان کی سندیں واہیہ ہیں پھر لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خصوص ہے اور وہ امر وہ ہے کہ حاجت ہوتی ہے اس میں طرف مقدم کرنے خطبے کے اور بہر حال مراسلات پس نہیں جاری ہوئی ہے عادت شرعیہ اور نہ عرفیہ ساتھ شروع کرنے اس کے الحمد سے اور یہ نظیر ہے اس حدیث کی جو ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو خطبہ کہ اس میں تشہد نہ ہو پس وہ مانند ہاتھ ناقص کے ہے پس شروع کرنا ساتھ الحمد کے اور شرط ہونا تشہد کا خاص ہے ساتھ خطبے کے برخلاف باقی اہم امور کے کہ بعض ان میں سے پوری بسم اللہ کے ساتھ شروع کیے جاتے ہیں اور بعض ساتھ کسی لفظ کے ذکر مخصوص سے مانند تکبیر کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کوئی خط حمد کے ساتھ شروع نہیں کیا بلکہ بسم اللہ کے ساتھ اور یہ جو کہا کہ مسلمان ہو جا آفات سے سلامت رہے گا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو اسلام میں داخل ہوا وہ آفات سے سلامت رہتا ہے اس اعتبار سے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ہرقل کے جیسا کہ وہ خاص نہیں ساتھ دوسرے حکم کے اور وہ قول اس کا کہ وہ مسلمان ہو جا اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا اس واسطے کہ وہ عام ہے ہر اس شخص کے حق میں کہ اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لایا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا اور دوسری بار جو کہا کہ اسلام لا تو پھر یہ تاکید ہے اور احتمال ہے کہ پہلی بار اسلام لانے سے مراد یہ ہو کہ نہ اعتقاد کر مسیح کے حق میں جو نصاریٰ کرتے ہیں اور اسلام لا دوسری بار یعنی اسلام میں داخل ہو جا۔

تنبیہ: خط میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ نہیں لکھا کہ میری پیغمبری کے ساتھ بھی ایمان لا لیکن شامل ہو گیا ہے آپ کے قول میں کہ سلام اس کو جو راہِ راست پر چلا اور آپ کے اس قول میں کہ میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس واسطے کہ یہ سب شامل ہے دونوں شہادتوں کے اقرار کو اور ازہری نے حکایت کی ہے کہ اریسیین مجوس کی ایک قوم کا نام ہے جو آگ کو پوجتے تھے پس اسی بنا پر اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ تم پر گناہ ہے مثل مجوس کے اور یہ جو کہا کہ ہرقل نے روم کے سردار ایک مکان میں جمع کیے تو بدء الوحی میں ہے کہ وہ خود اس مکان کے اوپر بلندی میں تھا سو اس نے ان پر جھانکا اور یہ کام اس نے اس واسطے کیا کہ وہ اپنی جان پر ڈرا کہ کہیں اس کی بات پر انکار کریں اور اس کی قتل کی طرف دوڑ پڑیں اور یہ جو کہا کہ آوازیں بلند ہوئیں تو جہاد میں واقع ہوا ہے کہ جب ہرقل اپنی بات تمام کر چکا تو بلند ہوئیں آوازیں ان کی جو اس کے گرد روم کے سردار تھے اور ان کا بہت شور وغل ہوا سو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا لیکن حال کے قرینوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شور ان کا اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ ہرقل کی میل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی طرف تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اس پر ایمان لائے اور یہ جو کہا کہ آخر الابد یعنی تمہاری بادشاہی قیامت تک رہے اس واسطے کہ اس نے پہچانا پہلی کتابوں سے کہ اس امت کے بعد اور کوئی امت نہیں اور ان کے دین کے بعد اور کوئی دین نہیں اور یہ کہ جو اس میں داخل ہو وہ اپنی جان سے امن میں رہتا ہے سو کہا اس نے

یہ واسطے ان کے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کو سجدہ کیا تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ ان کا دستور تھا کہ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کیا کرتے تھے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ زمین چومنے ان کے حقیقتاً اس واسطے کہ جو یہ کرتا ہے اکثر اوقات اس کی صورت سجدہ کرنے والے کی ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں اور کئی فائدے ہیں علاوہ ان کے جو پہلے گزرے شروع کرنا ساتھ نام کاتب کے پہلے مکتوب الیہ سے اور اگر مکتوب الیہ کا نام پہلے لکھا جائے تو اس میں بھی کوئی عیب نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ إِلٰى ﴿بِهٖ عَلِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز سے کہ اس سے محبت رکھتے ہو آخر آیت تک۔

٤١٨٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا وَّكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّايِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّايِحٌ وَّقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِيْ

۴۱۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی کھجور کے باغوں میں سب انصاریوں سے زیادہ تر تھے اور اس کے سب مال سے اس کو وہ باغ بہت پیارا تھا جس کا نام بیرحاء تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے سو جب آیت تری کہ ہرگز نہ پہنچو گے تم نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اپنے پیارے مال میں سے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرگز نہیں پاؤ گے تم نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اپنے محبوب مال میں سے اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحاء بہت پیارا ہے سو میں نے اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کیا میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی میں اس کو آگے بھیج کر جمع کرتا ہوں تا کہ اس کو اللہ کے نزدیک پاؤں سو یا حضرت! جس کو مناسب دیکھیں اس کو دے دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے اور البتہ میں نے سنا جو تو نے کہا اور میں بہتر جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابتیوں میں تقسیم کر دے

الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ مَّالٌ رَّابِحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيٍّ وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا.

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں یہ کام کرتا ہوں سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا' عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے کہا کہ یہ مال جانے والا ہے اور یحییٰ بن یحییٰ نے ہمیں حدیث سنائی کہ میں نے مالک پر پڑھا یہ مال جانے والا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ باغ اس نے حسان اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دیا اور مجھ کو کچھ نہ دیا اور حالانکہ میں اس کے نزدیک ان دونوں سے زیادہ قریب تھا۔

فائدہ: اور جن لوگوں نے اس آیت کے ساتھ عمل کیا ان میں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں کہ انہوں نے اس آیت کو پڑھا کہا سو میں نے اپنے نزدیک اپنی لونڈی رومی سے کوئی چیز پیاری نہ پائی سو میں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے سو اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اللہ کے لیے دی ہوئی چیز کو پھیر نہیں لوں گا تو البتہ میں اس سے نکاح کرتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کہہ لاؤ تورات اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو؟

۴۱۹۰ - حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ بِمَنْ زَنٰى مِنْكُمْ قَالُوْا نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا فَقَالَ لَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ فَقَالُوْا لَا نَجِدُ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِيْ يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهٗ عَلٰى

۴۱۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود اپنے ایک مرد اور عورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے دونوں نے زنا کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کس طرح کرتے ہو جو تم میں زنا کرے؟ یہود نے کہا کہ ہم دونوں پر گرم پانی ڈالتے ہیں یا ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو مارتے ہیں' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم توراۃ میں رجم کرنا نہیں پاتے؟ یہود نے کہا کہ ہم اس میں کچھ نہیں پاتے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم جھوٹے ہو سو لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو؟ یعنی سو وہ توراۃ لائے تو اس کے مدرس نے جو اس کا درس کرتا تھا اپنی ہتھیلی رجم کی آیت پر رکھی اور اس کے آگے پیچھے کی آیت پڑھنے لگا اور رجم

اٰيَةِ الرَّجْمِ فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُوْنَ يَدِهٖ وَمَا وَرَآئَهَا وَلَا يَقْرَأُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فَنَزَعَ يَدَهٗ عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ قَالُوْا هِيَ اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَآئِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَحْنِيْ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

کی آیت نہ پڑھتا تھا سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ رجم کی آیت پر سے کھینچا اور کہا یہ کیا ہے؟ سو جب انہوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ رجم کی آیت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رجم کرنے کا حکم دیا سو دونوں رجم کیے گئے قریب جانزے کی جگہ سے مسجد کے پاس سو میں نے اس عورت کے ساتھی کو دیکھا کہ اس پر جھکتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی۔

بَابٌ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تم بہتر ہو سب امتوں سے کہ نکالے گئے یعنی مقرر کے گئے۔

٤١٩١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْاِسْلَامِ.

۴۱۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ تم بہتر امت ہو کہ نکالے گئے واسطے لوگوں کے کہا کہ بہتر لوگوں میں واسطے لوگوں کے کہ لاتے ہیں ان کو زنجیروں میں بندھے یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوں گے کہ سبب ہے سب عادتوں دینی اور دنیاوی کا۔

فائدہ: یہ جو کہا خیر الناس للناس یعنی بہتر بعض لوگوں میں واسطے بعض کے یعنی زیادہ نفع پہنچانے والے واسطے ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس واسطے ہوا کہ وہ ان کے مسلمان ہونے کا سبب ہوئے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ اگر اللہ چاہتا تو کہتا انتم خیر امة سو ہم سب بہتر ہوتے لیکن کہا کنتم پس یہ آیت خاص ہے واسطے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جوان کا سا کام کرے اور یہ روایت منقطع ہے احمد اور نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مہاجرین کے حق میں ہے پس نہ خاص تر ہے پہلی وجہ سے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور یہ وجہ زیادہ تر خاص ہے دوسری وجہ سے اور طبرانی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ معنی اس کے اوپر شرط مذکور کے ہیں یعنی تم نیک بات بتلاتے ہو برے کام سے روکتے ہوالخ اور یہ عام تر ہے آئی ہے بیچ سبب اس حدیث کے وہ خبر کہ روایت کی ہے طبری وغیرہ نے عکرمہ سے کہ تم سے اگلے لوگ ایک دوسرے شہر میں بے خوف نہیں ہوتے تھے ایک دوسرے کو

مار ڈالتا تھا سو جب تم پیدا ہوئے تو سرخ وسیاہ لوگوں نے تم میں امن پایا اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ ایسی کوئی امت نہیں ہوئی کہ اس میں بہت قسم کے لوگ داخل ہوئے ہوں مانند اس امت کے اور اسی طرح روایت ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور یہ سب چاہتا ہے اس کو کہ آیت سے مراد ساری امت ہے اگلی پچھلی اور تائید کی گئی ہے اس کی ساتھ حدیث بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم ہو بہتر امت جو پیدا ہوئے واسطے لوگوں کے فرمایا تم پورا کرنے والے ہو ستر امت کو سب میں بہتر اور بزرگ تر ہو نزدیک اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ بزدلی کریں۔

٤١٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ فِيْنَا نَزَلَتْ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ قَالَ نَحْنُ الطَّآئِفَتَانِ بَنُوْ حَارِثَةَ وَبَنُوْ سَلِمَةَ وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَّمَا يَسُرُّنِيْ أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾.

۴۱۹۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں اتری کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ نامردی کریں اور اللہ تھا مددگار ان کا کہا ہم ہیں دونوں گروہ بنی حارثہ اور بنی سلم اور ہم کو خوش نہیں لگتا کہ یہ آیت نہ اترتی واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ تھا مددگار ان کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنگ احد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

٤١٩٣ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فِي الرَّكْعَةِ الْأٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ

۴۱۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب نماز فجر کی پچھلی رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے الٰہی! لعنت کر فلاں کو اور فلاں کو اور فلاں کو بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں آخر آیت تک۔

الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تھے حضرت ﷺ بد دعا کرتے صفوان بن امیہ پر اور سہیل بن عمیر پر اور حارث بن ہشام پر سو یہ آیت اتری اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی سو وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (فتح)

٤١٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۱۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کسی پر بد دعا یا کسی کے واسطے دعا کرنے کا ارادہ کرتے تھے یعنی نماز میں تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے سو اکثر اوقات سمع اللہ لمن حمدہ الخ کے بعد یوں کہتے الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی! عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا اس کو پکار کر پڑھتے تھے اور بعض وقت اپنی فجر کی نماز میں کہتے تھے کہ الٰہی! لعنت کر فلاں کو اور فلاں کو عرب کے کئی گروہوں پر بد دعا کرتے یعنی رعل اور ذکوان اور عصیہ پر یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی جو گمان کرتا ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے اور اس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رکوع کے بعد اس وقت ہوتی ہے جب کہ کسی پر بد دعا یا کسی کے واسطے دعا کرنے کا ارادہ ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مفہوم اس کا یہ ہو کہ نہیں واقع ہوتی

قنوت مگر اسی حالت میں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو ابن خزیمہ نے سند صحیح کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کہ کسی قوم پر بد دعا کرتے یا کسی کے واسطے دعا کرتے اور قنوت کا بیان وتر کے بیان میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں تو پہلے گزر چکا ہے اشکال اس کا جنگ احد میں اور یہ کہ قصہ رعل اور ذکوان کا اُحد کے بعد تھا اور اس آیت کا نزول اُحد کے قصے میں تھا پس کس طرح متاخر ہوگا سبب نزول کا آیت کے نزول سے پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے علت خبر کی اور یہ کہ اس میں ادراج ہے اور یہ قول اس کا حتی انزل اللہ منقطع ہے زہری سے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن کافروں نے حضرت ﷺ کا دانت توڑا حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی سو یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اور طریق تطبیق کا درمیان اس کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے بد دعا کی مذکورین پر اس کے بعد اپنی نماز میں سو اتری آیت دونوں امر میں اس چیز میں کہ واقع ہوئی واسطے آپ کے امر مذکور سے اور اس چیز میں کہ پیدا ہوئی اس سے بد دعا کرنے سے اوپر ان کے اور یہ سب اُحد میں ہے برخلاف قصے رعل اور ذکوان کے کہ وہ اجنبی ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ تھا قصہ ان کا اس کے بعد اور متاخر ہوا نزول آیت کا اپنے سبب سے تھوڑا سا پھر آیت ان سب امروں میں اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرَاكُمْ﴾ وَهُوَ تَأْنِيْثُ اٰخِرِكُمْ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ رسول تم کو تمہارے پیچھے سے بلاتا تھا اور وہ تانیث ہے آخر کم کی۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ یعنی کہہ نہیں انتظار کرتے تم ہمارے حق میں مگر دو خوبی میں سے ایک کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ایک دو خوبی سے فتح یا شہادت ہے

فائدہ: اور محل اس تعلیق کا سورۂ برأت ہے اور یہ شاید بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے کہ ایک دو خوبی سے جنگ اُحد میں واقع ہوئی اور وہ شہادت ہے۔

٤١٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ

۴۱۵۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ اُحد کے دن پیادوں پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا سو سامنے آئے شکست کھا کے پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ جب رسول ان کو پیچھے سے بلاتا تھا اور نہ باقی

أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَّأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

رہا ساتھ حضرت ﷺ کے کوئی سوائے بارہ مردوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾.

بیان میں اس آیت کے کہ پھر اتارا تم پر غم کے بعد امن کو کہ وہ اونگھ تھی۔

٤١٩٦ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُوْ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَدِيْ وَآخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَآخُذُهٗ.

۴۱۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو اونگھ نے ڈھانکا اور حالانکہ ہم اپنی صف جنگ میں کھڑے تھے جنگ اُحد کے دن سو میری تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگی اور میں اس کو پکڑتا تھا اور گرتی تھی اور میں اس کو پکڑتا تھا یعنی ایسی اونگھ آئی کہ تلوار کئی بار میرے ہاتھ سے گر پڑی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿اَلْقَرْحُ﴾ الْجِرَاحُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا اس کے بعد کہ ان کو زخم پہنچا اور جو ان میں نیک ہیں اور پرہیز گار ان کو ثواب ہے بڑا۔

﴿اِسْتَجَابُوْا﴾ أَجَابُوْا ﴿يَسْتَجِيْبُ﴾ يُجِيْبُ.

یعنی استجابوا کے معنی ہیں اجابوا یعنی حکم مانا اور یستجیب کے معنی ہیں یجیب۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری نے واسطے شہادت لینے کے دوسری آیت کے لیے۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث اور شاید اس نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا اور لائق اس کے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ اس نے اس آیت میں عروہ سے کہا کہ اے بھتیجے! تیرے دونوں باپ ان میں سے تھے یعنی زبیر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے مغازی میں گزر چکی ہے اور ابن عیینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین جنگ اُحد سے پھرے تو کہا کہ نہ تم نے محمد ﷺ کو قتل کیا اور نہ نوجوان

عورتوں کو تم نے اپنے پیچھے سوار کیا تم نے برا کیا سو وہ جنگ کے واسطے پھر آئے حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگوں نے آپ کا حکم قبول کیا یہاں تک کہ پہنچے حمراء الاسد میں تو مشرکوں کو یہ خبر پہنچی انہوں نے کہا ہم آئندہ سال کو پھر آئیں گے سو اللہ تعالیٰ نے یہ اتاری کہ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ الْآيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن کو لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے۔

٤١٩٧ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أُرَاهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾.

۴۱۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ بس ہے ہم کو اللہ کیا خوب کارساز ہے یہ کلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب کہ آگ میں ڈالے گئے اور حضرت ﷺ نے کہا جب کہ لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے سو تم ان سے ڈرو سو زیادہ کیا اس بات نے ان کو ایمان میں اور کہا کہ بس کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔

٤١٩٨ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اٰخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

۴۱۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا آخری قول ابراہیم علیہ السلام کا جب کہ آگ میں ڈالے گئے حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

فائدہ: پہلی حدیث میں جو کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ کلمہ فرمایا جب لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے ابن اسحاق نے دراز اس قصے میں کہ ابوسفیان پھر آیا ساتھ قریش کے اس کے بعد کہ متوجہ ہوا جنگ اُحد سے سو معبد خزاعی اس سے ملا اور اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ کو بڑے لشکر میں دیکھا اور البتہ جمع ہوئے ہیں ساتھ آپ کے وہ لوگ جو جنگ سے پیچھے رہے سو اس خبر نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو موڑا سو وہ مکے کو پھر گئے اور ابوسفیان نے کئی لوگوں کو بھیجا سو انہوں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپ کا قصد رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بس کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾.

﴿سَيُطَوَّقُوْنَ﴾ كَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهُ بِطَوْقٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ گمان کریں جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ ان کو دے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ وہ برا ہے ان کے واسطے آگے طوق پڑے گا ان کو جس پر بخل کیا تھا قیامت کے دن۔

یعنی اور ابو عبید نے کہا سیطوقون کی تفسیر میں کہ ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جیسے تو کہے کہ میں نے اس کو طوق پہنایا اور اس کے گلے میں طوق ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ آگ کا طوق ڈالا جائے گا۔

٤١٩٩ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

۴۱۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو اس کا مال اس کے لیے گنجا سانپ بنایا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو نقطے سیاہ ہوں گے قیامت کے دن وہ اس کے گلے میں ڈالا جائے گا وہ اس کی باچھیں پکڑے گا کہے گا کہ میں ہوں مال تیرا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور نہ گمان کریں جو لوگ بخل کرتے ہیں، آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے کہ یہ طوق حسی ہے یا معنوی؟ اور کہا واحدی نے کہ اجماع مفسرین کا کہ یہ آیت زکوٰۃ نہ دینے والوں کے حق میں اتری اور بعض کہتے ہیں کہ یہود کے حق میں اتری جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت چھپائی اور پہلی بات راجح ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ سنو گے تم ان لوگوں سے کہ دیے گئے کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں

أَذًى كَثِيرًا﴾.

سے بد گوئی بہت۔

فائدہ: عبدالرزاق نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف کے حق میں اتری اس چیز میں کہ ہجو کرتا تھا وہ ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی اور آپ کے اصحاب کی شعر گوئی سے اور پہلے گزر چکی ہے مغازی میں حدیث اس کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی؟۔ (فتح)

٤٢٠٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَّأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّرَآءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّآبَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَآئِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا

۴۲۰۰۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ گدھے پر سوار ہوئے ایک موٹی چادر فدکی اپنے نیچے ڈالی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر کے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو چلے قبیلہ بنی حارث میں جنگ بدر سے پہلے یہاں تک کہ ایک مجلس پر گزرے کہ اس میں عبداللہ بن ابی منافق مشہور تھا پہلے اس سے کہ عبداللہ بن ابی اسلام کو ظاہر کرے سو اچانک میں نے دیکھا کہ مجلس میں کئی قسم کے لوگ تھے مسلمانوں اور مشرکوں سے اور بت پرستوں سے اور یہود سے اور مسلمانوں سے (مسلمین کا لفظ یہاں دوبار واقع ہوا ہے اور اولیٰ حذف کرنا اس کا ہے ایک جگہ سے اور لفظ عبدۃ الاوثان بدل ہے مشرکین سے اور یہود معطوف ہے عبدۃ الاوثان پر جو بدل ہے مشرکین سے گویا کہ تفسیر کیا اس نے مشرکین کو ساتھ عبدۃ الاوثان اور یہود کے اور اس سے ظاہر ہوتی ہے توجیہ مسلمین کے دوہرانے کی گویا کہ تفسیر کیا اس نے اخلاط کو ساتھ دو چیزوں مسلمین اور مشرکین کے پھر جب تفسیر کیا مشرکین کو ساتھ دو چیزوں کے تو مناسب جانا اس نے دوہرانا ذکر مسلمین کا) اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب چوپائے کی گرد مجلس پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھانکی پھر کہا کہ ہم پر گرد نہ اُڑاؤ سو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا پھر ٹھہرے پھر اترے

بِهٖ فِيْ مَجْلِسِنَا اِرْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَنُوْا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَآبَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْأَذٰى قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

سو ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی اور ان پر قرآن کو پڑھا اور کہا عبداللہ بن ابی نے یعنی حضرت ﷺ سے کہ اے مرد تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں کوئی چیز بہتر اس سے جو تو کہتا ہے اگر حق ہو سو ہماری مجلسوں میں ہم کو اس کی تکلیف مت دو اپنی جگہ کی طرف پلٹ جا سو جو تیرے پاس آئے اس پر قصہ پڑھ یعنی اس کو سمجھاؤ سو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت! ہماری مجلسوں میں ہم کو اس کے ساتھ ڈھانکیے کے بیشک ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمان اور مشرک ایک دوسرے کو گالی دینے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر اٹھ پڑیں سو ہمیشہ حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت ﷺ اپنے چوپائے پر سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ سعد رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا جو ابو حباب یعنی عبداللہ بن ابی نے کہا؟ اس نے ایسا ایسا کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اس سے معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اس کی جس نے آپ پر کتاب اتاری البتہ لایا ہے اللہ حق جو آپ پر اُتارا یعنی رسالت اور البتہ اتفاق کیا تھا اس شہر یعنی مدینہ والوں نے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اپنا سردار بنائیں سو جب انکار کیا اللہ نے اس کے سردار بنانے سے بسبب اس حق کے کہ آپ کو عطا کیا تو اس سے اس کو گل گھوٹو ہوا یعنی اس کو حسد پیدا ہوا سو اس حسد نے کیا ہے اس کے ساتھ جو آپ نے دیکھا یعنی اس حسد کی وجہ سے اس نے آپ کو ایسا کہا، سو حضرت ﷺ نے اس کو معاف کیا اور حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا دستور تھا کہ مشرکوں اور کتاب والوں کو معاف

أَذًى كَثِيرًا﴾ اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ إِلَى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى أَذِنَ اللّٰهُ فِيهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا.

کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا اور تکلیف پر صبر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تم سنو گے ان لوگوں سے جو دیے گئے کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت آخر آیت تک اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بہت اہل کتاب چاہتے ہیں کہ پھیر دیں تم کو تمہارے ایمان کے بعد کافر واسطے حسد کرنے کے اپنے نزدیک سے آخرت آیت تک اور تھے حضرت ﷺ عمل کرتے عفو میں ساتھ اس چیز کے کہ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لڑنے کی اجازت دی سو جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کفار قریش کے رئیسوں کو مار ڈالا تو ابن ابی اور اس کے ساتھ والے مشرکوں اور بت پرستوں نے کہا کہ اس امر کی وجہ ظاہر ہوئی اس میں داخل ہونا چاہیے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی اور بظاہر مسلمان ہو گئے یعنی اور دل میں منافق رہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو چلے تو اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بزرگ کو کہ اپنے بعض تابعداروں کی بیمار پرسی کو ان کے گھر جائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا تو اس سے لیا جاتا ہے جائز ہونا سلام کا مسلمان پر جب کہ ان کے ساتھ کافر ہوں اور نیت کرے اس وقت ساتھ سلام کے مسلمانوں کو اور احتمال ہے کہ جس لفظ کے ساتھ ان کو سلام کیا وہ صیغہ عموم کا ہو کہ اس میں تخصیص ہو مانند قول حضرت ﷺ کے السلام علی من اتبع الھدیٰ اور ساتھ مابعد اس آیت کے کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری نے ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت کی اور وہ قول اس کا ہے فاعفوا واصفحوا یعنی معاف کرو اور درگزر کرو اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف لڑنے کی اجازت دی پس معاف کرنا ان کو چھوڑ دیا اور یہ مراد نہیں کہ بالکل چھوڑ دیا بلکہ یہ بہ نسبت چھوڑنے لڑائی سے پہلے اور واقع ہونے اس کے آخر میں نہیں تو معاف کرنا حضرت ﷺ کا بہت مشرکوں اور یہود کو ساتھ احسان کے اور بدلہ لے کر چھوڑ دینے کے اور درگزر کرنا آپ کا منافقوں سے مشہور ہے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ گمان کرو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر۔

٤٢٠١ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا إِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَأَحَبُّوْا أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۲۰۱۔ حضرت ابو سعید خدری رٹائٹؤ سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِيمٌ کے زمانے میں بہت منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت مُلَاثِيمٌ جنگ کی طرف نکلتے تو آپ سے پیچھے رہ جاتے اور خوش ہوتے ساتھ بیٹھنے اپنے کے برخلاف حضرت مُلَاثِيمٌ کے پھر جب حضرت مُلَاثِيمٌ جنگ سے تشریف لاتے تو آپ کے پاس عذر خواہی کرتے اور قسم کھاتے اور چاہتے کہ تعریف کیے جائیں بن کیے پر سو یہ آیت اتری کہ نہ گمان کر ان کو، آخر آیت تک۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے ابو سعید رٹائٹؤ نے سبب نزول اس آیت کا اور یہ کہ مراد وہ منافق لوگ ہیں جو پیچھے رہنے سے عذر خواہی کرتے تھے اور ابن عباس ڈاٹھا کی حدیث میں جو اس سے پیچھے ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے وہ یہود ہیں جنہوں نے جواب دیا ساتھ غیر اس چیز کے کہ پوچھے گئے ساتھ اس کے اور جو ان کے پاس تھا اس کو چھپایا اور ممکن ہے تطبیق اس طور پر کہ آیت دونوں فریق کے حق میں اتری ہو۔ (فتح)

٤٢٠٢ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ اذْهَبْ يَا رَافِعُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوْتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُّحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّمَا

۴۲۰۲۔ علقمہ سے روایت ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ اے رافع! ابن عباس ڈاٹھا کے پاس جا سو کہہ کہ اگر ہو ہر مرد (کہ خوش ہوا اپنے کیے پر اور چاہے کہ تعریف کیا جائے بن کیے پر) عذاب کیا گیا تو البتہ ہم سب کو قیامت میں عذاب ہوگا یعنی اس واسطے کہ کوئی آدمی ان دونوں صفتوں سے خالی نہیں سو ابن عباس ڈاٹھا نے کہا کہ تم کو اس آیت سے کیا کام ہے؟ یعنی یہ تمہارے حق میں نہیں اس کا سبب یوں

لَكُمْ وَلِهٰذِهٖ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهٖ فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَأَلَهُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَوْلِهٖ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ مَرْوَانَ بِهٰذَا.

ہے کہ حضرت ﷺ نے یہود کو بلایا اور ان سے کچھ چیز پوچھی سو انہوں نے اس کو آپ سے چھپایا اور خبر دی آپ کو ساتھ غیر اس چیز کے کہ پوچھی سو انہوں نے آپ کو دکھلایا کہ البتہ تعریف چاہی انہوں نے آپ سے ساتھ اس چیز کے کہ جس کی انہوں نے آپ کو خبر دی اس چیز میں کہ حضرت ﷺ نے ان سے پوچھی اور خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ کی انہوں نے کتمان سے یعنی چھپانے سے پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اور جب لیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کہ دیئے گئے کتاب اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں تعریف بن کیے پر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری اور یہ جو کہا کہ انہوں نے دکھایا' الخ تو ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ کو دکھلایا کہ بیشک انہوں نے خبر دی حضرت ﷺ کو جو آپ نے ان سے پوچھا اور اس کے ساتھ آپ سے تعریف اپنی چاہی اور یہ روایت بہت ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے کتاب والوں سے عہد لیا' الخ تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جن لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے آیت مسؤول عنھا میں خبر دی وہی لوگ ہیں جو مذکور ہیں پہلی آیت میں اور یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ساتھ چھپانے اس علم کے کہ حکم دیا ان کو اللہ نے ساتھ نہ چھپانے اس کے اور وعدہ دیا ان کو ساتھ عذاب کے اوپر اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا کہ اللہ کا دین اسلام ہے جس کو اپنے بندوں پر فرض کیا اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔

تنبیہ: جو چیز کہ حضرت ﷺ نے یہود سے پوچھی اس کا بیان کسی روایت میں نہیں آیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنی صفت پوچھی صاف طور سے کہ ان کے نزدیک ہے سو انہوں نے آپ کو مجمل امر کے ساتھ خبر دی اور عبدالرزاق نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بیچ تفسیر آیت ﴿لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ﴾ کہ مراد اس آیت میں حضرت ﷺ ہیں اور بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا﴾ کہا ساتھ چھپانے ان کے محمد ﷺ کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَأٰيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری نے اس باب میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ اختصار کے اور اس کی شرح وتر میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اس آیت کے وہ چیز جو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قریش یہود کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کیا چیز لایا تھا؟ انہوں نے کہا عصا اور ید بیضا یہ اں تک کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے واسطے صفا پہاڑ کو سونا بناؤ سو یہ آیت اتری اور اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ یہ سورت مدینہ میں اتری اور قریش اہل مکہ سے ہیں اور احتمال ہے کہ سوال ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بعد ہو خاص کر صلح کے زمانے میں۔ (فتح)

٤٢٠٣ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَأٰيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ فَصَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

۴۲۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں سے گھڑی بھر بات کرتے رہے پھر سو گئے سو جب تہائی رات رہ گئی تو اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا سو یہ آیت پڑھی کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں البتہ نشانیاں ہیں عقل والوں کو پھر اُٹھ کر وضو کیا اور مسواک کی اور گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت سنت پڑھی پھر گھر سے تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور غور کرتے ہیں آسمان و زمین کی پیدائش میں۔

٤٢٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مَّخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُرِحَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةٌ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طُوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَاتِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ أَتٰى شَنًّا مُّعَلَّقًا فَأَخَذَهٗ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِيْ فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ.

اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو میں نے کہا کہ البتہ میں حضرت ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا سو حضرت ﷺ کے واسطے ایک بستر ڈالا گیا سو حضرت ﷺ اس کی لمبائی میں سوئے (پھر کچھ رات رہ گئی تو اٹھے) اور خواب کو اپنے منہ سے ملنے لگے پھر سورۂ آلِ عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ ختم کیا پھر ایک مشک کے پاس آئے سو اس کو پکڑا پھر وضو کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے سو میں کھڑا ہوا سو میں نے کیا جس طرح حضرت ﷺ نے کیا پھر میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا پھر میرا کان پکڑ کر ملتے گئے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر کی نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور پہلے باب کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ اول اس آیت سے حضرت ﷺ نے شروع کیا تھا ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ اور واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سورۂ آلِ عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ ان کو ختم کیا پس اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے ساتھ بعض آیت مذکورہ کے کہ وہ بعض ہے ان دس آیتوں میں سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ہمارے رب! جس کو تو نے آگ میں ڈالا سو البتہ تو نے اس کو ذلیل کیا اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔

٤٢٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مَّخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِيْ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کے پاس ایک رات کاٹی اور میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہے سو میں بستر کی چوڑائی میں لیٹا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اس کی لمبائی میں لیٹے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات گزری یا تھوڑا اس سے پہلے یا پیچھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور اپنے دونوں ہاتھ سے اپنے منہ سے خواب کو ملنے لگے پھر سورۂ آل عمران کے خاتمے کی دس آیتیں پڑھیں پھر ایک لٹکی مشک کی طرف کھڑے ہوئے اور اس سے وضو کیا اور بہت اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے سو میں نے کیا جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر ملا سو دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ہلکی نماز پڑھی پھر باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ﴾ الْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ الٰہی بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو کہ پکارتا ہے واسطے ایمان کے۔

٤٢٠٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ

۴۲۰۶۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

عَنْ مَّخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآئَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

فائدہ: یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث ہے جس کو بخاری یہاں مکرر لایا ہے لیکن کوئی طریق اس کا بعینہ ایک دوسرے کے مطابق نہیں کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور ہے کسی طریق کے راویوں میں اختلاف ہے اور کسی طریق کے متن میں اختلاف کوئی متن مختصر ہے اور کوئی تمام۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

سورۂ نساء کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ﴾ کے کہ یستنکف کے معنی ہیں تکبر کرے۔

قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِّنْ مَّعَايِشِكُمْ.

یعنی قواما کے معنی ہیں سبب قائم ہونے معاش تمہاری کا یعنی قوام کے معنی گزران ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾ اور قیام اور قوام کے معنی ایک ہیں۔

﴿لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ.

یعنی مراد سبیلا سے بیچ آیت ﴿وَيَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ کے سنگسار کرنا ہے شادی شدہ کو اور کوڑے مارنا کنواری کو۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ﴾ يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَّاَرْبَعًا وَّلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ آیت ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ میں مثنیٰ کے معنی ہیں دو دو اور ثلاث کے معنی ہیں تین تین اور رباع کے معنی ہیں چار چار اور نہیں بڑھتے عربی لوگ رباع سے یعنی خماس وسداس نہیں کہتے۔

بَابٌ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتیں اور معنی ڈرنے کے ہیں گمان کے۔

٤٢٠٧ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهٗ يَتِيْمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ وَّكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهَا مِنْ نَّفْسِهٖ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿وَاِنْ

۴۲۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی سو اس نے اس سے نکاح کیا اور اس لڑکی کا ایک کھجور کا درخت تھا وہ مرد اس لڑکی کو اس درخت کے سبب سے نگاہ رکھتا تھا اور تھی واسطے اس کے اس مرد کی طرف سے کچھ چیز یعنی وہ غریب تھا یا اس سے اچھی صحبت نہ رکھتا تھا سو اس امر میں یہ آیت اتری اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو

خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ أَحْسِبُهُ قَالَ كَانَتْ شَرِيْكَتَهُ فِيْ ذٰلِكَ الْعَذْقِ وَفِيْ مَالِهِ.

گے یتیم لڑکیوں کے حق میں، ہشام کہتا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں اس کو کہ کہا کہ وہ لڑکی اس مرد کی شریک تھی اس درخت میں اور اس کے مال میں۔

فائدہ: اس روایت سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص شخص کے حق میں اتری اور مشہور ہشام سے تعمیم ہے یعنی یہ آیت عام پر اتری ہے کسی خاص شخص کے حق میں نہیں اتری اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو الخ اور اسی طرح ہے نزدیک بخاری کے آئندہ روایت میں زہری سے اس نے روایت کی عروہ سے اور اس حدیث میں ایک چیز ہے تنبیہ کی ہے اس پر اسماعیلی نے اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کے واسطے کھجور کا ایک درخت تھا وہ اس کے سبب سے اس کو نگاہ رکھتا تھا اس واسطے کہ نازل ہوئی یہ آیت اس عورت کے حق میں جس کے نکاح سے اعراض کیا جاتا ہے اور لیکن جس کے نکاح میں رغبت کی جاتی ہے سو وہ عورت وہ ہے کہ خوش لگتا ہے مرد کو اس کا مال اور جمال سو وہ اس کو کسی غیر سے نکاح نہیں کر دیتا اور چاہتا ہے کہ خود اس سے نکاح کرے مہر مثل کے بغیر یعنی پورا مہر نہیں دیتا اور واقع ہوئی ہے ابن شہاب کی آئندہ روایت میں تخصیص دونوں قصوں پر اور روایت حجاج کی اس اعتراض سے سالم ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ اتری یہ آیت اس مرد کے حق میں کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو اور وہ لڑکی صاحب مال اور جمال ہو الخ۔ (فتح)

٤٢٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تَشْرَكُهُ فِيْ مَالِهِ وَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ فَنُهُوْا عَنْ أَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا لَهُنَّ أَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَأُمِرُوْا أَنْ

۴۲۰۸۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا شان نزول پوچھا کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے الخ سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھانجے! یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے یعنی جس کا باپ مر گیا ہو اور اپنے ولی یعنی چچیرے بھائی کی پرورش میں ہو یعنی جو اس کے مال کا متولی ہے اس کے مال میں اس کی شریک ہوتی ہے اور خوش لگتا ہے اس کو اس عورت کا مال اور جمال سو اس کا ولی چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے اور بغیر اس کے کہ دے اس کو مثل اس کے کہ دے اس کو غیر اس کا سو ان کو منع ہوا ان سے نکاح کرنا مگر یہ کہ انصاف کریں واسطے ان کے اور پہنچا دیں واسطے ان کے کامل تر طریقہ ان کا مہر میں یعنی جو عرف میں ایسی عورتوں کو مہر

يَّنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِّنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَإِنَّ النَّاسَ اِسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ رَغْبَةَ اَحَدِكُمْ عَنْ يَّتِيْمَتِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ فَنُهُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْا عَنْ مَّنْ رَّغِبُوْا فِيْ مَالِهٖ وَجَمَالِهٖ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ اِذَا كُنَّ قَلِيْلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ.

دیا جاتا ہو سو دیں اور ان کو حکم ہوا نکاح کرنے کا جو ان کو خوش آئیں عورتوں سے سوائے ان کے سو لوگ ان کے نکاح کرنے سے باز رہے، عروہ کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے بعد اجازت مانگی یعنی ان سے نکاح کرنے کی اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ منہ پھیرنا ہے ایک تمہارے کا اپنی یتیم لڑکی سے جب کہ اس کا مال اور جمال کم ہو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو منع ہوا ان کو نکاح کرنا ان عورتوں سے جن کے مال اور جمال میں رغبت کریں یتیم لڑکیوں میں مگر ساتھ انصاف کے بہ سبب منہ پھیرنے ان کے کی ان سے جب کہ ان کا مال اور جمال کم ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ اس کو مثل اس کے کہ دے اس کو غیر اس کا یعنی اُن لوگوں میں سے جو اس کے نکاح میں رغبت کرتے ہیں سوائے اس کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا اس کے بعد سو منع ہوا ان کو اس سے مگر یہ کہ پہنچائیں ان کو پورا طریقہ ان کا مہر میں اور یہ جو کہا کہ جو خوش آئیں ان کو عورتوں سے سوائے ان کے یعنی جس مہر سے کہ موافقت کریں اوپر اس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کی طرح آیا ہے اور یہ جو کہا کہ بعد اس آیت کے یعنی بعد اترنے اس آیت کے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ تو یہ قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں نہیں ہے بلکہ خود اسی آیت میں ہے یعنی ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ میں پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ ساقط ہوئی بخاری کی روایت سے ایک چیز جو چاہتی ہے اس خطا کو سو صحیح مسلم وغیرہ میں اسی اسناد کے ساتھ اس جگہ میں ہے کہ سو اللہ تعالیٰ نے اتاری ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ﴾ آیت تک سو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پڑھی جاتی ہے تم پر کتاب میں پہلی آیت اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے الخ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت میں عن مقدر کیا ہے اور اس میں تعیین ہے ایک احتمال کی دو احتمال سے اس واسطے کہ رغب کے معنی اپنے متعلق سے بدل جاتے ہیں جب رغب کے ساتھ فی ہو تو اس کے

معنی خواہش کے ہوتے ہیں اور جب اس کے ساتھ عن ہو تو اس کے معنی منہ پھیرنے کے ہوتے ہیں اس واسطے احتمال ہے کہ اس میں فی محذوف ہو اور احتمال ہے کہ اس میں عن محذوف ہو اور تحقیق تاویل کیا ہے اس کو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے دونوں معنی پر سو کہا اس نے کہ اتری یہ آیت مالدار اور غریب عورت کے حق میں اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جگہ مروی ہے وہ ظاہر تر ہے کہ پہلے آیت یعنی ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ مالدار عورت کے حق میں اتری اور یہ آیت یعنی ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ غریب عورت کے حق میں اتری اور یہ جو کہا سو منع ہوا ان کو یعنی منع ہوا ان کو نکاح کرنا اس عورت سے کہ اس میں رغبت کی جاتی ہے اس کے مال اور جمال کی وجہ سے اور واسطے منہ پھیرنے ان کے اس سے جب کہ ہو کم مال اور جمال والی سو لائق ہے کہ ہو نکاح دونوں یتیم لڑکیوں کا برابر انصاف میں اور اس حدیث میں معتبر ہونا مہر مثل کا ہے مجور عورتوں میں اور ایک یہ کہ جو ان کے سوا اور عورتیں ہیں ان سے اس کے بغیر ہی نکاح کرنا درست ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اس عورت سے جو اس کی گود میں ہو لیکن نکاح باندھنے والا دوسرا ہو اور اس کی بحث نکاح میں آئے گی اور اس میں ہے کہ جائز ہے نکاح کر دینا یتیم لڑکی کا بالغ ہونے سے پہلے اس واسطے کہ بالغ ہونے کے بعد اس کو یتیم نہیں کہا جاتا مگر یہ کہ ہو اطلاق اس کا اوپر اس کے بطور استصحاب کے اور ان کے حال سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو کوئی محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے اور جب ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان پر گواہ کر لو، آخر آیت تک۔

﴿وَبِدَارًا﴾ مُبَادَرَةً.

یعنی اور آیت ﴿وَلَا تَأْكُلُوْهَا إِسْرَافًا وَّبِدَارًا﴾ میں بدارا کے معنی ہیں جلدی۔

﴿أَعْتَدْنَا﴾ أَعْدَدْنَا أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ.

یعنی اعتدنا کے معنی آیت ﴿اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ میں یہ ہیں کہ ہم نے تیار کیا اعددنا فعلنا یعنی اعددنا افعال ہے مشتق ہے عتاد سے۔

فائدہ: مراد بخاری کی یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

٤٢٠٩ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ

۴۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے کہ یہ آیت یتیم کے مال کے حق میں اتری جب کہ ہو محتاج یہ کہ کھائے اس سے بدلے قائم ہونے اس کے اوپر اس کے

بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ إِذَا كَانَ فَقِيْرًا أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهِ عَلَيْهِ بِمَعْرُوْفٍ.

موافق دستور کے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یتیم کے والی کے حق میں اتری اور مراد ساتھ والی یتیم کے وہ شخص ہے جو تصرف کرنے والا ہو اس کے مال میں ساتھ وصیت کے اور مانند اس کے اور عروہ سے ایک روایت میں ہے کہ اتری یہ آیت والی یتیم کے حق میں جو اس پر قائم ہو اور اس کے مال کو درست کرے اگر محتاج ہو تو دستور کے موافق اس سے کھائے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع آئی ہے عمرو بن شعیب کے دادا سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے پاس ایک یتیم ہے اس کے واسطے کچھ مال ہے اور میرے پاس کچھ مال نہیں یعنی میں محتاج ہوں فرمایا کھا اس کے مال سے موافق دستور کے روایت کی ہے یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس کی سند قوی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب حاضر ہوں تقسیم میراث کے وقت رشتے والے یعنی جو وارث نہیں اور یتیم اور محتاج تو ان کو کچھ مال کھلا دو اس میں سے اور کہو ان کو بات اچھی۔

٤٢١٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ تَابَعَهُ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۴۲۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتے ناطے والے اور یتیم اور محتاج کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت محکم ہے اور منسوخ نہیں متابعت کی ہے عکرمہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعید نے۔

فائدہ: یہ جو کہا متابعت کی اس کی سعید نے تو موصول کیا ہے اس کو وصایا میں ساتھ اس لفظ کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور قسم ہے اللہ کی منسوخ نہیں لیکن لوگوں نے سستی کی ہے اس کے عمل میں وہ دو والی ہیں ایک والی وارث ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ اس کے کہ رزق دیا جائے یعنی قول اس کے ﴿فَارْزُقُوْهُمْ﴾ میں اور ایک والی وارث نہیں ہوتا ہے اور یہی مراد ہے اس سے جس کو اچھی بات کہی جائے کہ میں مالک نہیں ہوں واسطے تیرے کہ تجھ کو دوں اور یہ دونوں سندیں صحیح ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہیں پر

ہے اعتماد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت میراث کی آیت نے اور صحیح ہوا ہے یہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اور یہی قول ہے قاسم بن محمد اور عکرمہ وغیرہ کا اور یہی قول ہے چاروں اماموں کا اور ان کے ساتھیوں کا اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ یہ عصبہ کے حق میں ہے یعنی مستحب ہے مروے کو کہ ان کے واسطے وصیت کر جائے میں کہتا ہوں کہ یہ نہیں منافی ہے باب کی حدیث کو کہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور جو لوگ اس کے قائل ہیں یعنی اس کو منسوخ نہیں کہتے تو ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر آیت میں یعنی ﴿فَارْزُقُوْهُمْ﴾ میں ندب کے واسطے ہے یا وجوب کے واسطے مجاہد اور ایک گروہ نے کہا کہ وہ وجوب کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن جوزی نے اکثر اہل علم سے کہ مراد ساتھ اولی القربی کے وہ لوگ ہیں جو وارث نہیں اور یہ کہ معنی ﴿فَارْزُقُوْهُمْ﴾ کے یہ ہیں کہ دو ان کو مال سے اور کہا اور لوگوں نے کہ کھلاؤ ان کو اور یہ بطور استحباب کے ہے اور اسی پر ہے اعتماد اس واسطے کہ اگر یہ امر وجوب کے واسطے ہوتا تو البتہ تقاضا کرتا استحقاق کو ترکے میں اور شریک ہونے کو میراث میں ساتھ جہت مجہول کے پس پہنچاتا نوبت طرف جھگڑے اور تنازع کے اور استحباب کے قول کے پاس کہا گیا ہے کہ کرے یہ کام ولی مجور کا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بلکہ کہے کہ میرا مال نہیں یتیم کا مال ہے اور یہ کہ یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ کے **قولوا لهم** یعنی کہو ان کو بات اچھی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان کے واسطے کھانا تیار کرے جس کو وہ کھائیں اور یہ کہ آیت اپنے عموم پر ہے بیچ مال مجور وغیرہ کے یہ قول ابن سیرین اور ایک گروہ کا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں۔

فائدہ: مراد ساتھ وصیت کے اس جگہ بیان تقسیم میراث کا ہے۔

۴۲۱۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَادَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَعْقِلُ شَيْئًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ مَالِيْ يَا

۴۲۱۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا گھر قبیلہ بنی سلمہ میں تھا اور بیمار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے پیادہ چلتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بیہوش پایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس سے وضو کیا پھر مجھ پر چھڑکا سو مجھ کو ہوش آئی سو میں نے کہا کہ یا حضرت! آپ مجھ کو کیا حکم کرتے ہیں کہ میں اپنے مال میں کروں سو یہ آیت اتری کہ اللہ وصیت کرتا ہے تم کو تمہاری اولاد کے حق میں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ﴾.

فائدہ: مراد وہ پانی ہے جس سے آپ نے وضو کیا وہ جو وضو سے بچا تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تم کو آدھا مال ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری عورتیں۔

٤٢١٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

۴۲۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتداء اسلام میں مال اولاد کا تھا یعنی جو مال میت چھوڑ جاتی اولاد لیتی اور ماں باپ کے واسطے وصیت تھی یعنی میت ماں باپ کے واسطے وصیت کر جاتا سو منسوخ کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا سو ٹھہرایا حصہ مرد کا برابر دو عورت کے اور ٹھہرایا واسطے ہر ایک کے ماں باپ سے چھٹا حصہ یعنی ایک حال میں اور تہائی یعنی ماں کے واسطے ایک حال میں اور مقرر کیا واسطے عورت کے آٹھواں حصہ اور چوتھائی اور مقرر کیا واسطے خاوند کے آدھا مال اور چوتھائی یعنی ہر ایک دونوں سے ایک ایک حال میں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مال اولاد کا تھا تو یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ تھے اس پر پہلے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیت میراث کی اتری تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا ہم چھوٹی لڑکی کو آدھا مال میراث دیں اور حالانکہ وہ نہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ دشمن کو ہٹاتی ہے اور جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ نہ دیتے میراث مگر اس کو جو لڑے اور یہ جو کہا کہ منسوخ کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ امر اول اس آیت کے اترنے تک بدستور رہا اور اس میں رد ہے اس پر جو منکر ہے نسخ کا یعنی کہتا ہے کہ اس شریعت میں نسخ مطلق نہیں اور نہیں منقول ہے یہ کسی مسلمان سے مگر ابو مسلم اصبہانی صاحب تفسیر سے کہ وہ نسخ کا مطلق منکر ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر ساتھ اجماع کے کہ شریعت اسلام کی ناسخ ہے واسطے سب دینوں کے اور جواب دیا گیا ہے اس کی طرف سے کہ برقرار ہے حکم پہلی شریعتوں کا اس دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے تک پس اس کا نام تخصیص ہے نسخ نہیں اور یہ اختلاف لفظی ہے اور نسخ ثابت ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَّلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں حلال تم کو میراث میں لو عورتوں کو زور سے، آخر آیت تک۔

بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ اَلْاٰيَةَ.

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ لَا تَقْهَرُوْهُنَّ.

یعنی ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معنی لا تعضلوهن کے یہ ہیں کہ ان پر قہر نہ کرو۔

فائدہ: یعنی کوئی مرد ہے اس کے پاس عورت ہے وہ اس کی صحبت کو برا جانتا ہے اور اس عورت کا اس پر مہر ہے سو مرد اس کو ضرر دیتا ہے تا کہ عورت مہر چھوڑ دے اور مجاہد سے روایت ہے کہ مخاطب ساتھ اس کے عورت کے ولی ہیں۔ (فتح) جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ اگر کوئی مرد مر جاتا تھا تو اس کے وارث لوگ اس کی عورت کو میراث میں سے سمجھتے تھے اگر چاہتے تو اس کو جبرا نکاح میں لاتے اور اگر چاہتے تو اس کو غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے یہاں تک کہ مہر پھیر دے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

﴿حُوْبًا﴾ إِثْمًا.

یعنی حوبا کے معنی ہیں گناہ۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا﴾۔

﴿تَعُوْلُوْا﴾ تَمِيْلُوْا.

یعنی آیت ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا﴾ میں تعولوا کے معنی ہیں نہ جھک پڑو۔

﴿نِحْلَةً﴾ اَلنِّحْلَةُ الْمَهْرُ.

یعنی آیت ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ میں نحلة کے معنی ہیں مہر۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ نحلہ وہ چیز ہے جو بے عوض دی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نحلہ کے معنی ہیں فرض اور کہا طبری نے کہ مخاطب اس کے ساتھ ولی عورت کے ہیں دستور تھا کہ جب کوئی کسی عورت کو نکاح کر دیتا تھا تو اس کا مہر آپ لے لیتا تھا اس عورت کو نہ دیتا تھا سو منع کیے گئے اس سے۔

٤٢١٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَّلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ قَالَ كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ

۴۲۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں حلال تم کو یہ کہ میراث میں لو عورتوں کو زور سے اور نہ منع کرو ان کو تا کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد مر جاتا تو اس کے ولی اس کی عورت کے ساتھ زیادہ تر حق دار ہوتے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو اس کو نکاح میں لاتا اور اگر چاہتے تو اس کو کسی اور سے نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں نہ دیتے سو وہ زیادہ حق دار تھے اس عورت کے ساتھ اس کے

كَانَ أَوْلِيَآؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَآءُوْا زَوَّجُوْهَا وَإِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

گھر والوں سے یہ آیت اس باب میں اتری کہ ان کو منع نہ کرو کہ عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائیوں کو زور سے اپنے نکاح میں نہیں پہنچتا اور نہ روکنا پہنچے۔

فائدہ: اور اسلام کے اول میں یہی حکم تھا یہاں تک کہ یہ آیت اتری اور ایک روایت میں تخصیص ہے اس کے ساتھ اس عورت کی جس کا خاوند مر جائے پہلے اس سے کہ اس کے ساتھ دخول کرے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد مر جاتا اور عورت چھوڑتا تو اس کا ولی اس عورت پر کپڑا ڈالتا سو اس کو لوگوں سے منع کرتا پھر اگر خوبصورت ہوتی تو اس سے نکاح کرتا اور اگر بدصورت ہوتی تو اس کو بند کرتا یہاں تک کہ مرے اور وہ اس کا وارث ہو اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اس کو روکتا یہاں تک کہ مرے یا مہر دے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر وارث سبقت کرتا اور اس پر کپڑا ڈال لیتا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہوتا اور اگر عورت کپڑا ڈالنے سے پہلے اپنے گھر والوں کی طرف سبقت کرتی تو وہ اپنی جان کی مختار ہوتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہر کسی کے ہم نے ٹھہرائے وارث اس مال میں جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے تم نے قرار باندھا پہنچاؤ ان کو حصہ ان کا آخر آیت تک۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ أَوْلِيَآءُ مَوَالِيَ وَأَوْلِيَآءُ وَرَثَةٌ.

یعنی موالی کے معنی اس آیت میں والی اور وارث کے ہیں۔

﴿عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ هُوَ مَوْلَى الْيَمِيْنِ وَهُوَ الْحَلِيْفُ.

یعنی اور مراد ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ سے مولی یمین کا ہے اور وہ ہم قسم ہے جس کے ساتھ قسم کھا کر عہد و پیمان کیا ہو۔

وَالْمَوْلٰى أَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلٰى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلٰى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلٰى الْمَلِيْكُ وَالْمَوْلٰى مَوْلًى فِي الدِّيْنِ.

یعنی اور مولی چچیرے بھائی کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ آزاد کرنے والے کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ مالک کو بھی کہتے ہیں اور جو دین میں بزرگ ہو اس کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔

فائدہ: اور اسی طرح مولیٰ کہتے ہیں محبوب کو اور پڑوسی کو اور ناصر کو اور سسر کو اور تابع کو اور ولی کو اور چچا کو اور غلام کو

اور بھتیجے کو شریک کو اور ملحق ہے ساتھ اُن کے قرآن کا پڑھانے والا اور اس میں ایک حدیث مرفوع آئی ہے کہ جو کسی بندے کو قرآن کی ایک آیت سکھلائے وہ اس کا مولیٰ ہے۔ (فتح)

٤٢١٤ ـ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ وَرَثَةً ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوْصِي لَهُ سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ.

۴۲۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہر کسی کے ٹھہرا دیئے ہم نے موالی یعنی وارث اور جن سے تم نے قرار باندھا جب مہاجرین مدینے میں آئے تو دستور تھا کہ مہاجر انصاری کا اور انصاری مہاجر کا وارث ہوتا سوائے رشتہ دار اس کے یعنی رشتہ در اس کے وارث نہ ہوتے واسطے اس برادری کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے درمیان کرائی سو جب یہ آیت اتری کہ ہم نے ہر کسی کے وارث ٹھہرا دیئے تو منسوخ ہوئی میراث حلیف کی پھر کہا اور جن سے تم نے عہد و پیان کیا سو دو ان کو حصہ ان کا ساتھ مدد کرنے کے اور انعام دینے کے اور خیر خواہی کرنے کے یعنی قول اس کا من النصر متعلق ہے ساتھ فاتوھم کے نہ ساتھ عقدت کے اور موقوف ہوئی میراث اور وصیت کی جائے واسطے بھائی دینی کے سنا ہے ابو اسامہ نے ادریس سے اور ادریس نے طلحہ سے یعنی ان کا سماع ان سے ثابت ہے۔

فائدہ: مفسرین نے اس آیت کی کئی وجہ سے توجیہ کی ہے اور واضح سب سے یہ توجیہ ہے کہ جس کی طرف کل مضاف ہے وہ چیز وہ ہے جو اس سے پہلی آیت میں گزری اور وہ قول اس کا ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ پھر کہا ولکل یعنی واسطے ہر ایک کے مردوں اور عورتوں سے ٹھہرایا ہم نے نصیب یعنی میراث اس مال میں سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے تم نے عہد و پیان کیا ہے یعنی ساتھ قسم کے یا موالات اور بھائی چارے کے سو دو ان کو ان کا حصہ خطاب ہے واسطے اس کے جو اس کا متولی ہو سو چاہیے کہ دے ہر ایک وارث کو اس کا حصہ اور اسی معنی ظاہر پر لائق ہے کہ واقع ہو اعراب اور چھوڑا جائے جو اس کے سوا ہے تعسف ہے (تکلّف) اور یہ جو کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ ہر ایک کے واسطے ٹھہرا دیئے ہم نے وارث بھائی چارے وغیرہ کے میراث منسوخ ہوئی تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس آیت میں کہ حلیف کی میراث کی ناسخ یہ آیت ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے عہد و پیان کرتا پھر جب

ایک مرتا تو دوسرا اس کا وارث ہوتا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ سو یہ حکم منسوخ ہوا اور قتادہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک مرد دوسرے سے عہد و پیمان کرتا تھا کہتا کہ میرا لہو تیرا لہو ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا سو جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ ان کو میراث سے چھٹا حصہ دیا جائے پھر یہ حکم بھی منسوخ ہوا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ یعنی اور قرابت والے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کی کتاب میں اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت علماء سے ساتھ کئی طریقوں کے اور یہی قول معتمد ہے اور احتمال ہے کہ نسخ دوبار واقع ہوا ہے پہلی بار جب کہ تھا وارث ہوتا تنہا سوائے عصبہ کے پس اتری یہ آیت یعنی جو باب میں مذکور ہے ولکل جعلنا الخ سو سب وارث ہوئے اور اس پر محمول ہوگی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ آیت احزاب کے اور خاص ہوئی میراث ساتھ عصبہ کے اور باقی رہی واسطے معاقد کے مدد اور اعانت اور خیر خواہی اور البتہ منسوخ ہوئی میراث اور وصیت کی جائے واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ يَعْنِيْ زِنَةَ ذَرَّةٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا ذرے کے برابر۔

فائدہ: اور ذرہ چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ذرہ سے مراد وہ ہے جو سورج کی شعاع میں دکھلائی دیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ذرہ کا وزن سبوس یعنی بھوسے کے چھلکے کی چوتھائی کے برابر ہوتا ہے اور بھوسے کا چھلکا رائی کے چوتھائی کے برابر ہوتا ہے اور رائی کا وزن تل کی چوتھائی کے برابر ہوتا ہے۔

٤٢١٥ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ

۴۲۱۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہا کہ یا حضرت! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! کیا تم کو کچھ شک اور ازدحام ہوتا ہے سورج کی روشنی کے دیکھنے میں دوپہر میں جو بالکل روشن ہے اس میں ابر مطلق نہیں ہوتا لوگوں نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور ازدحام ہوتا ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جو صاف روشن ہو ابر اس میں مطلق نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو شک اور ازدحام نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں قیامت کے دن مگر جیسا

لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُوْنَ فِي رُؤْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَآرُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ وَّغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَّنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَّا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ فَقَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَّحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَّنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَّا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَّاذَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فِي أَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ

کہ تم کو شک پڑتا ہے بیچ دیکھنے ایک کے ان دونوں میں سے یعنی جیسا کہ تم کو چاند سورج کے دیکھنے میں کچھ ازدحام نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں بھی تم کو شک نہیں ہوگا صاف کھلا دیدار ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو کوئی پکارنے والا پکارے گا کہ ساتھ ہو جائے ہر امت اپنے معبودوں کے یعنی جس کو وہ پوجتے تھے سو نہ باقی رہے گا کوئی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی بندگی کرتا تھا مگر کہ وہ دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ جب نہ باقی رہے گا کوئی مگر جو اللہ کی بندگی کرتا تھا نیک یا گنہگار اور اہل کتاب والوں کے تو بلائے جائیں گے یہود سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی بندگی کرتے تھے؟ کہیں گے کہ ہم عزیر کی عبادت کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی عورت نہ کوئی لڑکا پھر پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ کہیں گے کہ الٰہی ہم پیاسے ہیں سو ہم کو پانی پلا سو اشارہ کیا جائے کہ کیا تم اس گھاٹ پر نہیں جاتے؟ سو وہ دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے (وہ دور سے اس طرح نظر آتی ہے) گویا وہ پانی ہے (اور واقع میں وہ آگ ہے) اس کا بعض بعض کو کچلے ڈالتا ہے سو وہ دوزخ میں گر پڑیں پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے سو ان سے کہا جائے گا کہ تم بھی جھوٹے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ پس اسی طرح کیا جائے گا مانند یہود کے یعنی ان کو بھی دوزخ میں ڈالا جائے گا یہاں تک کہ جب نہ باقی رہے گا کوئی مگر جو اللہ تعالیٰ کی

نُصَاحِبُهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مَّرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

بندگی کرتا تھا یہاں نیک اور بد تو حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہوگا اس صورت میں کہ قریب تر ہوگی اس صورت سے جس کو انہوں نے دنیا میں دیکھا تھا یعنی معلوم کیا تھا سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس چیز کا انتظار کرتے ہو ساتھ ہوئی ہر امت اپنے معبود کے؟ کہیں گے کہ ہم نے لوگوں کو دنیا میں چھوڑ دیا باوجود اس کے کہ ہم ان کی طرف نہایت محتاج تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوئے اور ہم انتظار کرتے ہیں اپنے رب کا تو حق تعالیٰ کہے گا کہ میں ہوں تمہارا رب تو کہیں گے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے یہ کلمہ دو یا تین بار کہیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے سو کیا حال ہوگا جب کہ لائیں گے ہم ہر امت سے گواہ یعنی پیغمبر کو اور لائیں گے ہم تجھ کو ان لوگوں پر گواہ۔

الْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ.

یعنی مختال اور ختال کے ایک معنی ہیں یعنی تکبر کرنے والا۔

فائدہ: مراد یہ ہے ﴿مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾۔

﴿نَطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ نُسَوِّيَهَا حَتَّى تَعُوْدَ كَأَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ.

یعنی معنی نطمس کے آیت ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ نَطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ میں یہ ہیں کہ پہلے اس سے کہ ہم ان کو برابر اور ہموار کر ڈالیں یہاں تک کہ پھر کے ان کی پشت کی طرح ہو جائیں طمس الکتاب کے معنی یہ ہیں کہ مٹایا خط کو۔

جَهَنَّمَ ﴿سَعِيْرًا﴾ وُقُوْدًا.

اور آیت ﴿وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا﴾ میں سعیر کے معنی ہیں ایندھن۔

فائدہ: یہ تفسیریں اس آیت کی نہیں اور شاید یہ ناقل کی غلطی ہے چنانچہ پہلے کئی چھوڑ گیا۔

٤٢١٦ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى بَعْضُ

۴۲۱۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھیے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ فَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ أَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

حالانکہ آپ پر قرآن اترا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو کسی اور سے سنوں تو میں نے آپ کے آگے سورۂ نساء پڑھی کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب ہم ہر امت کے گواہ لائیں گے یعنی ان کے پیغمبر کو اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس کر سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آئے کوئی شخص تم میں سے قضائے حاجت سے۔

فائدہ: یہ آیت اس قدر مشترک ہے سورۂ نساء اور مائدہ میں اور وارد کرنا بخاری کا اس کو نساء کی تفسیر میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ آیت نساء کی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اتری۔

﴿صَعِيْدًا﴾ وَجْهَ الْأَرْضِ.

یعنی آیت ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ میں صعیدا کے معنی ہیں روئے زمین یعنی پس قصد کرو پاک زمین کا۔

فائدہ: کہا زجاج نے نہیں جانتا میں خلاف درمیان اہل علم کے اس میں کہ صعید کے معنی ہیں روئے زمین برابر ہے کہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو اور قتادہ سے روایت ہے کہ صعید وہ زمین ہے جس میں نہ درخت ہو نہ سبزہ اور یہ جو کہا کہ پاک تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو شرط کرتا ہے تیمم میں مٹی کو اس واسطے کہ طیب وہ مٹی ہے اگانے والی۔

وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِيْ يَتَحَاكَمُوْنَ إِلَيْهَا فِيْ جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَّفِيْ أَسْلَمَ وَاحِدٌ وَّفِيْ كُلِّ حَيٍّ وَّاحِدٌ كُهَّانٌ يَّنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ.

یعنی اور کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَحَاكَمُوْا إِلَى الطَّاغُوْتِ﴾ کہ جھوٹے معبود جن کی طرف وہ اپنے معاملے لے جاتے تھے اور اپنے کاموں میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے ایک قبیلے جہینہ میں تھا اور ایک اسلم میں تھا اور ایک ایک ہر قوم میں تھا وہ جھوٹے معبود کاہن لوگ تھے ان پر شیطان اترتا تھا۔

وَقَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ الشَّيْطَانُ.

یعنی اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ﴾ کے جبت کے معنی ہیں جادو اور طاغوت کے معنی ہیں شیطان یعنی انسان کی صورت میں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَلْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ شَيْطَانٌ وَّالطَّاغُوتُ الْكَاهِنُ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے کہ جبت حبش کی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کے معنی ہیں کاہن یعنی جو آئندہ کی خبریں بتلائے مانند رملی اور نجومی وغیرہ کے۔

فائدہ: اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ جبت اور طاغوت کے جنس اس شخص کی ہے جو پوجا جائے سوائے اللہ کے برابر ہے کہ بت ہو یا شیطان جن ہو یا آدمی پس داخل ہوگا اس میں جادوگر اور کاہن' واللہ اعلم۔ اور عکرمہ کے اس قول میں دلالت ہے اس پر کہ معرب قرآن میں واقع ہے اور جائز رکھا ہے اس کو ابن حاجب اور ایک جماعت نے اور حجت پکڑی ہے ابن حاجب نے ساتھ اس کے کہ جب اسماء اعلام مانند ابراہیم کے قرآن میں واقع ہیں تو اسماء اجناس کے واقع ہونے سے کوئی مانع نہیں اور شافعی نے اس سے انکار کیا ہے۔

٤٢١٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوا عَلٰى وُضُوءٍ وَّلَمْ يَجِدُوا مَآءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَعْنِي اٰيَةَ التَّيَمُّمِ.

۴۲۱۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء کا ہار گم ہوا سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو اس کی تلاش میں بھیجا سو نماز کا وقت آیا اور وہ بے وضو تھے اور نہ انہوں نے پانی پایا سو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تیمم کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ذَوِي الْأَمْرِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور اپنے حاکموں کا اور اولی الامر کے معنی ہیں حکم والے یعنی حاکم۔

٤٢١٨ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ

۴۲۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور حاکموں کی' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری جب کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا۔

بْنِ عَدِيٍّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ.

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور معنی یہ ہیں کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں اتری یعنی مقصود آیت سے اس کے قصے میں یہ قول اللہ کا ہے کہ اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اس کو پھیرو اللہ اور رسول کی طرف الآیہ یعنی اس قصے میں اس کی اطاعت کا حکم مقصود نہیں بلکہ جھگڑ پڑنے کے وقت اللہ اور رسول کی طرف پھرنا مقصود ہے اور اس کا قصہ یوں ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اس لشکر کا سردار تھا وہ لشکر سے ناراض ہوا سو اس نے آگ جلائی اور کہا اپنے آپ کو آگ میں ڈالو سو بعض نے اس میں کودنے کا قصد کیا اور بعض باز رہے سو لشکر نے جھگڑا کیا اس کا حکم بجا لانے میں اور اس کا سبب یہ ہے کہ جنہوں نے س کی اطاعت کا قصد کیا تھا انہوں نے اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر عمل کیا اور جو اس سے باز رہے معارض ہوا ان کے نزدیک بھاگنا آگ سے تو مناسب ہوا کہ اتارا جائے اس جھگڑے میں جو راہ بتلائے ان کو اس چیز کی طرف کہ کرے اس کو وقت جھگڑے کے اور وہ پھرنا ہے اللہ اور رسول کی طرف یعنی اگر تم جھگڑ پڑو کسی چیز کے جائز اور ناجائز ہونے میں تو رجوع کرو طرف کتاب اللہ اور سنت کے اور اس میں اختلاف ہے کہ اولی الامر سے کیا مراد ہے طبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اہل علم والخیر ہیں اور مجاہد اور عطاء اور حسن وغیرہ سے ہے کہ وہ علماء ہیں اور ایک روایت مجاہد سے ہے کہ وہ اصحاب ہیں اور یہ خاص تر ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ اس سے بھی خاص تر ہے اور ترجیح دی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے قول کو اس واسطے کہ قریش امارت کو نہ پہچانتے تھے اور کہا طبری نے کہ وہ عموم پر محمول ہے اگرچہ خاص سبب میں اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسم ہے تیرے رب کی کہ ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھ کو منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں کہ ان کے درمیان واقع ہوا۔

٤٢١٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِيْ شَرِيْجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ

۴۲۱۹۔ عروہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری مرد نے پتھریلی زمین کی ایک نالی میں جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زبیر تو اپنی کھیت کو پانی پلا لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یا حضرت! یہ حکم آپ نے اس واسطے کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہوا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصَارِيُّ كَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَّهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ فَمَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ إِلَّا نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

پھر فرمایا کہ اے زبیر! اپنے کھیت کو پانی پلا پھر پانی کو روک رکھ یعنی اس کی زراعت کی طرف مت چھوڑ یہاں تک کہ منڈیر تک پہنچے یعنی لبا لب ہو جائے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے اور حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا حق پورا دلوایا صریح حکم میں جب کہ غصہ دلایا حضرت ﷺ کو انصاری نے اور حضرت ﷺ نے ان کو مشورہ دیا تھا پہلی مرتبہ ساتھ ایک امر کے کہ دونوں کے واسطے اس میں فراخی تھی یعنی اس میں دونوں کی رعایت تھی کہا زبیر نے سو میں نہیں گمان کرتا ان آیتوں کو مگر کہ اس میں اتریں سوقسم ہے تیرے رب کی کہ ان کو نہ ایمان ہوگا آخر آیت تک۔

فائدہ: صریح حکم میں یعنی حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو صریح حکم کیا کہ اپنا سب حق لے لے اور پہلی بار حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ کچھ حق اپنا بطور احسان کے اپنے ہمسائے کو چھوڑ دے نہ بطور وجوب کے پھر جب اس نے جہل کے سبب سے اس کو قبول نہ کیا تو حضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اپنا حق پورا لے لے اور اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا پیغمبروں سے۔

٤٢٢٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَّبِيٍّ يَّمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ

۴۲۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں بیمار ہوتا کوئی پیغمبر مگر کہ اس کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے اور تھے حضرت ﷺ اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا آپ کے حلق میں کوئی چیز اٹکی یعنی بلغم وغیرہ سے سو میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ میں ساتھ چاہتا ہوں ان لوگوں کا جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں

فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ﴾ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ.

سے سو میں نے جانا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہے تم کو کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور راہ میں ان کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور لڑکے اَالظَّالِمِ اَهْلُهَا تک۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ عطف و المستضعفين کا اللہ کے اسم پر ہے یعنی اور ان کی راہ میں جو مغلوب ہیں یا سبیل اللہ پر عطف ہے یعنی بیچ خلاص کرنے مغلوب لوگوں کے۔ (فتح)

٤٢٢١ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ.

۴۲۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور میری ماں مغلوب لوگوں میں سے تھے یعنی میں لڑکوں سے اور میری ماں عورتوں سے۔

٤٢٢٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا ﴿اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّيْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ.

۴۲۲۲۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی مگر جو دبے ہیں مردوں اور عورتوں اور لڑکوں سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور ٹھہرایا یعنی آیت مذکورہ میں اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الآیۃ۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَصِرَتْ﴾ ضَاقَتْ.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ﴾ یعنی تنگ ہوئے ان کے سینے۔

﴿تَلْوُوْا﴾ اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ.

یعنی اور آیت ﴿وَاِنْ تَلْوُوْا اَوْ تُعْرِضُوْا﴾ میں تلووا کے معنی ہیں کہ اگر تم اپنی زبان کو شہادت کے ادا کرنے میں پھیرو یا اس سے اعراض کرو۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ اگر تو داخل کرے اپنی شہادت میں وہ چیز کہ باطل کرے اس کو تو وہ شہادت مت دے۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ معنی مراغم کے

هَاجَرْتُ قَوْمِي.

اس آیت میں ﴿وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا﴾ مہاجر ہیں یعنی ہجرت کی جگہ کہتا ہے راغمت یعنی میں نے اپنی قوم سے ہجرت کی۔

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ مراغما کے معنی ہیں جگہ پھرنے کی۔

﴿مَوْقُوتًا﴾ مُوَقَّتًا وَقَّتَهُ عَلَيْهِمْ.

یعنی آیت ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ میں موقوتا کے معنی ہیں وقت معین کیا گیا یعنی وقت معین کیا اس کا ان کے اوپر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَدَّدَهُمْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر تم کو کیا ہے اے مسلمانو! کہ منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹ دیا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارکسهم کے معنی ہیں کہ ان کو جدا جدا کر دیا۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ رکس کے معنی ہیں رجوع کرنا پس گویا کہ ان کو ان کے پہلے حکم کی طرف پھیر دیا۔

﴿فِئَةٌ﴾ جَمَاعَةٌ.

یعنی آیت ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ﴾ میں فئة کے معنی جماعت ہیں اور مراد دوسرے گروہ سے کفار قریش ہیں۔

٤٢٢٣ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُحُدٍ وَّكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ فَرِيقٌ يَّقُوْلُ اقْتُلْهُمْ وَفَرِيقٌ يَّقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي

۴۲۲۳۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا ہے تم کو کہ منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند لوگ جنگ اُحد سے پھرے یعنی عبداللہ بن ابی منافق اپنے ساتھیوں کے ساتھ پلٹ آیا اور مسلمان لوگ ان کے حق میں دو گروہ ہوئے ایک گروہ کہتا تھا کہ ان کو قتل کرتے ہیں اور ایک گروہ کہتا تھا کہ نہ سو یہ آیت اتری کہ کیا ہے تم کو منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ طیبہ ہے یعنی پاک مقام ہے میل والے کو اس طرح نکال دیتا ہے

الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ. جیسے آگ چاندی کا میل نکال دیتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان کتاب المغازی میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهِ﴾ أَيْ أَفْشَوْهُ. باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آتی ہے ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کرتے ہیں

﴿يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ يَسْتَخْرِجُوْنَهُ. یعنی یستبطونه کے معنی آیت ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ میں یہ ہیں کہ نکالتے ہیں اس کو یعنی اس کی مصلحت کو باہر لاتے ہیں۔

﴿حَسِيْبًا﴾ كَافِيًا. یعنی معنی حسیبا کے ہیں کفایت کرنے والا۔

﴿إِلَّا إِنَاثًا﴾ يَعْنِي الْمَوَاتَ حَجَرًا أَوْ مَدَرًا وَّمَا أَشْبَهَهُ. یعنی آیت ﴿إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ إِلَّا إِنَاثًا﴾ کے معنی ہیں بے جان چیزیں پتھر یا مٹی اور جو اس کی مانند ہے۔

فائدہ: مراد ساتھ موات کے ضد حیوان کی ہے یعنی بے جان چیزیں اور اس کے غیر نے کہا کہ ان کو اناث یعنی عورتیں اس واسطے کہا گیا کہ نام رکھا تھا کافروں نے ان کا منات اور لات اور عزی اور نائلہ اور مانند اس کے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عرب کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ ان کے واسطے ایک بت تھا وہ اس کو پوجتے تھے نام رکھا جاتا تھا اس کا فلانے قبیلے کی عورت اور سورۂ صافات میں ان کی حکایت آئے گی وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اللہ بلند ہے اس سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ ہر بت کے ساتھ ایک جننی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے۔ (فتح)

﴿مَرِيْدًا﴾ مُتَمَرِّدًا. یعنی مریدا کے معنی ہیں سرکش حکم نہ ماننے والا۔

﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ﴾ بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ. یعنی آیت ﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعَامِ﴾ میں بتك کے معنی ہیں کہ چیریں جانوروں کے کان۔

﴿قِيْلًا﴾ وَقَوْلًا وَّاحِدٌ. قیلا اور قولا کے ایک ہی معنی ہیں یعنی بات کرنا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ قِيْلًا﴾۔

﴿طَبَعَ﴾ خَتَمَ. یعنی طبع کے معنی ہیں مہر کی گئی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿طَبَعَ اللهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾۔

تنبیہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں آثار ذکر کیے اور کوئی حدیث ذکر نہیں کی اور البتہ واقع ہوا ہے مسلم میں عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس آیت کے نزول کے سبب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے ملاقات اور بات

کرنا چھوڑ دیا اور مشہور ہوا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق دی اور یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے طلاق نہیں دی سو میں نے مسجد کے دروازے میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دی سو یہ آیت اتری سو میں نے اس امر کو نکالا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضباب کے حق میں اتری اور وہ اور اس کا بھائی ہشام مسلمان ہوئے تھے سو ایک انصاری نے ہشام کو غفلت کی حالت میں مار ڈالا سو پہچانا گیا سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف ایک مرد کو بھیجا ان کو حکم دیا کہ مقیس کو اس کے بھائی کی دیت دیں انہوں نے اسی طرح کیا سو مقیس نے دیت لے کر ایلچی کو مار ڈالا اور مرتد ہو کر مکے میں جا ملا پس یہ آیت اتری۔

٤٢٢٤ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ اٰيَةٌ اِخْتَلَفَ فِيْهَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ فَرَحَلْتُ فِيْهَا اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ هِيَ اٰخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۲۲۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ والوں نے اس آیت میں یعنی اس کے حکم میں اختلاف کیا تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا حکم پوچھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری یہ آیت کہ جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر سو اس کی سزا دوزخ ہے کہا کہ یہ آیت پیچھے اتری اور اس کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی بیچ قتل کرنے مسلمان کے جان بوجھ کر بہ نسبت آیت فرقان کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ اَلسِّلْمُ وَالسَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں اور سِلْم اور سَلَم اور سلام کے ایک معنی ہیں۔

٤٢٢٥ - حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ قَالَ قَالَ ابْنُ

۴۲۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک مرد اپنی بکریوں میں تھا سو مسلمان لوگ اس کو جا ملے تو اس نے ان کو السلام علیکم کہا تو مسلمانوں نے

عَبَّاسٍ كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوْهُ وَأَخَذُوْا غُنَيْمَتَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلسَّلَامَ.

اس کو مار ڈالا اور اس کی بکریاں لے لیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس باب میں اتاری عرض الحیاۃ الدنیا تک کہا کہ مراد عرض الحیاۃ الدنیا سے یہ بکریاں ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت میں السلام پڑھا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شانِ نزول میں ایک قصہ بھی مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر فدک کی طرف بھیجا ان کا سردار غالب بن فضالہ رضی اللہ عنہ تھا اور اس لشکر میں اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی تھا سو جب فدک والوں کو شکست ہوئی تو ان میں سے ایک مرد جس کا نام مرداس تھا تنہا باقی رہا اور اس نے اپنی بکریوں کو پہاڑ کے ساتھ پناہ دی سو جب مسلمان لوگ اس کو جا ملے تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، السلام علیکم تو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا پھر جب پلٹ کر آئے تو یہ آیت اتری کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس واسطے کہ تحفہ مسلمانوں کا سلام ہے اس کے ساتھ آپس میں پہچانے جاتے ہیں اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ جو کوئی ظاہر کرے کچھ چیز اسلام کی نشانیوں سے نہیں حلال ہے خون اس کا یہاں تک کہ اس کی آزمائش کی جائے اس واسطے کہ سلام تحفہ ہے مسلمانوں کا اور جاہلیت کے زمانے میں ان کا تحفہ اس کے برخلاف تھا پس ہوگی یہ نشانی اور نہیں لازم آتا اس چیز سے کہ ذکر کیا میں نے حکم کرنا ساتھ اسلام اس شخص کے کی کہ اس پر اقتصار کرے اور جاری کرنا احکام مسلمانوں کا اوپر اس کے بلکہ ضروری ہے زبان سے دونوں شہادتوں کا اقرار کرنا بنا بریں تفصیل کے کہ اہل کتاب وغیرہ کے درمیان اس میں تھی۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾.

باب ہے بیان اس آیت کے کہ نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمانوں میں سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

فائدہ: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ کی قرأت میں اختلاف ہے بعض لوگ اس کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں قاعدون سے بدل کی بنا پر اور باقی اس کو زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں استثناء کی بنا پر۔

۴۲۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُ رَأٰى مَرْوَانَ بْنَ

۴۲۲۶۔ حضرت سہل سے روایت ہے کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا سو میں اس کی طرف آگے بڑھا یہاں تک کہ میں اس کے پہلو میں بیٹھا (اور وہ اس وقت مدینے کا حاکم تھا) اس نے ہم کو خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلٰى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ فَجَآءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمٰى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے یہ آیت مجھ سے لکھوائی کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں سو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آیا اور حالانکہ حضرت ﷺ اس کو مجھ سے لکھواتے تھے اس نے کہا کہ یا حضرت! قسم ہے اللہ کی اگر میں جہاد کرسکتا تو البتہ جہاد کرتا اور وہ اندھا تھا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی اتاری اور آپ کی ران میری ران پر تھی سو آپ کی ران مجھ پر بہت بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں ڈرا کہ میری ران کچل دی جائے گی پھر آپ سے شدت وحی کی دور ہوئی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ سوائے معذوروں کے جن کو بدن کا نقصان ہے۔

٤٢٢٧ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَآءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهٗ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

۴۲۲۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری (یعنی قریب تھی کہ اترے) کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمانوں میں سے تو حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا زید رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا سو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آیا اور اس نے اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی کہ میں اندھا ہوں جہاد نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ سوائے نہ دیکھنے والوں کے۔

٤٢٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوْا فُلَانًا فَجَآءَهٗ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ أَوِ الْكَتِفُ فَقَالَ اكْتُبْ ﴿لَا

۴۲۲۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ یعنی زید رضی اللہ عنہ کو وہ آئے ان کے ساتھ دوات اور تختی اور کندھے کی ہڈی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور حضرت ﷺ کے پیچھے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے سو اس

يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا ضَرِيْرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾.

نے کہا کہ یا حضرت! میں نابینا ہوں سو اسی جگہ اتری کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا دکھ نہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں اقتصار کیا راوی نے دوسرے حال میں اوپر ذکر کرنے کلمہ زائدہ کے اور وہ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ہے یعنی بلکہ دوسری بار بھی ساری آیت کو پھر دوہرایا پس اگر وحی فقط اسی کلمہ زائدہ کے ساتھ اتری تھی تو شاید راوی نے مناسب جانا دوہرانا آیت کا ابتدا سے تاکہ متصل ہو استثناء ساتھ مستثنیٰ منہ کے اور اگر دوسری بار ساری آیت زیادہ کے ساتھ اتری تھی اس کے بعد کہ پہلی بار اس کے بغیر اتری تھی سو البتہ حکایت کی ہے راوی نے صورت حال کی میں کہتا ہوں کہ پہلا احتمال ظاہر تر ہے اس واسطے کہ سہل کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ اور زیادہ واضح اس سے روایت خارجہ کی ہے کہ اس میں ہے سو میں نے آپ پر پڑھا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سو حضرت ﷺ نے فرمایا ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾۔ (فتح)

٤٢٢٩ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ح وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ عَنْ بَدْرٍ وَّالْخَارِجُوْنَ إِلٰى بَدْرٍ.

۴۲۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد یہ ہے کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان جنگ بدر سے اور نکلنے والے جنگ بدر کی طرف۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے طریق حجاج کے سے اس نے روایت کی ہے ابن جریج سے ساتھ اس کے مثل اس کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر درجے میں فضیلت دی تو اس میں مفضل علیہ غیر اولی الضرر ہیں اور لیکن ضرر والے سو وہ ملحق ہیں ساتھ مجاہدین کے ثواب میں

جب کہ ان کی نیت سچی ہو اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ضرر والے مجاہدین کے ساتھ برابر ہیں اس واسطے کہ مستثنیٰ کیا ہے آیت نے ﴿أُولِي الضَّرَرِ﴾ کو برابر ہونے سے پس آیت نے دلالت کی کہ وہ برابری میں داخل ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی واسطے درمیان برابری اور عدم برابری کے لیکن مراد برابر ہونا ان کا اصل ثواب میں ہے نہ دوگنا ہونے میں اس واسطے کہ دوگنا ہونا متعلق ہے ساتھ فعل کے اور احتمال ہے کہ ملحق ہوں ساتھ جہاد کے اس باب میں تمام نیک اور باب کی حدیثوں میں اور بھی کئی فائدے ہیں ٹھہرانا کاتب کا اور قریب کرنا اس کا اور قید کرنا علم کا ساتھ لکھنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ اَلْآيَةَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جن لوگوں کی جان کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم تھے مغلوب زمین میں کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں، آخر آیت تک۔

٤٢٣٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِيْ عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى بِهٖ فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهٗ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ﴾ اَلْآيَةَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ.

۴۲۳۰۔ حضرت محمد بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ قطع کیا گیا اہل مدینہ پر ایک لشکر یعنی لازم کیا گیا ان پر نکالنا لشکر کا واسطے قتال اہل شام کے بیچ زمانے خلیفہ ہونے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مکے میں سو میرا نام اس میں لکھا گیا سو میں عکرمہ سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام آزاد کردہ تھا سو میں نے اس کو خبر دی اس نے مجھ کو اس سے منع کیا سخت منع کرنا پھر کہا کہ خبر دی مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بیشک چند مسلمان مشرکوں کے ساتھ تھے مشرکوں کے گروہ بڑھاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آتا تیر کہ پھینکا جاتا سو ان میں سے ایک کو پہنچتا سو اس کو قتل کرتا یا تلوار سے قتل کیا جاتا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ جن لوگوں کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا آخر آیت تک۔

فائدہ: اسی طرح آیا ہے اس روایت میں شان نزول اس کا اور روایت کی ہے طبری نے کہ مکہ والوں سے چند لوگ

مسلمان ہوئے تھے اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے سو جنگ بدر میں مشرکوں نے ان کو اپنے ساتھ نکالا سو ان میں سے بعض بدر میں مارے گئے سو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمان تھے پس مجبور کیے گئے ان کے واسطے بخشش مانگو سو یہ آیت اتری تو مسلمانوں نے اس آیت کو ان مسلمانوں کی طرف لکھا جو مکے میں باقی رہے تھے اور یہ کہ ان کا کوئی عذر باقی نہیں سو وہ نکلے اور مشرک ان سے ملے مشرکوں نے ان کو تکلیف دی وہ پھر آئے پھر نکلے سو بعض نے نجات پائی اور بعض مارے گئے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر بری ہونے عکرمہ کے اس چیز سے کہ منسوب کیا جاتا ہے خوارج کی رائے کی طرف اس واسطے کہ اس نے مبالغہ کیا منع کرنے میں مسلمانوں کی لڑائی سے اور بڑھانے گروہ ان لوگوں کے سے جو مسلمانوں سے لڑیں اور غرض عکرمہ کی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے اس کی جو مشرکوں کی جماعت کو بڑھائے اور ان کے ساتھ جائے باوجود اس کے کہ ان مسلمانوں کا ارادہ نہ تھا کہ کافروں سے موافقت کریں کہا عکرمہ نے پس اسی طرح نہ بڑھا تو اس لشکر کی جماعت کو اگرچہ تو ان کی موافقت کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور یہ جو کہا کہ تم کس بات میں تھے تو یہ سوال توبیخ اور تقریع کا ہے اور استنباط کیا ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے واجب ہونا ہجرت کا اس زمین سے کہ اس میں گناہ ہوں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُوْنَ حِيلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيلًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مگر بے بس مرد اور عورتیں اور لڑکے کہ نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ راہ جانتے ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں عذر ہے اس شخص کا جو موصوف ہے ساتھ بے بس ہونے کے ان لوگوں میں سے جو اس سے پہلی آیت میں مذکور ہے اور تحقیق ذکر کیا گیا ہے وہ شخص دوسری آیت میں بیچ سیاق رغبت دلانے کے اوپر قتال کے ان سے۔

٤٢٣١ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ﴾ قَالَ كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ.

۴۲۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ﴾ کے کہا کہ میری ماں اُن لوگوں میں سے تھی جن کو اللہ نے معذور ٹھہرایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأُولَٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو ان کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا بخشتا ہے۔

٤٢٣٢ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ

۴۲۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت

يَحْيٰى عَنْ أَبِى سَلَمَةَ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَآءَ إِذْ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّسْجُدَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِى رَبِيعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِىْ يُوْسُفَ.

میں کہ حضرت ﷺ عشاء کی نماز میں تھے اچانک کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر سجدہ کرنے سے پہلے کہا الٰہی! نجات دے عیاش بن ربیعہ کو الٰہی! نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی! نجات دے مکے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر، الٰہی! ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوْا أَسْلِحَتَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور گناہ نہیں تم پر اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار۔

٤٢٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِىْ يَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى﴾ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّكَانَ جَرِيْحًا.

۴۲۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اس آیت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ بیمار تھے یعنی یہ آیت ان کے حق میں اتری۔

فائدہ: یہ جو آیت میں فرمایا کہ نہیں گناہ تم کو یہ کہ ہتھیار اتار رکھو تو اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ان کو بیچ رکھنے ہتھیاروں کے واسطے بھاری ہونے ان کے اوپر ان کے بسبب اس چیز کے کہ ذکر کی گئی مینہ اور بیماری سے پھر حکم دیا ان کو ساتھ لینے بچاؤ کے یعنی زرہ اور ڈھال اور خود کے واسطے اس ڈر کے کہ غافل ہوں اور دشمن ان پر ہجوم کرے یعنی بیماری اور مینہ کی حالت میں بھی زرہ اور ڈھال وغیرہ کو ساتھ رکھو۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور فتویٰ مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو بیچ

الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ﴾.

عورتوں کے اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں سو نازل ہوا ہے یتیم عورتوں کے حق میں۔

فائدہ: فتویٰ کے معنی ہیں جواب سائل کا حادثے سے کہ مشکل ہو او پر سائل کے۔

٤٢٣٤ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْيَتِيْمَةُ هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَتْهُ فِيْ مَالِهِ حَتّٰى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَّنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُّزَوِّجَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِيْ مَالِهِ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ.

۴۲۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ فتویٰ طلب کرتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو ان کے بارے میں اس قول تک کہ تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ وہ مرد ہے کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو وہ مرد اس کا والی اور وارث ہو اور وہ عورت اس کو اس کے مال میں شریک ہے یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی سو وہ مرد اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتا اور برا جانتا ہے کہ اس کو اور مرد کے نکاح میں دے کہ وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہو جس میں وہ عورت اس کی شریک ہے سو وہ اس کو اور جگہ نکاح کرنے سے منع کرتا ہے سو یہ آیت اتری۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی ایک چچیری بہن تھی بدصورت اور اس کے پاس مال تھا کہ وہ اس کو اپنے باپ سے وراثت میں پہنچا تھا اور جابر رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتا تھا اور نہ اس کو اور کسی کے نکاح میں دیتا تھا اس ڈر سے کہ اس کا خاوند اس کا مال لے جائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا منہ پھیرنے سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٌ تَفَاسُدٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾ میں کہ شقاق کے معنی ہیں فساد ہونا۔

﴿وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ عَلَيْهِ.

یعنی اور کہا آیت ﴿وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ میں شح کے معنی ہیں ہوائے نفسانی اس کی کسی چیز میں جس پر حرص رکھتا ہے۔

﴿كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ لَا هِيَ أَيِّمٌ وَّلَا ذَاتُ زَوْجٍ.

یعنی اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ کے

کہ معلقة کے معنی ہیں کہ نہ بیوہ اور نہ خاوند والی۔

﴿نُشُوْزًا﴾ بُغْضًا.

یعنی نشوزا کے معنی اس آیت میں بغض اور عداوت کے ہیں۔

٤٢٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتِ :الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِّنْهَا يُرِيْدُ أَنْ يُّفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

۴۲۳۵۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا منہ پھیرنے سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ایک مرد ہے کہ اس کے پاس عورت ہوتی ہے کہ اس سے صحبت اور میل جول بہت نہیں رکھنا چاہتا ہے کہ اس کو چھوڑ دے سو وہ کہتی ہے کہ میں تجھ کو اپنے حال سے حلال کرتی ہوں یعنی میں تجھ سے اپنا حق نفقہ وغیرہ نہیں لیتی اور تو مجھ کو طلاق نہ دے سو یہ آیت اس باب میں اتری۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت اس عورت کے حق میں کہ ایک مرد کے نکاح میں ہو وہ مرد کی جدائی کو برا جانتی ہے سو دونوں صلح کرتے ہیں اس پر کہ تین یا چار دن کے بعد اس سے صحبت کیا کرے اور حاکم نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ اس کے نکاح میں ایک عورت تھی سو اس کے بعد اس نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا سو اس نے جوان عورت کو اس پر مقدم کیا تو پہلی عورت نے اس سے جھگڑا کیا رافع نے اس کو طلاق دی پھر اس کو کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھ سے رجوع کروں اور تو صبر کرے یعنی اس شرط پر کہ مجھ سے اپنا حق نہ مانگے اس نے کہا مجھ سے رجوع کر اس نے اس سے رجوع کیا پھر اس نے صبر نہ کیا اس نے اس کو طلاق دی پس یہ ہے وہ صلح جس میں یہ آیت اتری اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے سودہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا یہ کہ اس کو حضرت ﷺ طلاق دیں سو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ مجھ کو طلاق نہ دیجیے اور میں نے اپنی باری کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا یہ آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے منافق لوگ آگ کے نیچے طبقے میں ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْفَلَ النَّارِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ درك اسفل سے مراد نیچے کی آگ ہے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ عذاب منافق کا سخت تر ہے کافر کے عذاب سے واسطے ٹھٹھا کرنے اس کے ساتھ دین کے۔ (فتح)

﴿نَفَقًا﴾ سَرَبًا.

یعنی آیت ﴿إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا﴾ میں نفقا کے معنی ہیں سرنگ۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورۂ انعام میں ہے اور شاید بخاری نے اس کو اس جگہ اس واسطے ذکر کیا ہے کہ تا کہ اشارہ کرے نفاق کے مشتق ہونے کی طرف اس واسطے کہ نفاق کے معنی ہیں ظاہر کرنا غیر اس چیز کا کہ دل میں ہے۔

٤٢٣٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِيْ حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَآءَ حُذَيْفَةُ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ خَيْرٍ مِّنْكُمْ قَالَ الْأَسْوَدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهٗ فَرَمَانِيْ بِالْحَصَا فَأَتَيْتُهٗ فَقَالَ حُذَيْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهٖ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ كَانُوْا خَيْرًا مِّنْكُمْ ثُمَّ تَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

۴۲۳۶۔ اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقے میں تھے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ آیا یہاں تک کہ ہم پر کھڑا ہوا اور سلام کیا پھر کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھی سو کہا اسود نے سبحان اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق لوگ آگ کے نیچے طبقے میں ہیں یعنی پس ان کو بہتر کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ سو عبداللہ رضی اللہ عنہ ہنسے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک کنارے میں بیٹھے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھے سو ان کے ساتھی جدا جدا ہوئے اسود کہتا ہے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کنکر مار کر بلایا میں اس کے پاس آیا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تعجب کرتا ہوں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہنسنے سے اور البتہ اس نے پہچانا جو میں نے کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھے پھر وہ تائب ہوئے سو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسے یعنی واسطے تعجب کرنے کے اس کی کلام کے صدق سے اور یہ جو کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھی یعنی مبتلا کیے گئے ساتھ اس کے وہ اصحاب کے طبقے میں سے تھے سو وہ تابعین کے طبقے سے بہتر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مبتلا کیا سو دین سے پھر گئے اور منافق ہو گئے سو ان سے خیر جاتی رہی اور بعض نے ان میں سے توبہ کی تو ان کے واسطے خیر پھر آئی گویا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ڈرایا ان لوگوں کو جن کو خطاب کیا اور ان کے واسطے اشارہ کیا کہ مغرور نہ ہوں اس واسطے کہ دل پھرتے رہتے ہیں سو ڈرایا ان کو ایمان سے نکلنے سے اس واسطے کہ عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے اور بیان کیا ان کے واسطے کہ اگرچہ وہ اپنے ایمان میں نہایت مضبوط ہیں لیکن نہیں لائق ہے ان کو کہ اللہ تعالیٰ کے مکر سے نڈر ہوں اس واسطے کہ ان سے پہلا طبقہ یعنی اصحاب ان

سے بہتر تھے اور باوجود اس کے ان میں بعض لوگ مرتد اور منافق ہو گئے سو جو طبقہ کہ ان سے پچھلا ہے سو وہ ایسے امر میں واقع ہونے پر زیادہ تر قادر ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کے ہنسنے سے تعجب کیا یعنی اس سے کہ وہ صرف ہنس کر چپ رہا کچھ بات نہ کہی سو البتہ اس نے پہچانا جو میں نے کہا یعنی اس نے میری مراد سمجھی اور پہچانا کہ وہ حق ہے ثم تابوا یعنی پھر انہوں نے نفاق سے رجوع کیا اور مستفاد ہوتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ کفر اور ایمان اور اخلاص اور نفاق سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے اور اس کی تقدیر اور ارادے اس کے سے ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس آیت سے ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ صحیح ہونا زندیق کی توبہ کا اور قبول ہونا اس کا اس چیز کی بنا پر کہ اس پر جمہور ہیں اس واسطے کہ وہ مستثنیٰ ہیں منافقوں کی اس آیت سے ﴿اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابو بکر رازی وغیرہ ایک جماعت نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی نُوْحٍ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور پیغمبروں کو اس کے بعد اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام تک۔

٤٢٣٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنِی الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی.

۴۲۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں یہ کہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر سے جو متی کا بیٹا ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو اس بات کا قائل ہے وہی ہے جس کو یہ کہنا لائق نہیں اور احتمال ہے کہ مراد انا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور آپ نے بطور تواضع کے کہا ہو لیکن باب کی دوسری حدیث پہلے احتمال پر دلالت کرتی ہے کہ مراد خود ہی قائل ہے۔ (فتح)

٤٢٣٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ كَذَبَ.

۴۲۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں یونس علیہ السلام پیغمبر سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے یعنی جب کہ کہے یہ بغیر توقیف کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ حکم پوچھتے ہیں تجھ سے یعنی کلالہ کی میراث کا تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کی میراث کا یعنی جس کا نہ باپ ہو اور نہ بیٹا ہو اگر ایک مر گیا کہ اس کا بیٹا نہیں یعنی اور نہ اس کا باپ ہے اور اس کی بہن ہے تو اس کو پہنچے آدھا جو چھوڑ مرا اور اگر یہ بہن مرے تو یہ بھائی ہے وارث اس کا اگر اس کا کوئی بیٹا نہ ہو۔

وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ وَّهُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ.

یعنی اور کلالہ وہ ہے کہ نہ وارث ہو اس کا باپ اور نہ بیٹا۔

فائدہ: اور یہی مذہب ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء اصحاب اور تابعین کا اور جو ان سے پیچھے ہیں اور کلالہ مصدر ہے تکلل کی کہا جاتا ہے تکللہ النسب یعنی نسب نے اس کی دونوں طرف پکڑیں ولد اور والد کی جہت سے گویا کہ وارثوں نے اس کو احاطہ کیا اور نہ اس کا باپ ہے اور نہ بیٹا اور بعض کہتے ہیں کلالہ کل یکل سے مشتق ہے یعنی اس کا نسب دور ہے اور بعض کہتے ہیں وہ وارث ہیں جو لڑکے کے علاوہ ہوں اور بعض کہتے ہیں جو باپ کے علاوہ ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بھائی ہیں اور بعض کہتے ہیں ماں کی طرف سے اور وارث کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور وارث کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور مال کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ چچا کی اولاد کو کلالہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ عصبوں کو کہتے ہیں اور واسطے کثرت اختلاف کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کلالہ میں کچھ نہیں کہا۔ (فتح)

٤٢٣٩ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ بَرَآءَةَ وَاٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۴۲۳۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پچھلی سورت جو اتری سورۂ برأت ہے اور پچھلی آیت جو اتری یستفتونک الخ ہے یعنی حکم پوچھتے ہیں تجھ سے کلالہ کا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ ان آیتوں میں سے ہے جو پیچھے اتریں پس نہ مخالف ہوگی یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے جو سورہ بقرہ کے اخیر میں گزری کہ اخیر آیت کہ اتری سود کی آیت ہے یعنی ہر ایک نسبت دوسری کے پچھلی ہے۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ
بیان ہے بیچ تفسیر سورۂ مائدہ کے

فائدہ: مائدہ اس طبق کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور جس پر کھانا نہ ہو اس کو دستر خوان کہتے ہیں۔

﴿حُرُمٌ﴾ وَاحِدُهَا حَرَامٌ. یعنی آیت ﴿وانتم حرم﴾ میں حرم کا لفظ جمع ہے اور اس کا واحد حرام ہے یعنی تم احرام باندھے ہو۔

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ﴾ بِنَقْضِهِمْ. یعنی اور بما نقضهم کے معنی ہیں بنقضهم یعنی ما زائدہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں بسبب توڑنے ان کے اپنے عہد و پیمان کو

﴿الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ﴾ جَعَلَ اللّٰهُ. یعنی آیت ﴿یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللّٰہ لکم﴾ کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے واسطے ٹھہرائے اور حکم کیا۔

فائدہ: اور کہا طبری نے کہ مراد یہ ہے کہ مقدر کیا اس کو واسطے رہنے بنی اسرائیل کے فی الجملہ پس نہ وارد ہوگا یہ اعتراض کہ مخاطب اس میں نہیں رہے اس واسطے کہ مراد جنس ان کی ہے بلکہ ان میں سے بعض اس میں رہے مانند یوشع کے اور وہ بھی اس کے مخاطبین میں سے ہے۔

﴿تَبُوْءُ﴾ تَحْمِلُ. یعنی آیت ﴿انی ارید ان تبوء باثمی﴾ میں تبوء کے معنی ہیں کہ تو میرا اور اپنا گناہ اٹھائے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الْإِغْرَآءُ التَّسْلِيْطُ. یعنی آیت ﴿فاغرینا بینهم العداوة﴾ من اغرا کے معنی ہیں غالب کرنا۔

فائدہ: تفسیر کرنا اغرا کی ساتھ تسلیط کے لازم ہے اغرا کے معنی کو اس واسطے کہ حقیقت اغرا کی فتنہ فساد اٹھانا ہے۔

﴿دَآئِرَةٌ﴾ دَوْلَةٌ. یعنی آیت ﴿نخشی ان تصیبنا دائرة﴾ میں دائرہ کے معنی ہیں دولت (مصیبت)۔

﴿أُجُوْرَهُنَّ﴾ مُهُوْرَهُنَّ. یعنی معنی اجورهن کے آیت ﴿اذا اتیتموهن اجورهن﴾ میں مہر ان کے ہیں۔

﴿مَخْمَصَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ. یعنی اور مخمصة کے معنی ہیں بھوک۔

وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى یعنی اور کہا سفیان نے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت زیادہ سخت مجھ پر اس آیت سے کہ نہیں تم کسی چیز پر یہاں تک

تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾.

کہ قائم رکھو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب سے۔

فائدہ: یعنی جو نہ عمل کرے اس چیز کے ساتھ کہ اتاری ہے اللہ نے اپنی کتاب میں سو وہ کسی چیز پر نہیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جو بعض فرضوں کو چھوڑے اس نے سب کو چھوڑا اسی واسطے اس نے مطلق کہا کہ وہ سخت تر ہے اس کے غیر سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اس قسم سے کہ تھا اہل کتاب پر بوجھ سے اور تحقیق روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ یہ آیت ایک خاص سبب میں اتری ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کے علماء کی ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے کہا کہ اے محمد! کیا تو نہیں گمان کرتا کہ تو ابراہیم علیہ السلام کے مذہب پر ہے اور تو ایمان لاتا ہے اس چیز کے ساتھ کہ تورات میں ہے اور تو گواہی دیتا ہے کہ وہ حق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں لیکن تم نے چھپائی اس سے وہ چیز کہ حکم ہوا تھا تم کو اس کے بیان کرنے کا سو میں بری ہوں اس چیز سے جو تم نے نئی نکالی انہوں نے کہا کہ ہم ہاتھ مارتے ہیں اس چیز کے ساتھ کہ ہمارے ہاتھوں میں ہے ہدایت اور حق سے اور ہم نہیں مانتے تجھ کو اور نہ تیرے قرآن کو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد ساتھ ﴿ماانزل الیکم من ربکم﴾ کے قرآن مجید ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَنْ أَحْيَاهَا﴾ يَعْنِي مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيعًا.

یعنی آیت ﴿ومن احیاھا﴾ کے معنی ہیں کہ جس نے ناحق جان کے مارنے کو حرام کیا مگر ساتھ حق کے کہ زندہ ہوتے ہیں اس سے سب لوگ۔

﴿شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ سَبِيْلًا وَّسُنَّةً.

یعنی آیت ﴿ولکل جعلنا منکم شرعة ومنھاجا﴾ میں شرعۃ کے معنی راہ ہیں اور منہاج کے معنی طریقہ ہیں واضح اور ظاہر۔

﴿اَلْمُهَيْمِنُ﴾ اَلْأَمِيْنُ الْقُرْآنُ أَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

یعنی آیت ﴿ومھیمنا علیه﴾ کے معنی ہیں امین ہے اوپر اس کے یعنی قرآن امین ہے ہر اگلی کتاب پر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ آج میں نے پورا کیا تمہارا دین تم پر۔

٤٢٤٠ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِعُمَرَ إِنَّكُمْ

۴۲۴۰۔ حضرت طارق بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہود نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ایک آیت پڑھتے ہو اگر ہم میں اترتی تو البتہ ہم اس کو عید ٹھہراتے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

تَقْرَئُوْنَ اٰيَةً لَّوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ أُنْزِلَتْ وَأَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَإِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمْ لَا ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾.

بیشک میں جانتا ہوں جس وقت اتری اور جس جگہ اتری اور حضرت ﷺ اس وقت کہاں تھے یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور قسم ہے اللہ کی ہم عرفات میں تھے (کہا سفیان نے) اور میں شک کرتا ہوں کہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں وہ آیت یہ ہے کہ آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا۔

فائدہ: اور البتہ گزر چکا ہے کتاب الایمان میں بیان مطابقت جواب عمر رضی اللہ عنہ کے کا واسطے سوال کے اس واسطے کہ اس نے سوال کیا اس کے عید ٹھہرانے سے عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عرفات میں جمعہ کے دن اتری اور حاصل اس کا یہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ دونوں دن ہی ہمارے واسطے عید ہیں ساتھ حمد اللہ کے اور ترمذی میں ہے کہ یہ آیت عید کے دن اتری اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جمعہ کے دن عرفات میں ٹھہرنے کو فضیلت ہے اور دنوں پر اس واسطے کہ نہیں اختیار کرتا اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے واسطے مگر افضل کو اور یہ کہ اعمال بزرگ ہوتے ہیں ساتھ بزرگی زمانوں کے مانند مکانوں کے اور جمعہ کا دن افضل ہے ہفتے کے سب دنوں سے اور مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ بہتر دن جس پر سورج چڑھا جمعہ کا دن ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر نہ پاؤ تم پانی سو تیمم کرو پاک مٹی سے۔

تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا.

یعنی تیمموا کے معنی ہیں قصد کرو۔

﴿آمِّيْنَ﴾ عَامِدِيْنَ.

یعنی آیت ﴿ولا آمین البیت الحرام﴾ میں آمین کے معنی ہیں قصد کرنے والے۔

أَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ.

یعنی دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَمَسْتُمُ﴾ وَ ﴿تَمَسُّوْهُنَّ﴾ ﴿وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ﴿وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن﴾ میں تمسوهن کے معنی ﴿اولامستم النساء﴾ میں لامستم کے معنی ہیں جماع اور کوفیوں کی قرائت میں لمستم ہے اور کہا کہ آیت ﴿والاتی دخلتم بهن﴾ میں دخول کے معنی نکاح ہیں۔

وَالْإِفْضَآءُ النِّكَاحُ.

یعنی اور آیت ﴿وقد افضى بعضكم الى بعض﴾ میں

افضاء کے معنی نکاح ہیں۔

٤٢٤١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّأْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا

۴۲۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ ہم بیداء میں یا ذات الجیش (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں تھے تو میرا ہار ٹوٹ پڑا تو حضرت ﷺ اس کی تلاش کے واسطے ٹھہرے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے اور وہ پانی پر نہ تھے اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا سو لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کہ حضرت ﷺ کو روکا اور نہیں وہ پانی پر اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حالانکہ حضرت ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے اور کہا کہ تو نے حضرت ﷺ کو اور لوگوں کو روکا اور حالانکہ اس جگہ پانی نہیں اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو جھڑکا اور کہا جو اللہ نے چاہا اور اپنے ہاتھ سے مجھ کو کولہے میں چوکنے لگے اور نہ روکتا تھا مجھ کو ہلنے سے کچھ مگر ہونا حضرت ﷺ کا میری ران پر سو حضرت ﷺ صبح کے وقت اٹھے بے پانی کے سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری سو لوگوں نے تیمم کیا سو اسید رضی اللہ عنہ ابن حضیر نے کہا کہ نہیں یہ پہلی برکت تمہاری اے ابو بکر کے لوگو! عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے اٹھایا اس اونٹ کو جس پر میں سوار تھی سو اچانک دیکھا کہ ہار اس کے نیچے پڑا ہے۔

فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَّا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قیام رات کا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اتر کر اول نماز پڑھ لی ہو پھر سوئے رہے ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ تہجد کھڑا ہونا ہے نماز کی طرف کچھ دیر سونے کے بعد پھر احتمال ہے کہ کچھ دیر سو گئے ہوں اور آپ کا وضو نہ ٹوٹا ہو اس واسطے کہ آپ کا دل نہیں سوتا پھر آٹھ کر نماز پڑھی ہو پھر سو گئے ہوں، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٢٤٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِّيْ بِالْبَيْدَآءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ فَأَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنٰى رَأْسَهُ فِيْ حَجْرِيْ رَاقِدًا أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَّقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِيَ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَآءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ الْاٰيَةَ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيْكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَّهُمْ.

۴۲۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرا ہار بیداء میں گر پڑا اور ہم مدینے میں داخل ہونا چاہتے تھے سو حضرت ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اترے سو حضرت ﷺ نے اپنا سر میری گود میں موڑا سوتے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سامنے آئے سو انہوں نے مجھ کو سخت مکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار میں لوگوں کو روکا سو مجھ کو موت تھی واسطے آرام کرنے حضرت ﷺ کے میری ران پر یعنی میں سخت لاچار ہوئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت ﷺ جاگ پڑیں اور ابوبکر نے مجھ کو درد پہنچایا پھر حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ فجر کی نماز کا وقت ہوا سو پانی کی تلاش ہوئی سو نہ پایا گیا سو یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہو تو دھو لو اپنے منہ اور ہاتھ، آخر آیت تک سو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوبکر کے لوگو! البتہ اللہ تعالیٰ نے تم میں لوگوں کے واسطے برکت کی نہیں تم مگر برکت واسطے ان کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو جا تو اور تیرا رب سو لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

٤٢٤٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ ح و حَدَّثَنِيْ حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ لِمُوْسٰى ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ وَلٰكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ أَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۲۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن کہا کہ ہم آپ سے نہیں کہتے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جا تو اور تیرا رب سو لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں لیکن چلیے اور ہم آپ کے ساتھ ہیں سو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غم دور ہوا اور خوش ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾.

اَلْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ الْكُفْرُ بِهِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہی سزا ہے ان کی جو لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا وطن سے نکالے جائیں تک۔

یعنی اللہ کے ساتھ لڑنے کے معنی ہیں کفر کرنا اس کے ساتھ۔

فائدہ: اور تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے اس جگہ ساتھ راہزنوں کے مسلمان ہوں یا کافر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت عرینیوں کے حق میں اتری۔

٤٢٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۴۴۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ وہ عمر بن

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلْمَانُ أَبُوْ رَجَآءٍ مَّوْلٰى أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرُوْا وَذَكَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَآءُ فَالْتَفَتَ إِلٰى أَبِيْ قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ أَوْ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا قُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالُوْا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ هٰذِهٖ نَعَمٌ لَّنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوْا فِيْهَا فَاشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَخَرَجُوْا فِيْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوْا وَمَالُوْا عَلَى الرَّاعِيْ فَقَتَلُوْهُ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَخَوَّفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِيْ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا أَنَسٌ قَالَ وَقَالَ يَا أَهْلَ كَذَا إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَّا أُبْقِيَ هٰذَا فِيْكُمْ أَوْ مِثْلُ هٰذَا.

عبدالعزیز رحمہ اللہ (خلیفہ وقت) کے پیچھے بیٹھا تھا سو لوگوں نے قسامت کا ذکر کیا سو کہا جو ان کو معلوم تھا اور کہا کہ البتہ بدلہ لیا ہے ساتھ قسامت کے چاروں خلیفوں نے سو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابو قلابہ کو مڑ کر دیکھا اور وہ اس کے پیچھے بیٹھا تھا سو کہا کہ اے عبداللہ بن زید! تو کیا کہتا ہے؟ یا کہا اے ابوقلابہ! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں جانتا میں نے کسی جان کو اس کا مارنا اسلام میں حلال ہو مگر وہ مرد کہ زنا کرے بعد شادی کے یا ناحق کسی کو مار ڈالے یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑے' کہا عنبسہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے آپ سے کلام کیا اور کہا کہ ہم نے اس زمین کی آب و ہوا ناموافق پائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہمارے اونٹ چرنے کو نکلتے ہیں سو تم ان میں نکلو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو سو وہ اونٹوں میں نکلے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور اچھے ہو گئے اور راونٹ چرانے والے پر جھک پڑے اور اس کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے چلے سو کیا چیز ہے کہ دیر کی جائے ان لوگوں سے یعنی کیا توقف کیا جائے ان کے موجب سزا ہو یا کیا چیز ہے کہ ان کی سزا سے چھوڑی جائے کہ انہوں نے جان کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور رسول کو ڈرایا' عنبسہ نے کہا سبحان اللہ ابوقلابہ کہتا ہے کیا تو مجھ کو تہمت لگاتا ہے؟ کہا حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے راوی کہتا ہے کہ عنبسہ نے کہا اے شام والو! ہمیشہ رہو گے تم خیر سے جب تک یہ تم میں باقی رہے گا یعنی ابوقلابہ اور مثل اس کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور زخموں کا بدلہ برابر ہے۔

٤٢٤٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَّا وَاللَّهِ لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ.

۴۲۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ ڈالا سو لڑکی کی قوم نے بدلہ طلب کیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اس کا دانت نہ توڑا جائے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تو بدلہ لینے کا حکم کرتی ہے سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی اور انہوں نے دیت قبول کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے رسول پہنچا دے جو اتارا گیا تجھ پر تیرے رب کی طرف سے۔

٤٢٤٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللَّهُ يَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾.

۴۲۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ جو تجھ سے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول! پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر۔

فائدہ: اور تفسیر کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے لغو قسم کی ساتھ اس چیز کے کہ جاری ہو اوپر زبان مکلف کے بغیر قصد کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قسم کھانا ہے غلبہ ظن پر اور بعض نے کہا کہ حالت غضب میں اور بعض نے کہا گناہ میں اور اس کا بیان قسموں میں آئے گا۔

٤٢٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ.

۴۲۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت کہ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر بیچ حق کہنے مرد کے لا واللہ بلی واللہ۔

فائدہ: یعنی جب کوئی ان دونوں میں سے ایک کلمہ کہے تو اسے لغو کہا یعنی اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور اگر کوئی دونوں کلمے اکٹھے کہے تو دوسرے کلمے میں منعقد ہو جاتی ہے۔ (فتح)

٤٢٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لَا أَرٰى يَمِيْنًا أُرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

۴۲۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے باپ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قسم میں حانث نہیں ہوتے تھے یعنی قسم کا خلاف نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ اتارا اور کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں اعتقاد کرتا میں کوئی قسم کہ مجھ کو اس کے سوا کوئی بات بہتر معلوم ہو مگر میں نے اللہ کی رخصت قبول کی اور کیا میں نے جو بہتر ہے یعنی بیچ کفارے قسم کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں۔

٤٢٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَآءٌ

۴۲۴۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا کہ ہم خصی نہ ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا پھر رخصت دی ہم کو بعد اس کے کہ ہم

فَقُلْنَا أَلَا نَخْتَصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر پڑھی یہ آیت کہ اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور ترمذی میں ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! جب میں گوشت کھاتا ہوں تو منتشر ہو جاتا ہوں اور بیشک میں نے گوشت کو اپنے اوپر حرام کیا سو یہ آیت اتری اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ اتری یہ آیت چند لوگوں کے حق میں کہ انہوں نے کہا کہ ہم دنیا کی خواہشیں چھوڑ کر زمین میں سیر کرتے ہیں اور باقی بیان اس کا نکاح میں آئے گا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور فال کے گندے کام شیطان کے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْأَزْلَامُ الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُوْنَ بِهَا فِي الْأُمُوْرِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ازلام تیر تھے کہ ان کے ساتھ کاموں میں فال لیتے تھے۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے ہجرت کی حدیث میں قول سراقہ کا کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پیچھے پڑا تو اس نے تیروں سے فال لی سو برا تیر نکلا اور ابن جریر نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں تیر کی طرف قصد کرتے تھے ایک پر لکھا ہوتا تھا کہ کر اور دوسرے پر لکھا ہوتا تھا کہ نہ کر اور تیسرا خالی تھا سو جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو ان میں سے ایک تیر کو نکالتا تھا سو اگر پہلا تیر ہاتھ میں آتا یعنی جس پر لکھا ہوتا کر تو وہ اس کام کو کرتا اور اگر منع کا تیر نکلتا تو اس کو نہ کرتا اور اگر خالی جگہ تیر نکلتا تو پھر دوہراتا اور فال لیتے تھے اس سے واسطے ہر سفر اور جنگ اور تجارت وغیرہ کے اور یہ تیر ہر ایک آدمی یا اکثر کے پاس ہوتے تھے اور ان کے سوائے ایک اور قسم کے تیر بھی تھے وہ خانے کعبے میں رکھے تھے وہ حکموں کے واسطے تھے وہ نزدیک ہر کاہن اور حاکم عرب کے اور ایک قسم کے تیر تھے ان سے جوا کھیلتے تھے وہ دس تھے سات پر لکیریں تھیں اور تین خالی تھے اور یہی حکم ہے ہر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ جوا کھیلا جائے مانند نرد وغیرہ کے۔ (فتح)

وَالنُّصُبُ أَنْصَابٌ يَّذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا.

اور نصب بت تھے جن پر جانور ذبح کرتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن قتیبہ نے کہ وہ پتھر تھے کہ کھڑے کیے جاتے تھے اور ان کے نزدیک جانور ذبح کیے جاتے تھے اور ان کا خون ان پر ڈالا جاتا تھا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيْشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پھل نہ ہو اور وہ واحد ہے ازلام کا۔

وَالْإِسْتِقْسَامُ أَنْ يُجِيْلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهٰى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ بِهِ يُجِيْلُ يُدِيْرُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوْبٍ يَسْتَقْسِمُوْنَ بِهَا.

اور فال لینا تیروں سے یہ ہے کہ تیر کو پھیرے سو اگر اس کو منع کرے تو باز رہے اور اگر اس کو حکم کرے یعنی وہ تیر نکلے جس پر لکھا ہے کر تو کرے جو اس کو حکم کرتا ہے اور البتہ انہوں نے تیروں پر کئی قسم کے نشان کیے تھے ان کے ساتھ فال لیتے تھے یعنی ایک پر لکھا کہ امرنی ربی اور دوسرے پر نہانی ربی۔

وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ.

یعنی ثلاثی مجرد کا صیغہ قسمت آتا ہے۔

وَالْقُسُوْمُ الْمَصْدَرُ.

اور قسوم اس باب سے مصدر ہے۔

٤٢٥٠ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَّا فِيْهَا شَرَابُ الْعِنَبِ.

۴۲۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شراب کے حرام کرنے کا حکم اترا اور حالانکہ مدینے میں اس وقت البتہ پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی۔

فائدہ: مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس کے ساتھ یہ ہے کہ شراب نہیں خاص ہے ساتھ پانی انگور کے پھر تائید کی اس کی ساتھ قول انس رضی اللہ عنہ کے کہ نہ تھی ہمارے واسطے شراب سوائے فضیخ کے۔

٤٢٥١ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيْخِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ فَإِنِّيْ لَقَائِمٌ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَّفُلَانًا إِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ

۴۲۵۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھی ہمارے واسطے شراب سوائے اس شراب تمہاری کے جس کو تم فضیخ کہتے ہو سو البتہ میں کھڑا شراب پلاتا تھا ابوطلحہ کو اور فلانے اور فلانے کو کہ اچانک ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ کیا تم کو خبر پہنچی ہے" لوگوں نے کہا اور وہ کیا ہے؟ کہا کہ شراب حرام ہوئی انہوں نے کہا کہ ان مٹکوں کو بہا دے کہا سو انہوں نے نہ شراب سے پوچھا اور نہ اس کی طرف رجوع کیا بعد خبر دینے

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ.

اس مرد کے۔

۴۲۵۲ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَّوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَآءَ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا.

۴۲۵۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے جنگ احد کے دن صبح کو شراب پی پھر وہ سب اسی دن شہید ہوئے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ حرام ہونے سے پہلے مباح تھی۔ (فتح)

۴۲۵۳ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

۴۲۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کہا حمد وصلوۃ کے بعد اے لوگو! تحقیق شان یہ ہے کہ شراب کے حرام ہونے کا حکم اترا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور شراب وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانکے۔

فائدہ: ظاہر یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے اور اس کی وجہ تطبیق کتاب الاشربہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک گناہ اس چیز میں کہ کھائیں آخر آیت تک۔

۴۲۵۴ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْخَمْرَ الَّتِيْ أُهْرِيْقَتِ الْفَضِيْخُ

۴۲۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شراب کہ بہائی گئی فضیخ تھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں لوگوں کو شراب پلاتا تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں سو شراب

وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ الْبِيكَنْدِيُّ عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ اخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هٰذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِيَ اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَّهِيَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾.

کے حرام ہونے کا حکم اترا حضرت ﷺ نے منادی کو پکارنے کا حکم دیا سو اس نے پکارا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکل کر دیکھ یہ آواز کیسی ہے؟ سو میں نکلا اور میں نے کہا کہ یہ پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبردار ہو بیشک شراب حرام ہوئی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ جا کر شراب کو بہا دے سو شراب مدینے کی گلیوں میں جاری ہوئی کہا ان کی شراب اس دن فضیخ تھی سو بعض نے کہا شہید ہوئی ایک قوم اور شراب ان کے پیٹوں میں تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک گناہ اس چیز میں کہ کھائے۔

فائدہ: اور احمد نے کیسان سے روایت کی ہے کہ وہ شراب کی تجارت کرتا تھا سو وہ شام سے آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کے واسطے عمدہ شراب لایا ہوں فرمایا اے کیسان! بیشک تیرے پیچھے شراب حرام ہوئی اس نے کہا میں اس کو بیچ ڈالوں فرمایا وہ حرام ہوئی اور حرام ہوئی قیمت اس کی اور اصحاب سنن نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ الٰہی! بیان کر ہمارے واسطے شراب میں بیان شافی سو وہ آیت اتری جو سورۂ بقرہ میں ہے ﴿قل فيهما اثم كبير﴾ سو یہ آیت ان پر پڑھی گئی پھر انہوں نے کہا الٰہی! بیان کر ہمارے واسطے شراب میں بیان شافی سو پھر وہ آیت اتری جو سورۂ نساء میں ہے ﴿لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكارىٰ﴾ سو ان پر پڑھی گئی تو انہوں نے کہا الٰہی! بیان کر واسطے ہمارے شراب میں بیان شافی پھر یہ آیت اتری جو مائدہ میں ہے کہ اس سے بچو 'منتھون تک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم باز آئے باز آئے اور اس حدیث میں واجب ہونا قبول خبر واحد کا ہے اور عمل کرنا ساتھ اس کے نسخ وغیرہ میں اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا اس واسطے کہ اگر جائز ہوتا تو اس کو نہ بہاتے اور باقی بیان اس کا اشربہ میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر ان کی حقیقت تم پر ظاہر کی جائے تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: اور البتہ تعلق کیا ہے یعنی استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو برا جانتا ہے سوال کرنا اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی یعنی فرضی مسئلہ پوچھنا اور البتہ مسند کیا ہے اس کو دارمی نے اپنی کتاب کے مقدمے میں ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور کہا ابن عربی نے کہ اعتقاد کیا غافلوں کی ایک قوم نے کہ حادثے کے واقع ہونے سے پہلے مسئلہ پوچھنا منع ہے ساتھ اس کے کہ منع اس مسئلے کا پوچھنا ہے جس کے جواب میں ناخوشی واقع ہو اور نوازل کے مسائل اس طرح نہیں اور بات اسی طرح ہے جیسے کہ ابن عربی نے کہی مگر اس نے برا کیا ہے اپنے اس قول میں کہ غافل کہا اپنی عادت کے مطابق اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے ساتھ بہت برا کرنے والا وہ شخص ہے کہ کوئی چیز پوچھے جو حرام نہیں سو وہ اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور یہ حدیث بیان کرتی ہے آیت کی مراد کو اور نہیں ہے اس قسم سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن عربی نے۔ (فتح)

٤٢٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَارُوْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰى أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ خَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ أَبِيْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ.

۴۲۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک خطبہ فرمایا کہ میں نے اس کی مثل کبھی نہیں سنا فرمایا کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو البتہ ہنسو تھوڑا اور رویا کرو بہت (یعنی موت کی سختیاں اور قبر کے رنگ برنگ عذاب اور دوزخ کی مصیبتیں) تو حضرت ﷺ کے اصحاب نے اپنے منہ ڈھانکے ان کے واسطے رونے کی آواز تھی سو ایک مرد نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا فلاں سو یہ آیت اتری کہ مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر تم پر کھولی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اپنے اصحاب سے کچھ چیز پہنچی سو حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بہشت اور دوزخ میرے سامنے لائی گئی سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز آج جیسی بھلائی اور برائی میں پھر ساری حدیث بیان کی پس ظاہر ہوا اس زیادتی سے سبب خطبے کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اصحاب نے حضرت ﷺ سے سوال کیا یہاں تک کہ آپ کو گھیرا سو حضرت ﷺ منبر پر چڑھے سو

فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلا دوں گا سو میں اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ہر کوئی اپنا کپڑا لپیٹے روتا ہے آخر تک اور اس میں قصہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اس حال میں کہ غضبناک تھے آپ کا چہرہ سرخ تھا یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو ایک مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا اس نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں پھر دوسرا کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ حذافہ سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم دل سے راضی ہوئے اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے یہ سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ ختم ہوا اور یہ آیت اتری اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ خانے کعبے کا حج لوگوں پر فرض ہے تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہر سال فرض ہے؟ سو یہ آیت اتری، اور یہ دوسرا قول ہے اس کے شان نزول میں اور تیسرا قول اس کے شانِ نزول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جو اسی باب میں آتا ہے اور دو قول اس کے شان نزول میں اور بھی ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ اشیاء کے آیت میں بحیرہ اور وصیلہ اور سائبہ ہے اور ایک یہ کہ وہ نشانیاں مانگتے تھے جیسے کہ قریش نے سوال کیا تھا کہ ان کے واسطے پہاڑ صفا سونا ہو جائے اور یہود سوال کرتے تھے کہ ان پر آسمان سے کتاب اتاری جائے اور مانند اس کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ یہ سب چیزیں اس کے نزول کا سبب ہوں اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اس کو کہ نازل ہوئی یہ آیت بیچ منع ہونے کے بہت مسائل پوچھنے سے اس قسم سے کہ واقع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن نہیں مانع ہے کہ اسباب متعدد ہوں اور اس حدیث میں اختیار کرنا ستر کا ہے مسلمانوں کو یعنی ان کی پردہ پوشی اور کراہت تشدید کے اوپر ان کے اور کراہت کرید نے اس چیز کے کہ واقع نہیں ہوئی اور تکلیف جوابوں کی واسطے اس شخص کے کہ قصد کرے ساتھ عادت کرنے کے تفقہ پر۔ (فتح)

۴۲۵۶ ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتِهْزَآءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ أَبِيْ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقَتِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ

۴۲۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور مذاق کے پوچھتے تھے سو کوئی مرد کہتا کہ میرا باپ کون ہے؟ اور کہتا مرد جس کی اونٹنی گم ہوئی کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر تم پر کھولی جائیں تو تم کو بری لگیں یہاں تک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے۔

لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا.

فائدہ: اس حدیث کی تطبیق پہلے گزر چکی ہے اور حاصل یہ ہے کہ اتری یہ آیت بسبب بہت پوچھنے مسائل کے یا بطور مذاق کے یا بطورِ امتحان کے یا بطورِ تشدد کرنے کے اس چیز سے کہ اگر وہ پوچھی نہ جاتی تو حرام نہ ہوتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔

فائدہ: یعنی نہیں حرام کیا اور نہیں مراد ہے حقیقت جعل کی اس واسطے کہ سب اس کی پیدائش ہے بلکہ بیان اس بدعت کا ہے کہ انہوں نے نکالی۔

﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ﴾ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ وَإِذْ هَا هُنَا صِلَةٌ.

یعنی اور اذ آیت ﴿واذ قال الله یا عیسی ابن مریم﴾ میں زائد ہے اور قال ساتھ معنی یقول کے ہے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ کلام اور مابعد اس کا اس جگہ اور نہیں خاص ہے ساتھ اس کے بلکہ وہ بعض راویوں کی ترتیب سے ہے کما قدمنا غیر مرۃ۔

اَلْمَآئِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُوْلَةٌ كَعِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَّتَطْلِيْقَةٍ بَآئِنَةٍ وَّالْمَعْنٰى مِيْدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِيْ يَمِيْدُنِيْ.

یعنی لفظ مائدہ کا کہ آیت ﴿ان ینزل علینا مائدۃ﴾ میں واقع ہے فاعل ہے ساتھ مفعول کے مانند عیشۃ راضیۃ اور تطلیقۃ بائنۃ یعنی جیسے کہ ان دونوں کلام میں اسم فاعل ہے ساتھ معنی مفعول کے اسی طرح مائدہ ساتھ معنی مفعول کے ہے اس کے معنی ہیں گزران خوش من مانتی اور طلاق قطع کرنے والی نکاح کو اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دیا گیا اس کے ساتھ صاحب اس مائدہ کا خیر سے کہا جاتا ہے مادنی یمیدنی یعنی باب باع یبیع سے۔

فائدہ: اور قول اس کا تطلیقۃ بائنۃ واضح نہیں مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ خاوند نے جدا کیا ہے عورت کو ساتھ اس کے نہیں تو ظاہر یہ ہے کہ اس نے خاوند اور عورت کے درمیان جدائی کی ہے پس وہ فاعل ہے اپنے معنی میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مُتَوَفِّيْكَ﴾ مُمِيْتُكَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿یا عیسی انی متوفیك﴾ کے کہ متوفیک کے معنی ہیں کہ میں تجھ کو مارنے والا ہوں یعنی اخیر زمانے میں۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ آل عمران میں ہے اور شاید بعض راویوں نے اس کو سورۂ مائدہ سے گمان کر کے اس جگہ لکھ دیا ہے

یا ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے مناسبت قول اس کے کی اس سورہ میں ﴿فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم﴾۔

٤٢٥٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَّصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَّالْحَامِ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَّسَمَّوْهُ الْحَامِيَ وَ قَالَ لِي أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ يُخْبِرُهُ بِهٰذَا قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

۴۲۵۷۔ حضرت سعید بن میّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے کہ اس کا دودھ بتوں کی نیت سے منع کیا جائے سو کوئی آدمی اس کو نہ دوہے اور سائبہ وہ ہے کہ اس کو اپنے جھوٹے معبودوں کی نیاز چھوڑتے تھے ان پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی ، کہا ابن میّب رحمہ اللہ نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمر بن عامر کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے دوزخ میں اس نے پہلے پہل جانور نیاز چھوڑنے کی رسم نکالی تھی اور وصیلہ کنواری اونٹنی کو کہ پہلے پہل مادہ کو جنے پھر اس کے بعد وہ دوسری بار بھی مادہ کو جنے اور اس کو اپنے بتوں کے واسطے چھوڑتے تھے اس سبب سے کہ ایک مادہ دوسری مادہ کے ساتھ ملے اور دونوں کے درمیان نر نہیں اور حام نر اونٹ ہے کہ مادہ پر چند بار جست کرتا سو جب وہ اپنی جستوں کو پورا کر چکتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس کو بوجھ لادنے سے معاف کرتے سو اس پر کوئی چیز نہ لادی جاتی اور اس کا نام حام رکھتے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: بحیرہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور وہ وہ ہے جس کا کان چیرا جائے بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک بکری تھی کہ جب پانچ بار جنتی تو اس کا کان چیر کر اس کو چھوڑ دیتے کوئی اس کو نہ چھوتا اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ وہ اونٹنی ہے اس طرح یعنی پانچ بار جنتی تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اس پر کوئی سوار ہوتا اور نہ اس پر نر چڑھتا اور یہ جو کہا کہ کوئی آدمی اس کو نہ دوھتا تھا تو یہ مطلق نفی ہے اور کلام ابو عبیدہ کا کہ وہ نفی خاص ہے کہ تھے حرام کرتے اس کی اون کو اور اس کے گوشت کو اور دودھ کو عورتوں پر اور حلال کرتے تھے اس کو مردوں پر اور اگر وہ جنتی تو اس کا بچہ بھی اسی کے حکم میں ہوتا اور اگر مر جاتی تو اس کے گوشت میں مرد اور عورت شریک ہوتے اور قتادہ سے روایت ہے کہ اگر پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس میں مرد اور عورت شریک ہوتے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کا کان چیر کر چھوڑ دیتے نہ اس کی اون کاٹتے اور نہ اس کا دودھ پیتے اور نہ اس پر سوار ہوتے اور گر بچہ مردہ پیدا ہوتا تو اس میں مرد اور عورتیں شریک ہوتے اور سائبہ ہر قسم کے چوپایوں سے تھا اس کو بتوں کی نیاز کرتے پس سانڈ چھوڑا جاتا سو نہ چراگاہ سے اس کو کوئی روکتا تھا اور نہ پانی سے اور نہ اس پر کوئی سوار ہوتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سائبہ بھی فقط اونٹ ہی سے ہوتا تھا مرد نذر مانتا کہ اگر بیماری سے اچھا ہو یا سفر سے آیا تو سانڈ چھوڑے گا اور کہا ابو عبیدہ نے کہ وصیلہ یہ ہے کہ جب سائبہ بچے جنتی تو وہ اپنی ماں کے حکم میں ہوتی اور اگر ساتویں بار دو مادہ جنتی تو دونوں کو چھوڑ دیتے ان کو ذبح نہ کرتے اور اگر نہ جنتی تو اس کو ذبح کر کے مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں اور یہی حکم دو نر کا اور اگر نر اور مادہ دونوں اکٹھے جنتی تو نر کا نام وصیلہ رکھتے تو نہ ذبح کیا جاتا اپنی بہن کے سبب سے اور اگر ساتویں بار مرا بچہ جنتی تو اس کو مرد اور عورت سب کھاتے اور کلام ابو عبیدہ کا دلالت کرتا ہے کہ حام سائبہ کی اولاد سے ہوتا ہے اور کہا کہ حام نر اونٹ تھا کہ جب اس کی پشت سے دس بچے پیدا ہوتے تو اس کو چھوڑ دیتے کہتے کہ اس نے اپنی پیٹھ بچائی اس کو چھوڑ دو نہ اس پر کوئی سوار ہو اور نہ جست کروایا جائے اور معلوم ہوا ساتھ اس کے عدد مبہم سے مراد حدیث مذکور میں دس بار ہے۔ (فتح)

٤٢٥٨ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْكَرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ.

۴۲۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کا بعض ٹکڑا بعض کو کچلے ڈالتا ہے اور میں نے عمرو کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے اور اس نے پہلے پہل بتوں کی نیاز جانور چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

بَابٌ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور میں ان سے خبردار تھا جب تک کہ ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے خبر دار ہے۔

٤٢٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَّحْشُوْرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ثُمَّ قَالَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

۴۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اے لوگو! تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ ہوئے پھر فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا اسی طرح ہم دوہرائیں گے وعدہ ہے ہم پر لازم ہم ہیں کرنے والے آخر آیت تک پھر فرمایا کہ خبردار کہ بیشک قیامت کے دن سب خلقت سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور خبر دار کہ تحقیق شان یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے اور ان کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی جائے گی تو میں کہوں گا اے رب میرے! یہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا کہ بیشک تو نہیں جانتا جو انہوں نے تیرے بعد نئی بدعتیں نکالیں تو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا سو جب تو نے مجھ کو پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ سدا پھرتے رہے اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا یعنی تیرے بعد مرتد ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ میں کہوں گا جیسے نیک بندے نے کہا کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا اور یہ جو کہا کہ میرے ساتھی ہیں ساتھ تصغیر کے تو کہا خطابی نے کہ یہ اشارہ ہے قلت عدد کی طرف اس شخص کے کہ واقع ہوا واسطے ان کے یہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے یہ واسطے

بعض گنواروں کڑے مزاج والوں کے اور نہیں واقع ہوا یہ کسی صحابی مشہور سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

٤٢٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَّحْشُوْرُوْنَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾.

۴۲۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم قیامت کے دن جمع کیے جاؤ گے اور بیشک چند لوگوں کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی جائے گی سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے نے کہا کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی، العزیز الحکیم تک۔

سُوْرَةُ الْأَنْعَامِ

سورۂ انعام کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ﴾ مَعْذِرَتُهُمْ ﴿مَعْرُوْشَاتٍ﴾ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿حَمُوْلَةً﴾ مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا ﴿وَلَلَبَسْنَا﴾ لَشَبَّهْنَا ﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ أَهْلَ مَكَّةَ ﴿يَنْأَوْنَ﴾ يَتَبَاعَدُوْنَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ ﴿أُبْسِلُوْا﴾ أُفْضِحُوْا ﴿بَاسِطُوْ أَيْدِيْهِمْ﴾ الْبَسْطُ الضَّرْبُ وَقَوْلُهُ ﴿اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْإِنْسِ﴾ أَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا ﴿مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ﴾ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيْبًا وَّلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيْبًا ﴿أَكِنَّةً﴾ وَاحِدُهَا كِنَانٌ ﴿أَمَّا اشْتَمَلَتْ﴾ يَعْنِيْ

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ثم لم تکن فتنتھم﴾ کے کہ فتنہ کے معنی ہیں نہ تھا عذر ان کا اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿ھو الذی انشأ جنات معروشات﴾ کے کہ معنی معروشات کے ہیں وہ چیز کہ سائبانوں پر چڑھائی جاتی ہے انگور وغیرہ سے اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم به ومن بلغ﴾ کے کہ مراد کم سے اہل مکہ ہے اور من بلغ کے یہ معنی ہیں کہ جس آدمی کو یہ قرآن پہنچے پس وہ اس کے واسطے ڈرانے والا ہے اور کہا بیچ آیت ﴿حمولة وفرشا﴾ کے کہ حمولة کے معنی ہیں جس پر بوجھ لادا جائے اور کہا بیچ آیت ﴿وللبسنا علیھم مایلبسون﴾ کے کہ للبسنا کے معنی ہیں ہم ان پر شبہ ڈالتے ہیں اور کہا بیچ

هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَّتُحِلُّوْنَ بَعْضًا ﴿مَسْفُوْحًا﴾ مُهْرَاقًا ﴿صَدَفَ﴾ أَعْرَضَ أُبْلِسُوْا أُوْيِسُوْا وَ ﴿أُبْسِلُوْا﴾ أُسْلِمُوْا ﴿سَرْمَدًا﴾ دَآئِمًا ﴿اسْتَهْوَتْهُ﴾ أَضَلَّتْهُ ﴿تَمْتَرُوْنَ﴾ تَشُكُّوْنَ ﴿وَقْرٌ﴾ صَمَمٌ وَّأَمَّا الْوِقْرُ فَإِنَّهُ الْحِمْلُ ﴿أَسَاطِيْرُ﴾ وَاحِدُهَا أُسْطُوْرَةٌ وَّإِسْطَارَةٌ وَّهِيَ التُّرَّهَاتُ ﴿الْبَأْسَآءُ﴾ مِنَ الْبَأْسِ وَيَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ ﴿جَهْرَةً﴾ مُعَايَنَةً الصُّوَرُ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهٖ سُوْرَةٌ وَّسُوَرٌ مَّلَكُوْتٌ مُّلْكٌ مِّثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْتٍ وَّيَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تُرْحَمَ ﴿وَإِنْ تَعْدِلْ﴾ تُقْسِطْ لَا يُقْبَلْ مِنْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ﴿جَنَّ﴾ أَظْلَمَ ﴿تَعَالٰى﴾ عَلَا يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ أَيْ حِسَابُهٗ وَيُقَالُ ﴿حُسْبَانًا﴾ مَرَامِيَ وَ ﴿رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ﴾ مُسْتَقِرٌّ فِي الصُّلْبِ ﴿وَمُسْتَوْدَعٌ﴾ فِي الرَّحِمِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا ﴿قِنْوَانٌ﴾ مِثْلُ صِنْوٍ وَّ ﴿صِنْوَانٍ﴾.

آیت ﴿ینهون عنه وینأون عنه﴾ کے کہ ینأون کے معنی ہیں دور ہوتے ہیں اس سے اور کہا بیچ آیت ﴿وذکر به ان تبسل نفس﴾ کے کہ تبسل کے معنی ہیں رسوا کیا جائے اور کہا بیچ آیت ﴿اولئك الذی ابسلوا﴾ کے کہ معنی رسوا کیے گئے اور کہا بیچ آیت ﴿والملائکة باسطوا ایدیهم﴾ کے معنی ہیں مارنا اور آیت ﴿استکثرتم﴾ کے معنی ہیں کہ تم نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا اور کہا بیچ آیت ﴿وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام﴾ کے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے واسطے اللہ کے اپنے معبودوں اور مالوں سے ایک حصہ اور واسطے شیطان اور بتوں کے ایک حصہ اور کہا بیچ آیت ﴿ما اشتملت علیه ارحام الانثیین﴾ کے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں شامل ہیں پیٹ مادوں کے مگر نر یا مادہ پر سو تم بعض کو حلال اور بعض کو حرام کیوں کرتے ہو یعنی تم نے جو بحیرہ وغیرہ کو حرام کیا ہے تو یہ حرمت تم کو نروں کی طرف سے آئی ہے یا مادوں کی طرف سے سو اگر کہیں کہ نر کی طرف سے آئی ہے تو لازم آئے گا حرام ہونا نر کا اور اگر کہیں کہ مادہ کی طرف سے آئی ہے تو اس کا بھی یہی جواب ہے اور گر کہیں کہ پیٹ کے بچے کی طرف سے آئی ہے تو لازم آئے گا سب کا حرام ہونا اس واسطے کہ نہیں ہے مادہ کے پیٹ میں مگر نر یا مادہ۔ (فتح) اور کہا بیچ آیت ﴿اودما مسفوحا﴾ کے معنی ہیں بہایا گیا اور صدف کے معنی ہیں منہ پھیرا یعنی آیت ﴿وصدف عنها﴾ اور ﴿ثم هم یصدفون﴾ میں اور ابسلوا کے معنی ہیں ناامید ہوئے یعنی آیت ﴿فاذا هم

مبلسون﴾ میں اور ابلسوا کے معنی ہیں ہلاک کے سپرد کیے گئے یعنی آیت ﴿ابسلوا بما کسبوا﴾ میں اور سرمدا کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی آیت ﴿قل ارأیتم ان جعل اللّٰہ علیکم اللیل سرمدا﴾ میں اور استھوتہ کے معنی ہیں گمراہ کیا اس کو یعنی آیت ﴿کالذی استھوتہ الشیاطین﴾ میں اور تمترون کے معنی ہیں شک کرتے ہو یعنی آیت ﴿ثم انتم تمترون﴾ میں اور وقر کے معنی ہیں بوجھ یعنی آیت ﴿وفی آذانھم وقر﴾ اور بہر حال وقر ساتھ زیر واؤ کے سو اس کے معنی ہیں بہار یعنی آیت ﴿والحاملات وقرا﴾ میں اور اساطیر جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد سطورہ اور اسطارہ ہے اس کے معنی ہیں باطل چیزیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان ھذا الا اساطیر الاولین﴾ اور باساء مشتق ہے باس سے اور بوس سے بھی مشتق ہوتا ہے اور باس کے معنی ہیں سختی اور بوس کے معنی ہیں محتاجی اور بعض کہتے ہیں کہ باس کے معنی ہیں قتل اور بوس کے معنی ہیں ضرر۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاخذنا ھم بالبأساء﴾ اور جہرۃ کے معنی ہیں سامنے روبرو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل ارأیتم ان اتاکم عذاب اللّٰہ بغتۃ او جھرۃ﴾ اور صور جمع کا لفظ ہے اس کا واحد صورت ہے مانند قول اس کے سورت اور سور یعنی پھونکی جائے روح صورتوں میں یعنی مردوں میں پس زندہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: ﴿ویوم ینفخ فی الصور﴾ اس بنا پر صور سے مراد مردے ہیں لیکن جو حدیث میں ثابت ہے یہ ہے کہ وہ سینگ ہے اس میں پھونک ماری جائے گی اور وہ واحد کا لفظ ہے جمع کا لفظ نہیں اور ملکوت کے معنی ہیں ملک کے اور اس کا وزن مانند بیوت اور رحموت کے ہے یعنی ڈرنا بہتر ہے رحمت سے تو کہتا ہے کہ ڈرنا تیرا بہتر ہے اس سے کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وکذلك نری ابراھیم ملکوت السموات﴾ اور جن کے معنی ہیں اندھیری ہوئی اس پر رات مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فلما جن علیه اللیل﴾ کہا جاتا ہے اللہ پر ہے حساب یعنی حساب اس کا اور کہا جاتا ہے حسبانا کے معنی ہیں تیر اور پھینک مار شیطانوں کے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿والشمس والقمر حسبانا﴾ اور آیت ﴿فمستقر ومستودع﴾ میں مراد مستقر سے وہ ہے جو پیٹھ میں ٹھہرایا گیا اور مراد مستودع سے وہ ہے جو عورت کی رحم میں سپرد کیا گیا اور قنو کے معنی ہیں گچھا یہ واحد ہے اس کا تثنیہ قنوان ہے اور جمع کا صیغہ بھی قنوان ہے' مانند صنو اور صنوان کے۔

فائدہ: یعنی اس کا تثنیہ اور جمع ایک طرح آتا ہے لیکن تثنیہ مجرور ہے اور جمع کے نون پر رفع اور نصب اور جر داخل ہوتی ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ومن النخل من طلعها قنوان﴾۔(فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ اسی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں ان کو کوئی نہیں جانتا سوا اس کے۔

فائدہ: طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمہارے پیغمبر کو ہر چیز کا علم عنایت ہوا سوائے غیب کی چابیوں کے۔

٤٢٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ خَمْسٌ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾.

۴۲۶۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورت کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا' بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے خبر رکھتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ لقمان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ الْآيَةَ ﴿يَلْبِسَكُمْ﴾ يَخْلِطَكُمْ مِّنَ الْاِلْتِبَاسِ ﴿يَلْبِسُوْا﴾ يَخْلِطُوْا ﴿شِيَعًا﴾ فِرَقًا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہہ وہ اللہ قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے' آخر آیت تک اور یلبسکم کے معنی ہیں جمعکرے تم کو اور ملائے تم کو کئی فرقے مشتق ہے التباس سے اور یلبسوا کے معنی ہیں باہم جمع ہوں۔

٤٢٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَهْوَنُ أَوْ هٰذَا أَيْسَرُ.

۴۲۶۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اللہ قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات پاک کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ملا دے تم کو کئی فرقے اور چکھائے بعض کو لڑائی بعض کی حضرت ﷺ نے فرمایا یہ معنی خصلت التباس اور خصلت چکھانے لڑائی کے آسان تر ہے۔

فائدہ: ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ میری امت سے چار چیزیں اٹھائے اور دو کے اٹھانے سے انکار کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اٹھایا جائے اُن سے آسمان سے پتھر پڑنے اور زمین میں دھنسنا اور یہ کہ نہ ٹھہرائے ان کو کئی فرقے اور نہ چکھائے ایک کو دوسرے کی لڑائی سو اللہ تعالیٰ نے ان سے زمین مین دھنسنا اور پتھر پڑنا دور کیا اور پچھلی دونوں چیزوں کو اٹھانے سے انکار کیا سو یہ حدیث تفسیر کرتی ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور معلوم ہوئی ہے اس روایت سے مراد اس آیت کی کہ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اوپر سے مینہ کا بند ہونا ہے اور نیچے سے میووں اور پھلوں کا منع ہونا ہے اور اعتماد پہلی بات پر ہے کہ مراد رجم اور خسف ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ خسف اور رجم اس امت میں واقع نہیں ہوگا یعنی نہ اس امت پر آسمان سے پتھر پڑیں گے اور نہ زمین میں دھنسائی جائے گی اور اس میں نظر ہے یعنی شبہ ہے اس واسطے کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں رجم اور خسف واقع ہوگا چنانچہ ترمذی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس امت کے اخیر میں خسف اور مسخ اور قذف ہوگا یعنی زمین میں دھنسنا اور صورت بدلنا اور پتھر پڑنا اس امت کے اخیر میں واقع ہوگا اور اسی طرح اور کئی حدیثوں میں بھی وارد ہو چکا ہے اور ان حدیثوں کی سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے واسطے اصل ہے اور ان حدیثوں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ پناہ مانگنی جو جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے وہ مقید ہے ساتھ زمانے خاص کے اور وہ زمانہ اصحاب اور قرون فاضلہ کا ہے اور بہر حال اس کے بعد پس جائز ہے کہ واقع ہو بیچ ان کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

کی جو مذکور ہوئی کہ اس امت کے اخیر میں خسف اور مسخ ہوگا اور طریق تطبیق میں یہ بھی احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ یہ خسف اور مسخ عالمگیر نہیں ہوگا کہ سب کے سب مر جائیں کوئی باقی نہ رہے اگرچہ ان میں سے بعض افراد کے واسطے واقع ہو بغیر قید کے ساتھ کسی زمانے کے جیسے کہ بیچ خصلت دشمن کافر اور قحط عالم گیر کی ہے جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ثابت ہے کہ نہ اس امت میں ایسا قحط عالم گیر پڑے گا کہ سب کے سب مر جائیں اور نہ ان پر ایسا کوئی کافر غالب ہوگا کہ بالکل ان کو نیست و نابود کر ڈالے کہ دنیا میں کوئی مسلمان باقی نہ رہے اور جب کہ دشمن کافر کا غلبہ بعض مسلمانوں پر واقع ہوتا ہے لیکن عام عالم گیر نہیں ہوتا پس اسی طرح خسف اور مسخ بھی عام نہیں ہوگا اور اسی طرح وارد ہوئی ہے اور حدیثوں میں پناہ مانگنا غرق سے اور بھوک سے اور گمراہی سے اور اس چیز سے کہ ہلاک ہو جائیں ساتھ اس کے پہلی امتیں جیسے غرق واسطے قوم نوح اور فرعون کے اور ہلاک کرنا ساتھ سخت آندھی کے واسطے قوم عاد کے اور زمین میں دھنسنا واسطے قوم لوط اور قارون کے اور سخت کڑک واسطے ثمود اور مدین والوں کے اور رجم واسطے اصحاب فیل کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا۔

٤٢٦٣ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُهُ وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

۴۲۶۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملاؤ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے کہ اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا؟ سو یہ آیت اتری کہ بیشک شرک کرنا بڑا گناہ ہے یعنی ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اور ہدایت کی ہم نے یونس علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر۔

٤٢٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي

۴۲۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی بندے کو یہ کہ کہے میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر سے۔

ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

فائدہ: اس کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

٤٢٦٥ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

۴۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی بندے کو یہ کہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ علیہ السلام سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ۔

٤٢٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِيْ ص سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ إِلٰى قَوْلِهِ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَّسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُّجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ.

۴۲۶۶۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا سورہ ص میں سجدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اس قول تک سو تو ان کی راہ چل پھر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ داؤد علیہ السلام بھی ان لوگوں میں سے ہے جنکی پیروی کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے مجاہد سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا کہ تمہارے پیغمبر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ان کی پیروی کا حکم ہوا یعنی ﴿فبهداهم اقتده﴾ میں۔

فائدہ: یہ زیادتی لفظی ہے نہیں تو یہ کلام پہلی روایت کی اس قول میں داخل ہے وهو منهم اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلوں کی شرع کی پیروی کرتے تھے یہاں تک کہ آپ پر اس کا ناسخ اترا سو بعض نے کہا ہاں اور

حجت ان کی یہ آیت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس طور کے کہ مراد پیروی ان کی ہے اس چیز میں کہ اتارا گیا آپ پر حکم موافق اس کے اگرچہ بطور اجمال کے ہو پس پیروی کریں ان کی تفصیل میں اور یہی صحیح تر ہے نزدیک بہت شافعیہ کے اور اختیار کیا ہے اس کو امام الحرمین اور اس کے تابعداروں نے اور اختیار کیا ہے پہلے قول کو ابن حاجب نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَّمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر جانور ناخن والا یعنی جس کا پاؤں بیچ سے پھٹا نہ ہو اور گائے اور بکری میں سے حرام کی ان پر چربی ان کی' آخر آیت تک۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ ﴿اَلْحَوَايَا﴾ اَلْمَبْعَرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ہر ناخن والی سے اونٹ اور شتر مرغ ہے اور حوایا سے مراد مینگنی کی جگہ ہے یعنی انتڑیاں۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿الا ما حملت ظهورهما او الحوايا﴾ یعنی جو چربی پشت یا آنت میں ہو یہ ان کے واسطے حلال ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿هَادُوْا﴾ صَارُوْا يَهُوْدًا وَّاَمَّا قَوْلُهُ ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا هَآئِدٌ تَآئِبٌ.

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ معنی ھادوا کے اس آیت میں یہ ہیں کہ یہودی ہوئے اور ہدنا کے معنی ہیں ہم نے توبہ کی اور ہائد کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

٤٢٦٧ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ لَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْهَا وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ اِلَيَّ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۴۲۶۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو کھایا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ نزدیک ہو بے حیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں اور جو چھپا ہو۔

٤٢٦٨ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ ﴿وَكِيْلٌ﴾ حَفِيْظٌ وَمُحِيْطٌ بِهِ ﴿قُبُلًا﴾ جَمْعُ قَبِيْلٍ وَالْمَعْنٰى أَنَّهُ ضُرُوْبٌ لِلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيْلٌ ﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ ﴿وَحَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْأُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

۴۲۶۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی واسطے اس نے بے حیائی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے سب حرام کیے ہیں یعنی شراب اور حرام کاری اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی واسطے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی عمرو کہتا ہے کہ میں نے ابو وائل سے کہا کہ تو نے اس کو عبداللہ سے سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت تک مرفوع کیا تھا اس نے کہا ہاں، کہا بخاری نے وکیل کے معنی نگہبانی کرنے والا اس کو احاطہ کرنے والا یعنی اس آیت میں ﴿وھو علی کل شی قدیر﴾ وکیل اور قبلا جمع ہے قبیل کی یعنی اس آیت میں ﴿وحشرنا علیھم کل شیء قبلا﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ عذاب کئی قسم کا ہے ہر قسم اس سے ایک قبیل ہے۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جمع کریں ہم اُن پر ہر چیز قسم قسم اور مجاہد نے کہا کہ قبلا کے معنی ہیں فوج فوج اور کہا ابن جریر نے کہ قبیلہ قبیلہ قسم قسم جماعت جماعت اور بعض لوگوں نے کہا اس کے معنی ہیں سامنے اور یہ تفسیر جو بخاری نے اس لفظ کی کی ہے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے یہ تفسیر کی ہو اور زخرف کے معنی ہیں ہر چیز کو زینت دے تو اس کو اور آراستہ کرے پس اس کو زخرف کہتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿یوحی بعضهمٔ الی بعض زخرف القول غرورا﴾ اور حرث حجر کے معنی ہیں کھیتی حرام اور ہر منع کی گئی چیز کو حجر کہتے ہیں ساتھ معنی محجور کے اور حجر ہر بنا ہے جس کو تو بنائے اور گھوڑے کو بھی حجر کہتے ہیں اور عقل کو بھی حجر کہتے ہیں اور حجی بھی کہتے ہیں اور بہر حال آیت ﴿وَلقد کذب اصحاب الحجر المرسلین﴾ سو وہ قوم ثمود کی جگہ کا نام ہے اور وہ چیز کہ روکے تو اس کو زمین سے پس وہ حجر ہے اور اسی جگہ سے نام رکھا گیا ہے بیت اللہ کا حطیم کا حجر گویا کہ وہ مشتق ہے محطوم سے مثل قتیل کے کہ مشتق ہے مقتول سے یعنی فعیل ساتھ معنی مفعول کے ہے اور بہر حال حجر یمامہ پس وہ نام ہے جگہ کا۔

فائدہ: یہ سب تفسیر لفظ حجر کی احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ابوذر اور نسفی کی روایت میں اس جگہ یہ سب تفسیر نہیں ہے اور یہی اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ﴾ لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے ﴿هلم شهدآءكم﴾ یعنی لاؤ اپنے گواہ یعنی علماء کو اور هلم اہل حجاز کی زبان ہے کہ واحد اور تثنیہ اور جمع کے واسطے هلم بولتے ہیں اور بہر حال نجد والے سو واحد کے واسطے هلم کہتے ہیں اور عورت کے واسطے هلمی اور تثنیہ کے لیے هلما کہتے ہیں۔

بَابٌ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ کام آئے گا کسی نفس کو ایمان لانا اس کا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔

٤٢٦٩ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾.

۴۲۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے سورج اپنے غروب ہونے کی جگہ سے پھر جب لوگ اس کو دیکھیں گے تب ایمان لائیں گے جو زمین میں ہیں سو اس وقت نہ فائدہ کرے گا کسی جان کو ایمان لانا اس کا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔

٤٢٧٠ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ

۴۲۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے سورج اپنے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَةَ.

غروب ہونے کی جگہ سے سو جب چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے اور اس وقت نہ فائدہ دے گا کسی نفس کو ایمان لانا اس کا' آخر آیت تک۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

سورۂ اعراف کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّرِيَاشًا الْمَالُ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ فِي الدُّعَآءِ وَفِيْ غَيْرِهٖ ﴿عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ ﴿الْفَتَّاحُ﴾ الْقَاضِيْ ﴿افْتَحْ بَيْنَنَا﴾ اقْضِ بَيْنَنَا ﴿نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ رَفَعْنَا ﴿انْبَجَسَتْ﴾ انْفَجَرَتْ ﴿مُتَبَّرٌ﴾ خُسْرَانٌ ﴿اٰسٰى﴾ أَحْزَنُ ﴿تَأْسَ﴾ تَحْزَنْ وَّقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَا مَنَعَكَ أَنْ لَّا تَسْجُدَ﴾ يَقُوْلُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ ﴿يَخْصِفَانِ﴾ أَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهٗ إِلٰى بَعْضٍ ﴿سَوْاٰتِهِمَا﴾ كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا ﴿وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ﴾ هُوَ هَا هُنَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلٰى مَالَا يُحْصٰى عَدَدُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَّهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ ﴿قَبِيْلُهٗ﴾ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ ﴿ادَّارَكُوْا﴾ اجْتَمَعُوْا وَمَشَاقُّ الْإِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهَا يُسَمّٰى سُمُوْمًا وَّاحِدُهَا سَمٌّ وَّهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهٗ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهٗ وَإِحْلِيْلُهٗ ﴿غَوَاشٍ﴾ مَا غُشُوْا بِهٖ ﴿نُشُرًا﴾ مُتَفَرِّقَةً ﴿نَكِدًا﴾ قَلِيْلًا ﴿يَغْنَوْا﴾ يَعِيْشُوْا ﴿حَقِيْقٌ﴾ حَقٌّ ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ مِنَ الرَّهْبَةِ ﴿تَلَقَّفُ﴾ تَلْقَمُ ﴿طَآئِرُهُمْ﴾ حَظُّهُمْ طُوْفَانٌ مِّنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ الطُّوْفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَآءٌ ﴿سُقِطَ﴾ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ الْأَسْبَاطُ قَبَآئِلُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ يَتَعَدَّوْنَ لَهٗ يُجَاوِزُوْنَ تَجَاوُزٌ بَعْدَ تَجَاوُزٍ ﴿تَعْدُ﴾ تُجَاوِزْ ﴿شُرَّعًا﴾ شَوَارِعَ ﴿بَئِيْسٍ﴾ شَدِيْدٍ ﴿أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ﴾ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ أَيْ نَأْتِيْهِمْ مِّنْ مَّأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَأَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ ﴿مِنْ جِنَّةٍ﴾ مِنْ جُنُوْنٍ ﴿أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ مَتٰى خُرُوْجُهَا ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ ﴿يَنْزَغَنَّكَ﴾ يَسْتَخِفَّنَّكَ ﴿طَيْفٌ﴾ مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَّيُقَالُ ﴿طَآئِفٌ﴾ وَهُوَ وَاحِدٌ ﴿يَمُدُّوْنَهُمْ﴾ يُزَيِّنُوْنَ ﴿وَخِيْفَةً﴾ خَوْفًا ﴿وَخُفْيَةً﴾ مِنَ الْإِخْفَآءِ وَالْاٰصَالُ وَاحِدُهَا أَصِيْلٌ وَّهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ ﴿بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا﴾.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لباسا یواری سواتکم وریشا﴾ کے کہ ریشا کے معنی ہیں مال۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں زینت اور رونق اور جمہور کی قرأت ریشا کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ریاشا ہے اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿انه لایحب المعتدین﴾ کے کہ بیشک وہ نہیں دوست رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو یعنی دعا وغیرہ میں۔

فائدہ: اور اسی طرح روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سنا دعا کرتا ہے سو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی وہ دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے اور اس نے یہ آیت پڑھی اور نیز ابن ماجہ نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے بیٹے کو سنا کہ کہتا ہے الہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں سفید محل بہشت کی دائیں طرف اور دعا میں حد سے بڑھنا واقع ہوتا ہے ساتھ زیادتی رفع کے حاجت سے زیادہ یا ساتھ طلب کرنے اس چیز کے کہ اس کا حاصل ہونا شرعا محال ہے یا ساتھ مانگنے گناہ کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

اور عفو اور فتاح کے معنی ہیں حکم کرنے والا اور افتح بیننا کے معنی ہیں حکم کرو درمیان ہمارے یعنی آیت ﴿ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق﴾۔

فائدہ: اور فتاح کا لفظ اس سورہ میں نہیں بلکہ سورہ سباء میں ہے اور شاید ذکر کیا ہے اس کو واسطے تمہید تفسیر اس آیت کے ﴿ربنا افتح بیننا﴾ الخ

اور نتقنا الجبل کے معنی ہیں ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذ نتقنا الجبل فوقهم کانه ظلة﴾۔

اور انبجست کے معنی ہیں جاری ہوئے بارہ چشمے یعنی اس آیت میں ﴿اضرب بعصاك الحجر فانبجست منه اثنتا عشرة عینا﴾۔

اور متبر کے معنی ہیں خسارہ۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿ان هو الا متبر ما هم فیه﴾

اور آسی کے معنی ہیں غم کھاؤں یعنی اس آیت میں ﴿فکیف آسی علی قوم کافرین﴾

اور تاس کے معنی ہیں نہ غم کھا پہلا کلمہ اعراف میں ہے اور دوسرا مائدہ میں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ان لا تسجد کے معنی ہیں کہ تو سجدہ کرے یعنی آیت ﴿ما منعك ان لا تسجد﴾ میں۔

اور یخصفان کے معنی ہیں کہ بہشت کے پتے آپس میں جوڑنے لگے یعنی اس آیت میں ﴿وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنة﴾

اور سوآتھما کے معنی دونوں کی شرم گاہ ہے یعنی آیت ﴿فلما ذاقا الشجرة بدت لھما سوآتھما﴾

اور متاع الی حین کے معنی ہیں فائدہ لینا ہے قیامت تک یعنی آیت ﴿ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین﴾ میں

اور لفظ حین کا عرب کے نزدیک استعمال کیا جاتا ہے ایک ساعت سے غیر محصور مدت تک یعنی غیر محصور مدت کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔

اور ریش اور ریاش کے ایک معنی ہیں اور اس کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر ہو لباس سے اور قبیلہ کے معنی ہیں قوم اس کی جن میں سے وہ ہے یعنی آیت ﴿انہ یراکم ھو وقبیلہ﴾ میں

اور ادارکوا کے معنی ہیں کہ جب اس میں سب جمع ہو چکے یعنی آیت ﴿حتی اذا ادارکوا فیھا جمیعا﴾ میں

اور سوراخ آدمی اور چوپائے کے سبب کا نام سموم رکھا جاتا ہے اس کا واحد سم ہے اور وہ اس کی دونوں آنکھیں اور دونوں نتھنے اور اس کا منہ اور اس کے دونوں کان اور پاخانے اور پیشاب کے سوراخ ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط﴾

اور غواش کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈھانکے جائیں گے اس کے ساتھ یعنی آیت ﴿ومن فوقھم غواش﴾ میں

اور نشرا کے معنی ہیں جدا جدا یعنی ہر طرف چلتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿ھوا لذی یرسل الریاح نشرا﴾

اور نکدا کے معنی ہیں تھوڑا یعنی آیت ﴿لا یخرج الا نکدا﴾ میں۔

اور یغنوا کے معنی ہیں جیسے کبھی نہ رہے تھے وہاں یعنی آیت ﴿الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوافیھا﴾ میں۔

اور حقیق کے معنی ہیں حق یعنی اس آیت میں ﴿حقیق علی ان لا اقول علی اللّٰہ الا الحق﴾

اور استرھبوھم مشتق ہے رہبہ سے جس کے معنی خوف کے ہیں، یعنی اس آیت میں ﴿فلما القوا سحروا اعین الناس واسترھبوھم﴾ یعنی ان کو ڈرایا۔

اور تلقف کے معنی ہیں نگلنے لگا یعنی اس آیت میں ﴿فاذا ھی تلقف ما یافکون﴾

اور طائرھم کے معنی ہیں حصہ ان کا یعنی اس آیت میں ﴿الا انما طائرھم عنداللّٰہ﴾

اور طوفان کے معنی ہیں طوفان مینہ کا اور بہت مرنے کو بھی طوفان کہتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿وارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل﴾ اور القمل کے معنی ہیں جوئیں جو چھوٹی چچڑی کی مانند ہوتی ہیں۔

اور عروش اور عریش کے معنی ہیں بنا یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وما کانوا یعرشون﴾ یعنی جو بنا کرتے تھے۔

اور سقط کے معنی ہیں نادم ہوئے اور پچھتائے یعنی اس آیت میں ﴿ولما سقط فی ایدیھم﴾

اور اسباط سے مراد بنی اسرائیل کے قبیلے ہیں۔

فائدہ: کہا جاتا ہے من ای سبط انت یعنی تو کس قبیلے سے ہے یعنی اس آیت میں ﴿وقطعناھم اثنتی عشرۃ اسباطا﴾

اذ یعدون کے معنی ہیں حد سے بڑھ گئے اور تعد کے معنی ہیں تجاوز کرے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اذ یعدون فی السبت﴾

اور شرعا کے معنی ہیں ظاہر پانی کے اوپر یعنی اس آیت میں ﴿اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا﴾

اور بئیس کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں ﴿واَخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس﴾ .

اور اخلد کے معنی ہیں بیٹھا یعنی زمین کو لازم پکڑا اور پیچھے ہٹا یعنی اس آیت میں ﴿ولکنہ اخلد الی الارض﴾ اور قتادہ نے کہا کہ دنیا کی طرف جھکا۔

اور سنستدرجھم کے معنی ہیں کہ ہم ان کو لائیں گے ان کی امن کی جگہ سے یعنی ہم بے معلوم ان کے پاس آئیں گے مانند اس آیت کے کہ پس آیا ان کے پاس اللہ اس جگہ سے کہ ان کو گمان نہ تھا۔

اور جنۃ کے معنی ہیں جنون یعنی اس آیت میں ﴿ما بصاحبھم من جنۃ﴾ یعنی جنون۔

اور فمرت بہٖ کے معنی ہیں بدستور رہا اس کو حمل سو اس نے اس کو پورا کیا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فلما تغشاھا حملت حملا خفیفا فمرت بہ﴾

اور ینزغنک کے معنی ہیں ہلکا جانے تجھ کو اور باز رکھے۔

فائدہ: یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿واما ینزغنک من الشیطان نزغ﴾ میں۔

اور طیف کے معنی ہیں اترنے والا ہے اس پر وسوسہ شیطان کا اور بعض اس کو طائف پڑھتے ہیں یعنی جیسا کہ مشہور قرأت میں ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: لمم ایک قسم کے جنون کو کہتے ہیں اور صغیرہ گناہ کو بھی کہتے ہیں مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اذا مسھم طائف من الشیطان﴾

اور یمدونھم کے معنی ہیں یعنی اس آیت میں ﴿واخوانھم یمدونھم فی الغی﴾ یعنی اچھا کر دکھلاتے ہیں واسطے ان کے گمراہی ان کی اور کفر کو۔

اور خیفۃ کے معنی خوف ہیں یعنی اس آیت میں ﴿واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ﴾ اور خفیہ مشتق ہے اخفاء سے یعنی آیت ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ﴾ میں۔

اور آصال جمع کا لفظ ہے اس کا واحد اصیل ہے یعنی آیت ﴿بالغدو والآصال﴾ میں۔ اور آصال اس وقت کو کہتے ہیں جو عصر سے مغرب تک ہے مانند اس آیت کے بکرۃ واصیلا یعنی آصال جمع ہے اصیل کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیے ہیں میرے رب نے بے حیائی کے کام جو ظاہر ہوا اس سے اور جو پوشیدہ۔

٤٢٧١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ.

۴۲۷۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت والا نہیں اسی واسطے اس نے بے حیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہوں اس سے اور جو چھپے ہوں اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی واسطے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی۔

فائدہ: اختلاف ہے اس میں کہ فواحش سے کیا مراد ہے؟ سو بعض نے اس کو عموم پر محمول کیا ہے یعنی ہر قسم کے گناہ اور بعض نے اس کو ایک خاص پر محمول کیا ہے یعنی زنا پر کہ وہ ہر حال میں حرام ہے ظاہر ہو یا چھپے اور مجاہد سے روایت ہے کہ ظاہر ماں کے ساتھ نکاح کرنا ہے اور چھپا زنا ہے لیکن اولیٰ محمول کرنا اس کا ہے عموم پر۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَرِنِيْ أَعْطِنِيْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آیا موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کی جگہ میں اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے بولا اے رب! تو مجھ کو دکھلا کہ میں تجھ کو دیکھوں' کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا اپنی جگہ تو تو دیکھے گا مجھ کو پھر جب نمودار ہوا رب اس کا پہاڑ کی طرف کیا اس کو گرا کر برابر اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بیہوش ، پھر جب ہوش میں آئے تو بولے تیری ذات پاک ہے میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارنی کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ عنایت کر

مجھ کو یہ کہ میں تجھ کو دیکھوں۔

فائدہ: استدلال کیا ہے اس آیت کے ساتھ کہ تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا بعض معتزلہ نے جو اللہ کے دیدار کی مطلق نفی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی آدمی کو نہیں ہوگا نہ دنیا میں نہ آخرت میں سو کہتے ہیں کہ حرف لن کا واسطے تاکید نفی کے ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر لا پس ہوگی نفی واسطے ہمیشگی کے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے کہ وقت کی تعمیم میں اختلاف ہے ہم نے مانا لیکن وہ خاص ہے ساتھ حالت دنیا کے جس میں خطاب واقع ہوا ہے اور جائز ہے آخرت میں اس واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھیں اس میں باقی ہمیشہ رہنے والی ہیں پس نہیں محال ہے یہ کہ دیکھا جائے باقی ساتھ باقی کے برخلاف حالت دنیا کے اس واسطے کہ آنکھیں ان کی اس میں فنا ہونے والی ہیں پس نہیں نظر آتا ہے باقی یعنی اللہ تعالیٰ ساتھ فانی آنکھوں کے اور حضرت ﷺ کی حدیثیں اس میں متواتر ہو چکی ہیں کہ آخرت میں مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا اور بہشت میں بھی اور نہیں اس میں کوئی محال پس واجب ہے ایمان لانا اس کے ساتھ۔ (فتح)

٤٢٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَقُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَآءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِّنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

۴۲۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ کے پاس آیا جس کے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا اس نے کہا کہ اے محمد! تیرے ایک صحابی انصاری نے میرے منہ پر طمانچہ مارا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟ اس نے کہا یا حضرت! میں یہود پر گزرا سو میں نے اس کو سنا کہتا تھا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب آدمیوں پر چن لیا میں نے کہا اور محمد ﷺ پر بھی سو مجھ کو غصہ آیا تو میں نے اس کو طمانچہ مارا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب پیغمبروں میں مجھ کو بہتر نہ کہا کرو اس واسطے کہ البتہ سب لوگ قیامت کے دن صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان کی آنکھ کوہِ طور کی بیہوشی مجرا ہو گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَلْمَنَّ وَالسَّلْوٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ من اور سلویٰ۔

٤٢٧٣ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءُ الْعَيْنِ.

۴۲۷۳۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی از قسم مَنْ ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے یعنی آنکھ آنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی بادشاہی ہے آسمان اور زمین میں نہیں کوئی بندگی کے لائق اللہ کے سوا وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے جو امی ہے یقین کرتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر اور اس کے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ۔

٤٢٧٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُوْسَى بْنُ هَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ كَانَتْ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَأَغْضَبَ أَبُوْ بَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى أَغْلَقَ بَابَهُ فِيْ وَجْهِهِ فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ

۴۲۷۴۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ دلایا سو عمر رضی اللہ عنہ ان سے پھرے ناراض ہو کر سو ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے ان سے سوال کرتے کہ ان کا قصور معاف کریں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا قصور معاف نہ کیا یہاں تک کہ دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اور ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے صاحب نے تو البتہ اپنی جان کو شدت میں ڈالا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے کیے پر پچھتائے سو سامنے آئے یہاں تک کہ سلام کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خبر بیان کی کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَآءِ وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ إِنِّيْ قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقْتَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ غَامَرَ سَبَقَ بِالْخَيْرِ.

نے کہ حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یا حضرت! میں تھا زیادہ ظالم یعنی زیادتی میری طرف سے ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی قصور نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ چھوڑنے والے ہو میرے ساتھی کو میری خاطر سے یعنی کسی طرح کا اس کو رنج نہ پہنچاؤ میں نے کہا اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف سو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب ابو بکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فِيْهِ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَّأَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ گر پڑا موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر اس باب میں حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے انہوں نے حضرت ﷺ سے روایت کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہو اتار گناہ ہمارے۔

٤٢٧٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

۴۲۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہوں دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں تا کہ ہم تم کو بخشیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا تو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسیٹتے اور کہا کہ دانہ بال میں بہتر ہے۔

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾
فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ
وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ.

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ مخالفت کی انہوں نے اس چیز میں کہ حکم دیئے گئے تھے اس کے ساتھ قول سے اور فعل سے پس تحقیق وہ حکم کیے گئے ساتھ سجدے کے نزدیک پہنچنے ان کے اور ساتھ قول اپنے کے حِطَّةٌ سو انہوں نے کہا ہطی سمقا یعنی دے ہم کو گندم سرخ اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ اقوال منصوص جب کہ حکم ہو تعبد کا ساتھ الفاظ ان کے تو نہیں جائز ہے بدلنا ان کا اگرچہ معنی کے موافق ہو اور نہیں یہ مسئلہ روایت بالمعنی کا بلکہ وہ متفرغ ہے اس سے اور لائق ہے کہ ہو یہ قید واسطے جواز کے یعنی زیادہ کیا جائے شرط میں یہ کہ نہ واقع ہو تعبد ساتھ لفظ اس کے اور نہیں ہے کوئی چارہ اس سے اور جس نے مطلق کہا ہے اس کی کلام محمول ہے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ اَلْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلوں سے اور عرف کے معنی ہیں نیک کام۔

٤٢٧٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا

۴۲۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن مدینے میں آیا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سو اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس اترا اور حر اُن لوگوں میں سے تھا جن کو عمر اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور مشورے والے قاری لوگ تھے یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہی لوگوں کو اپنی مجلس میں بٹھلاتے تھے جو علماء تھے بوڑھے ہوں یا جوان سو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اے بھتیجے! اس سردار کے پاس تیری عزت ہے سو میرے واسطے اس کے پاس جانے کی اجازت مانگ اس نے کہا کہ میں تیرے واسطے اس سے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو حر نے عیینہ کے واسطے اجازت مانگی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت دی سو جب عیینہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اندر آیا تو کہا ہو اے بیٹے خطاب کے سو قسم ہے اللہ کی تو نہ ہم کو بہت مال دیتا ہے اور نہ ہم میں

تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ أَنْ يُوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

انصاف کے ساتھ حکم کرتا ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اسے کچھ سزا دیں تو حر نے ان سے کہا کہ اے سردار مسلمانوں کے! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ پکڑ معاف کرنا اور حکم کر نیک کام کا اور در گزر کر جاہلوں سے اور بیشک یہ جاہلوں سے ہے قسم ہے اللہ کی نہیں بڑھے اس سے عمر رضی اللہ عنہ جب کہ اس نے اس کو پڑھا اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ٹھہرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے یعنی کتاب اللہ کے حکم سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٤٢٧٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِيْ أَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ.

۴۲۷۷۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پکڑ معاف کرنا اور حکم کر ساتھ نیک کام کے کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مگر لوگوں کے اخلاق اور عادتوں میں یعنی ان نیک عادتوں کے ساتھ موصوف ہونا چاہیے اور کہا عبداللہ بن براد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے کہا خبر دی مجھ کو ہشام نے اپنے باپ سے اس نے روایت کی عبداللہ بن زبیر نے کہا حکم کیا اللہ نے اپنے پیغمبر کو کہ لازم پکڑے معاف کرنا لوگوں کے اخلاق سے یا جیسا کہا۔

فائدہ: جعفر صادق سے روایت ہے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت جامع تر واسطے نیک خصلتوں کے اور عمدہ خوؤں کے اس آیت سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خو خصلت باعتبار انسانی قوتوں کے تین قسم ہے عقلی اور شہوی اور غضبی سو عقلی حکمت ہے اور اس میں ہے امر بالمعروف اور شہوی عفت ہے اور اس میں ہے پکڑنا معافی کا اور غضبی شجاعت ہے اور اس میں ہے کنارہ کرنا جاہلوں سے اور طبری وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب آیت اتری ﴿خذ العفو وامر بالمعروف﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا جبریل علیہ السلام نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے پوچھوں پھر پھرا سو کہا کہ تیرا رب تجھ کو حکم کرتا ہے کہ تو جوڑے جو تجھ سے توڑے اور دے جو تجھ کو نہ دے اور معاف کرے جو تجھ پر ظلم کرے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ

سورۂ انفال کی تفسیر کا بیان

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْأَنْفَالُ الْمَغَانِمُ قَالَ قَتَادَةُ ﴿رِيْحُكُمْ﴾ اَلْحَرْبُ يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ.

اس آیت کا بیان کہ تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ مال غنیمت کا اللہ کا ہے اور رسول کا ہے سو ڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ انفال کے معنی ہیں غنیمتیں۔

فائدہ: اور کہا قتادہ نے کہ ریحکم کے معنی ہیں لڑائی یعنی آیت ﴿وتذهب ريحكم﴾ میں کہا جاتا ہے نافلة کے معنی ہیں عطیہ یعنی انعام میں یعنی آیت ﴿ومن الليل فتهجد به نافلة لك﴾ غنیمة یہ لفظ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے اور ذکر کیا ہے اس کو یہاں واسطے مناسبت لفظ انفال کے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ غنیمتیں خالص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھیں ان میں سے کسی کی کچھ چیز نہ تھی اور ابو داؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب جنگ بدر کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کرے اس کو ایسا ہے یعنی اتنا مال ہے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

٤٢٧٨ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ.

۴۲۷۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ انفال کے اترنے کا کیا سبب ہے کہا کہ جنگ بدر کی غنیمتوں کے باب میں اتری۔

اَلشَّوْكَةُ الْحَدُّ ﴿مُرْدِفِيْنَ﴾ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِيْ وَأَرْدَفَنِيْ جَآءَ بَعْدِيْ ﴿ذُوْقُوْا﴾ بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ ﴿فَيَرْكُمَهُ﴾ يَجْمَعَهُ ﴿شَرِّدْ﴾ فَرِّقْ ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا﴾ طَلَبُوا السِّلْمُ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ ﴿يُثْخِنَ﴾ يَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُكَآءً﴾ إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِيْ

یعنی اور شوکة کے معنی ہیں حد یعنی اس آیت میں ﴿وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم﴾ اور مردفین کے معنی ہیں فوج بعد فوج کے یعنی لگا تار کہا جاتا ہے ردفنی اردفنی یعنی میرے پیچھے آیا، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انی ممدكم بالف من الملائكة مردفين﴾ اور ذوقوا کے معنی ہیں مباشرت کرو یعنی عذاب عاجل کی ضرب اعناق اور قطع اطراف سے اور نہیں ہے مراد اس جگہ ذوق سے چکھنا ساتھ زبان کے

أَفْوَاهِهِمْ ﴿وَتَصْدِيَةً﴾ الصَّفِيْرُ ﴿لِيُثْبِتُوْكَ﴾ لِيَحْبِسُوْكَ.

مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ذوقوا وان للكافرين عذاب النار﴾ اور فیر کمه کے معنی ہیں جمع کرے اس کو یعنی آیت فیر کمه جمیعا میں اور شرد کے معنی ہیں جدا کر یعنی اس آیت میں ﴿فشرد بهم من خلفهم﴾ اور ﴿ان جنحوا﴾ کے معنی ہیں اگر طلب کریں صلح اور اسلم اور سلم اور سلام کے ایک معنی ہیں یعنی اس آیت ﴿وان جنحوا للسلم﴾ میں اور یثخن کے معنی ہیں غالب ہو یعنی آیت ﴿حتی یثخن فی الارض﴾ میں اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿ما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصديه﴾ کے کہ مکاء کے معنی ہیں داخل کرنا انگلیوں کا اپنے منہ میں اور تصدیه کے معنی ہیں سیٹی اور لیثبتوك کے معنی ہیں تجھ کو قید کریں۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قریش نے آپس میں صلاح کی جب صبح ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیڑیوں میں باندھو' آخر حدیث تک۔

بَابٌ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بدتر سب جانداروں میں اللہ کے نزدیک وہی بہرے، گونگے ہیں جو نہیں بوجھتے' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اس آیت میں چند لوگ بنی عبدالدار کے قبیلے سے ہیں اور کہا لا یعقلون کی تفسیر میں کہ حق کی پیروی نہیں کرتے۔ (فتح)

٤٢٧٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ.

۴۲۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بدتر سب جانداروں میں نزدیک اللہ کے وہی بہرے' گونگے ہیں جو نہیں بوجھتے کہا وہ بنی عبدالدار کے قبیلے کے چند لوگ ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ایمان والو! حکم مانو

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ اِسْتَجِيْبُوْا أَجِيْبُوْا لِمَا يُحْيِيكُمْ يُصْلِحُكُمْ.

اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو ایک کام میں جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اس کے پاس تم جمع ہو گے ، اور استجیبوا کے معنی ہیں حکم مانو اور لما یحییکم کے معنی ہیں تم کو درست کرے۔

٤٢٨٠ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَلَمْ اٰتِهِ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ هِيَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ.

۴۲۸۰۔ حضرت سعید بن معلیٰ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ میرے پاس سے گزرے سو مجھ کو بلایا سو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا تجھ کو آنے سے کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو پھر فرمایا کہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے نکلنے سے پہلے سو حضرت ﷺ نے مسجد سے نکلنے لگے سو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا وہ الحمد للہ رب العالمین یعنی سورہ فاتحہ ہے جو سبع مثانی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا سَمَّى اللّٰهُ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کافروں نے کہا کہ الٰہی ! اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار، کہا ابن عیینہ نے کہ نہیں نام رکھا اللہ نے قرآن میں مطر مگر عذاب کا

تَعَالٰی مَطَرًا فِي الْقُرْاٰنِ إِلَّا عَذَابًا وَّتُسَمِّيهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰی ﴿يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا﴾.

یعنی قرآن میں جہاں مطر کا لفظ آیا ہے مراد اس سے عذاب ہے اور عرب کے لوگ مطر مینہ کو بھی کہتے ہیں اور وہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اتارتا ہے مینہ کو بعد ناامید ہونے ان کے

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے کلام ابن عیینہ کا ساتھ اس کے کہ قرآن میں مطر بمعنی مینہ کے بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿ان کان بکم اذی من مطر﴾ کہ اس آیت میں مراد مطر سے قطعاً مینہ ہے۔ (فتح)

٤٢٨١ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ هُوَ ابْنُ كُرْدِيْدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۲۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ یا اللہ! اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار سو یہ آیت اتری اور اللہ ہرگز ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک تو ان میں تھا اور اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک بخشواتے رہیں اور انہیں کیا ہے کہ عذاب نہ کرے ان کو اللہ اور حالانکہ وہ خانے کعبے سے روکتے ہیں، الآیۃ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا جب تک تو ان میں ہے اور نہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا جب تک وہ بخشش مانگتے رہیں۔

٤٢٨٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

۴۲۸۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو ابھی گزرا۔

السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس قول کا قائل فقط ابوجہل ہے اور نسبت کیا گیا ہے یہ قول طرف جماعت کے سو شاید پہلے ابو جہل نے کہا تھا پھر باقی لوگ بھی اس کے ساتھ راضی ہوئے اور قتادہ سے روایت ہے کہ کہا یہ قول اس امت کے بے وقوف اور جاہل نے یعنی ابوجہل نے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ جو کہا کہ جب تک وہ بخشواتے رہیں تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جن کی تقدیر میں ایمان لکھا ہے کہ وہ ایمان لائیں گے یعنی سب کافروں کا استغفار کرنا مراد نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت مکے میں کافروں کے درمیان مسلمان تھے اور ابن جریر نے یزید بن رومان سے روایت کی ہے کہ جب کافروں نے یہ بات کہی کہ الٰہی! اگر یہ دین سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا الخ تو شام کو پچھتائے اور کہنے لگے کہ الٰہی! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں سو یہ آیت اتری کہ اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک وہ بخشواتے رہیں اور محمول کرنا آیت کو اسی تیسرے قول پر اولیٰ ہے اور یہ کہ اترا ان پر عذاب جب کہ انہوں نے پچھتانا چھوڑ دیا اور مسلمانوں کی عداوت اور لڑائی میں مبالغہ کیا اور ان کو خانے کعبے سے روکا اور مراد عذاب سے مکہ کا فتح ہونا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے فساد اور ہو دین محض اللہ کے واسطے۔

٤٢٨٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَآءَهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ لَّا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي

۴۲۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا تو نہیں سنتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں' آخر آیت تک سو کیا چیز روکتی ہے تجھ کو لڑنے سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بھتیجے! میں اس آیت کی تاویل کرتا ہوں اور نہ لڑنا مجھ کو محبوب تر ہے اس سے کہ اس آیت کی تاویل کروں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر آخر آیت تک اس مرد

كِتَابِهِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الْأٰيَةِ وَلَا أُقَاتِلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الْأٰيَةِ الَّتِي يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ إِلٰى اٰخِرِهَا قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهِ إِمَّا يَقْتُلُوْنَهُ وَإِمَّا يُوْثِقُوْنَهُ حَتّٰى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَأٰى أَنَّهُ لَا يُوَافِقُهُ فِيْمَا يُرِيْدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا قَوْلِيْ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللّٰهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ وَهٰذِهِ ابْنَتُهُ أَوْ بِنْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی فساد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے یہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا جب کہ اسلام کم تھا اور مسلمان تھوڑے تھے سو کوئی مرد اپنے دین میں مبتلا ہوتا تھا یا تو اس کو مار ڈالتے تھے اور یا اس کو قید کرتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا کوئی فساد سو جب اس مرد نے دیکھا کہ نہیں موافقت کرتے ہیں اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس چیز میں کہ وہ ارادہ کرتا ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ کو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ میں کچھ کلام ہے لیکن عثمان رضی اللہ عنہ سو البتہ اللہ تعالیٰ نے اس سے معاف کر دیا تھا سو تم نے برا جانا یہ کہ اس سے معاف کرو اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور داماد ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے جہاں تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ سائل جس امام کا فرمانبردار تھا اس کے مخالف کے ساتھ لڑنے کو جائز جانتا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے مخالف سے لڑنے کو جائز نہ جانتے تھے اس چیز میں کہ ملک کے متعلق ہے اور باقی بحث اس کی فتن میں آئے گی اور یہ جو اس نے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ سائل خارجی تھا اس واسطے کہ خارجی لوگ شیخین یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو اچھا جانتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے حق میں طعن کرتے تھے سو رد کیا اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ ذکر کرنے مناقب ان دونوں کے اور رتبے ان کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتھ عذر بیان کرنے کے اس چیز سے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں عیب کیا جنگ اُحد کے بھاگنے سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کیا اور جس سائل کا ذکر عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکا ہے تو وہ رافضی تھا اس واسطے کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا پس یہ دونوں سائل جدا جدا ہیں یہ اور ہے اور وہ اور تھا۔ (فتح)

٤٢٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ تَرٰى فِي قِتَالِ الْفِتْنَةِ فَقَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً وَّلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

۴۲۸۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہماری طرف نکلے سو ایک مرد نے کہا کہ فتنے کی لڑائی میں تیری رائے کیا ہے؟ یعنی اس میں شامل ہونا چاہیے یا نہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے فتنہ؟ فتنہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے لڑتے تھے اور تھا داخل ہوتا اوپر ان کے فتنہ یعنی اگر کوئی مسلمان ان میں داخل ہوتا تو اس کو مفتون اور مبتلا کرتے یا اس کو مار ڈالتے یا قید کرتے اور نہیں مثل لڑنے تمہارے کے ملک پر یعنی بلکہ ان کی لڑائی دین کے واسطے تھی اس واسطے کہ مشرکین مسلمانوں کو قتل کرتے تھے۔

بَابٌ ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا أَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے پیغمبر! شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافر پر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

٤٢٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ﴾ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَنْ لَّا يَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِّائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ فَكَتَبَ أَنْ لَّا يَفِرَّ مِائَةٌ مِّنْ مِّائَتَيْنِ وَزَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَّزَلَتْ ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ

۴۲۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اگر تم میں سے بیس شخص ثابت ہوں تو غالب ہوں دو سو پر تو ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کافروں سے نہ بھاگے اور سفیان راوی نے کئی بار کہا کہ بیس مسلمان دو سو کافر سے نہ بھاگیں پھر یہ آیت اتری کہ اب بوجھ ہلکا کیا اللہ نے تم پر، آخر آیت تک سو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا کہ نہ بھاگیں سو مسلمان دو سو کافر سے اور زیادہ کیا سفیان نے ایک بار کہ اتری یہ آیت کہ شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں سے بیس ثابت کہا سفیان نے اور کہا ابن شبرمہ نے کہ میں دیکھتا ہوں کہ نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا مثل

يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَأُرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هٰذَا.

جہاد کے ہے یعنی یہ بھی جہاد کے حکم میں ہے اس واسطے کہ علت جامعہ دونوں میں اللہ کا بول بالا کرنا اور باطل کا بھگانا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان پر لکھا گیا یعنی فرض کیا گیا اور سیاق اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے لیکن مراد اس سے امر ہے واسطے دو وجہ کے ایک یہ کہ اگر یہ محض خبر ہوتی تو لازم آتا وقوع خلاف مخبر بہ کا اور یہ محال ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ امر ہے اور دوسرا واسطے قرینے تخفیف کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتی ہے تخفیف مگر بعد تکلیف کے اور مراد ساتھ تخفیف کے اس جگہ تکلیف ساتھ اخف چیز کے ہے نہ اٹھانا حکم کا بالکل اور یہ جو کہا کہ سفیان راوی نے کئی بار کہا الخ تو اس کا مطلب یہ ہے سفیان اس کو بالمعنی روایت کرتا تھا کبھی روایت کرتا تھا ساتھ اس لفظ کے کہ قرآن میں واقع ہوا ہے واسطے محافظت کے تلاوت پر اور یہ اکثر روایت ہے اور کبھی بالمعنی روایت کرتا تھا اور وہ یہ ہے کہ نہ بھاگے ایک مسلمان دس کافروں سے اور احتمال ہے کہ اس نے اس کو دونوں لفظ سے سنا ہو اور تاویل اس کے غیر سے ہو اور تائید کرتا ہے اس کی وہ طریق جو اس طریق کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تصرف ہے اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ لکھا گیا ایک مسلمان پر کہ دس کافروں سے نہ بھاگے پھر تخفیف ہوئی پس لکھا گیا کہ ایک مسلمان دو کافروں سے نہ بھاگے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا﴾ اَلْاٰيَةَ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اب اللہ نے بوجھ ہلکا کیا تم پر اور جانا کہ تم میں سستی ہے آخر آیت تک۔

٤٢٨٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَجَآءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ

۴۲۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اتری یہ آیت کہ اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو پر تو یہ حکم مسلمانوں پر دشوار ہوا جب کہ ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کافر سے نہ بھاگے سو تخفیف آئی یعنی اللہ نے بوجھ ہلکا کیا سو کہا کہ اب اللہ نے بوجھ ہلکا کیا تم پر اور جانا کہ تم میں سستی ہے سو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو کافر پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو جب اللہ نے ان کا بوجھ ہلکا کیا گنتی سے تو گھٹایا گیا صبر ان کا بقدر اس چیز کے کہ ان سے ہلکی ہوئی۔

وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ بھاگے ایک مسلمان دو کافروں سے اور نہ قوم اپنی دو برابر سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ واجب ہے ثابت رہنا ایک مسلمان کا دو کافروں کے مقابلے میں اور حرام ہے بھاگنا اوپر اس کے برابر ہے کہ وہ دونوں اس کے پیچھے پڑے ہوں یا وہ دونوں کے پیچھے پڑا ہو اور برابر ہے کہ واقع ہو یہ اس حال میں کہ وہ لشکر کے ساتھ صف میں کھڑا ہو یا وہاں کوئی لشکر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور ترجیح دی ہے اس کو ابن صباغ شافعی نے اور یہی ہے معتمد واسطے موجود ہونے نص شافعی کے اوپر اس کے رسالے جدید میں کہا شافعی رحمہ اللہ نے لیکن اگر دو کافر اس کے پیچھے پڑیں اور وہ بے سامان ہو تو جائز ہے اس کو بھاگنا دونوں کافروں سے یقیناً اور اگر وہ دونوں کے پیچھے پڑا ہو تو کیا حرام ہے اس میں متاخرین کے نزدیک دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ حرام نہیں لیکن یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ان آثار کے ظاہر کے مخالف ہے اور وہ ترجمان قرآن کا ہے اور لوگوں میں زیادہ تر پہچاننے والا ہے قرآن کی مراد کو اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس قدر ان سے تخفیف ہوئی اس قدر ان کا صبر کم ہوا تو ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بطور توقیف کے کہا اور احتمال ہے کہ بطریق استقرا کے کہا ہو۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ترجمہ پارہ اٹھارواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللّٰہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب التفسیر

سورۃ البقرۃ

سورة آل عمران

سورۃ النساء

سورۃ المائدۃ

سورۃ الانعام

سورة الأعراف

سورة الأنفال